مآثر دکن

مشتمل

بر حالات عمارات و آثار قدیمہ بلدہ فرخندہ بنیاد

مؤلفہ

سید علی اصغر بلگرامی آصفجاہی

ناظم آثار قدیمہ سرکار عالی

۹۲۰ ـ ۹۲۲

مطبوعہ دار الطبع جامعہ عثمانیہ سرکار عالی

بسم اللہ الرحمٰن

نذر

یہ امتیاز اس موروثی نمکخوار کے لئے ہمیشہ سرمایۂ ناز رہیگا کہ

شہریار ہنر پرور سلطان معارف نواز تاجدار اقلیم سخن

ہز اگزالٹڈ ہائینس اعلیحضرت قدر قدرت بندگانعالی متعالی

سپہ سالار مظفر الملک والممالک نظام الدولہ نظام الملک نواب سر میر

عثمان علیخان بہادر فتح جنگ آصفجاہ سابع یار وفادار

سلطنت برطانیہ جی سی ایس آئی جی بی ای خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ

کی پیشگاہ سے بمراحم خسروانہ و توجہات شاہانہ بذریعہ فرمان عطوفت نشان مورخہ

۱۲ شعبان المعظم سنہ ۱۳۴۲ھ اس کتاب کو نام ہمایونی سے معنون کرنیکا شرف ارزانی فرمایا گیا ہے

من و این رتبہ از کجا لیکن

مور پروردۂ سلیمان است

میں نہایت ادب و افتخار کیساتھ "مآثر دکن" کو حضور پرنور حضرت اقدس و اعلیٰ سلطان العلوم خلد اللہ ملکہ

کے نام نامی و اسم گرامی سے معنون کرنیکی عزت حاصل کرتا ہوں۔

گذرانیدۂ نمکخوار موروثی

فدوی سید علی اصغر بلگرامی

فہرست مضامین

فہرست تصاویر

حسب ذیل تواریخ سے اس کتاب کی ترتیب میں مدد لیگئی ہے اور سنین ہجری کی سنہ عیسوی سے مطابقت ولاسٹن کی لغت (Wollaston's English Persian Dictionary) کے مندرجہ تقویم سے کی گئی ہے۔

۱۔ مآثر عالمگیری۔
۲۔ حدیقۃ السلاطین قطبشاہی۔
۳۔ عالمگیر نامہ۔
۴۔ منتخب اللباب۔
۵۔ روزنامہ وقایع ایام محاصرہ دار الجہاد۔
۶۔ حدیقۃ العالم۔
۷۔ گلزار آصفیہ۔
۸۔ نجوم السماء۔
۹۔ بستان آصفیہ۔
۱۰۔ واقعات مملکت بیجاپور حصہ سوم۔
۱۱۔ تاریخ ظفرہ۔
۱۲۔ سلسلہ آصفیہ۔
۱۳۔ ایپی گرافیا انڈو مسلمیکا۔

سید علی اصغر بلگرامی

حامداً و مصلیاً

ممالک محروسۂ سرکار عالی کے قدیم آثار اپنی تنوّع اور دلفریبی کے لحاظ سے ہندوستان کے تاریخی آثار سے اہمیت میں کسی طرح کم نہیں ہیں ممالک محروسہ کے جس جانب نگاہ ڈالی جائے ازمنۂ ماضیہ کی گوناگوں یادگاروں کا نامتناہی سلسلہ چلا گیا ہے۔ یہ آثار و عمارات زمانۂ "حجریۂ قدیم"

سے لیکر بیسویں صدی عیسوی تک کی یادگاروں پر مشتمل اور اقوام و نداہب مختلفہ کے آثار باقیہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جنوبی اور مشرقی حصص ملک میں "حجریۂ قدیم" و "حجریۂ جدید" کے علاوہ مدوّر پتھروں کے سر ادیب اور ایک ڈال کے ستون نما قبور کی نہایت دلچسپ علامات موجود ہیں جن کا شمار زمانۂ "ما قبل تاریخ" کی یادگاروں میں کیا جاتا ہے۔ "تاریخی زمانہ" کے آثار میں راجہ اشوک کے کتبہ (واقع مسکی ضلع رائچور) کے مقابلہ میں ہندوستان کے قدیم تمدن کی بابت کوئی دوسری واضح شہادت ایسی موجود نہیں ہے جس سے اس راجہ کی شخصیت کے متعلق نزاعی اُمور کا تصفیہ ہو سکتا ہو۔ اجنٹہ کی قلمکار تصاویر سے ہندوستان کی اعلیٰ درجہ کے فنِ مصوری کا کمال ظاہر ہوتا ہے۔ اِن تصویروں میں ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ وہ اِس تمدنی دور کی تنہا باقیات ہیں جن کا حلقہ اثر طول و عرض ہند سے متجاوز ہو کر وسط ایشیا اور اقصائے مشرق کے فنون و صنائع پر اپنے خصائص ذاتی کی مہر کر چکا تھا۔ ایلورہ کے وہ تصاویر جن سے کسی زمانہ میں اِن غاروں کی زینت تھی اب صرف انکا وہ پائدار حصّہ باقی رہ گیا ہے جو مورتوں پر مشتمل ہے اور جن کی ساخت میں اسی کاریگری اور متخیلہ میں اسی جدّت و ذکاوت کی جھلک نمایاں طور پر ظاہر ہوتی ہے جو کسی زمانہ میں فنِ مصوّری کے لئے مخصوص تھی۔ ہنمکنڈہ کا ہزار کھما دیول، آنبہ جوگائی (مومن آباد) اور تلجاپور کے مندر۔ تیر ضلع عثمان آباد میں چوبی طرز کا مہتم بالشان چیتیہ ایوان عالم پور میں ازمنہ متوسطہ کے باقیات جن سے بودھ زمانہ کے گول گھر (ستوپا) اور قرون آتیہ کے مندروں کی طرز تعمیر کے قرار داد ادوار کے باہمی اختلافات کی نسبت فیصلہ کرنے میں بیش بہا مدد ملتی ہے۔ اٹیگی۔ پالم پیٹھ اور انوا میں چالکیہ طرز تعمیر کی دلکش

عمارتیں ۔ پٹن کے قدیم کھنڈر ۔ پٹنچرو ۔ الوم پلی اور کریم نگر کے دبے ہوئے منادر تحقیق و تلاش کے لئے دلکش میدان پیش کرتے ہیں ۔

اس کے بعد اسلامی تمدن کی یادگاروں کا سلسلہ ابتدائی فاتحین دکن قطب الدین خلجی اور محمد تغلق کے زمانہ سے شروع ہوتا ہے ۔ گلبرگہ کے بہمنی بادشاہوں کی بنائی ہوئی عمارتیں ۔ دولت آباد کا چاند مینار ۔ مقبرہ احمد شاہ ولی واقع بیدر ۔ محمود گاوان کا رفیع الشان مدرسہ اور عاشور خانہ بادشاہی جن میں صدیاں گزر جانے کے بعد بھی کارکاشی کی اینٹوں کی تازگی و لطافت اپنی اصلی شان میں آج تک جلوہ گر ہے ۔ علی برید کا گنبد حیدرآباد کی تناسب کے سانچے میں ڈھلی ہوئی مکہ مسجد ۔ چارمینار اور شاہان گولکنڈہ کے مقابر ۔ مشرق کی بہترین صناعی کا نمونہ ہونے کے علاوہ مسلمانوں کے عماراتی مذاق کی ترجمان اور ملک دکن کے گزشتہ عظمت و جلال کا نشان ہیں ۔ یہ وہ مایۂ ناز باقیات سلف ہیں جن کی خوبیاں مغربی سیاحوں اور آثارِ قدیمہ کے مبصروں کو دکن کی پُراسرار سرزمین میں اُس زمانہ سے کھینچ کھینچ کرلا رہی ہیں ۔ جبکہ فرانسیسی سیاح موسیو تھیونو نے ۱۶۶۵ء میں یا مشہور چینی سیاح ہیون تھسانگ نے ۶۴۰ء میں انہیں پہلے پہل دیکھا تھا ۔ چونکہ یہ یادگار سلف آثار ایک ”عظیم الشان قومی میراث“ کی بھی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اس لئے ان کی حفاظت و صیانت کی تدابیر میں سرکار عالی کی قابل تحسین فیاضیاں کارفرمائی کر رہی ہیں ۔ لہذا ان یادگاروں کی تعلیمی وقعت ان کے خط و خال اور نقش و نگار کی خوبصورتی ان کی بلند دیواروں اور فصیلوں، اُن کے ستون دار ایوانوں ان کے سر بفلک میناروں اور ان کی تراشیدہ اور رنگین تصویروں یعنی بہ ہیئت مجموعی اس ”قومی میراث“ کے بقاء و استحکام اور اُن کی احتیاط و صیانت میں ریاست اور رعیت دونوں کو

ہم آہنگ رہنے کا حق حاصل ہے۔

۱۳۲۲ف (۱۹۱۴ء) میں سررشتۂ آثار قدیمہ سرکار عالی قائم ہوا اور اس زمانہ سے ابتک سررشتہ کی لگاتار کوششوں سے متعدد رپورٹیں، رسالے اور مضامین شایع ہوچکے ہیں جن میں ممالک محروسہ کے آثار کی تفصیل شرح وبسط سے درج ہے اور نقشے و فوٹو بھی شامل ہیں۔

پہلے پہل ۱۸۹۹ء میں مسٹر ہنری کزنس نے فہرست آثار قدیمہ دکن ترتیب دی تھی۔ لیکن یہ فہرست غیر مکمل ہونے کے علاوہ اسمیں ایجاز و اختصار کو اس درجہ ملحوظ رکھا گیا تھا کہ ناظرین اسکے مطالعہ سے کسی عمارت کے ماحول کے متعلق کوئی صحیح اندازہ قائم نہیں کرسکتے ہیں۔ چنانچہ اس فہرست کے اجمالی بیانات کا اندازہ اس تمثیل سے کیا جاسکتا ہے کہ اِس میں بلدۂ حیدرآباد اور مضافات بلدہ کا حال ایک ہی ورق میں تمام ہوگیا ہے۔

۱۹۲۲ء میں دو برس کے لئے جب مولوی غلام یزدانی صاحب ایم۔ اے ناظم آثار قدیمہ یورپ و بلاد اسلامیہ کی سیاحت کو روانہ ہوئے تو حسب فرمان خسروی اِس سررشتہ کا چارج میرے سپرد ہوا۔ اِس زمانہ میں اس صیغہ کے دلچسپ مشاغل کی انجام دہی میں میری نظر سے وہ قابل قدر مواد گزرا جو سررشتہ نے فراہم کیا تھا۔ معہذا اِس ملک کی تاریخی یادگاروں کے برای العین مشاہدہ کے بعد جو معلومات حاصل ہوئے ان وسائل کی بدولت میرا خیال ممالک محروسہ کے قدیم آثار کی فہرست مرتب کرنے کی جانب منتقل ہوا۔ چنانچہ اس کوشش کی پہلی قسط ہدیہ ناظرین کی جاتی ہے اگر حالات مساعد رہے تو ہر چہار صوبہ جات دکن کے عمارات و آثار کی فہرستیں اِسی نہج پر منضبط کی جائینگی۔ وما توفیقی الا باللہ۔

اِس جلد میں جن آثار و عمارات کا تذکرہ کیا گیا ہے وہ حدود بلدہ یا حوالی بلدہ میں واقع ہیں۔ یہ فہرست اِس جدید طریقہ پر مرتب کی گئی ہے جس نمونہ کے مطابق سرکار عظمت مدار کے سررشتہ آثار قدیمہ میں صوبہ واری عمارات کی فہرستیں مرتب ہوا کرتی ہیں۔

وہ عمارات جن پر کتبے موجود نہیں ہیں ان کے سنین تعمیر وغیرہ کا تعیّن بادشاہِ وقت کے عہد حکومت کے لحاظ سے کیا گیا ہے اور عمارات کے عام بیان میں حسبِ ذیل اصُول ملحوظ رکھے گئے ہیں:—

نمبر۔ نمبر عمارت

الف۔ نام عمارت

ب۔ محل وقوع

ج۔ نام قابض

د۔ قسم عمارت

عمارات کی تقسیم اقسام ذیل پر کی گئی ہے:—

قسم اوّل۔ وہ قدیم عمارات جو اپنی موجودہ حالت اور تاریخی صنعتی یا اثری حیثیت کے لحاظ سے اِس بات کی مستحق ہیں کہ وہ دواماً قائم یا وقتاً فوقتاً بصورت ترمیم بہتر حالت میں رکھی جائیں۔

قسم دوّم۔ وہ کہنہ عمارات جن کے لئے اب صرف یہی ممکن یا مناسب ہے کہ معمولی تدابیر مثلاً نباتات کے استیصال اور دیواروں کو پانی کے اثرات سے محفوظ رکھ کر یا اسی قبیل کی دوسری تدابیر سے وہ مزید بربادی سے بچالی جائیں۔

قسم سوّم۔ وہ خستہ عمارات جن کی حفاظت اِس وجہ سے ناممکن

یا غیر ضروری ہو گئی ہو کہ امتداد ایام یا کس مپرسی سے ان پر بوسیدگی کے آثار غالب ہو گئے ہوں ۔ یا وہ بوجہ اہمیت نہ رکھنے کے حفاظت کی مستوجب نہوں

عمارات قسم اوّل و دوّم کی ضمنی تقسیم حسب ذیل ہے :-

قسم اوّل الف / قسم دوم الف } وہ عمارات جو سرکار عالی کے قبضہ میں ہوں اور جنکی حفاظت سرکاری روپے سے ہوتی ہے ۔

قسم اوّل ب / قسم دوّم ب } وہ عمارات جو غیر سرکاری اشخاص کے قبضہ میں ہوں اور جن کی حفاظت انہی کے روپے سے ہوتی ہو۔

قسم اوّل ج / قسم دوّم ج } وہ عمارات جو غیر سرکاری اشخاص کے قبضہ میں ہوں لیکن اُن کی حفاظت مشترکہ طور پر یا اشخاص مذکور یا صرف سرکار عالی کے روپے سے ہوتی ہے ۔

عمارات قسم اوّل متذکرۂ صدر کے بارے میں کسی مزید تشریح کی ضرورت نہیں ہے عمارات قسم دوّم کے متعلق یہ ضروری ہے کہ تدابیر متذکرہ کے علاوہ اُن کی ضروری مرمت بھی کافی طور پر اس طرح کرا دی جائے کہ وہ ایک عرصہ ممتد تک محفوظ حالت میں باقی رہ سکیں ۔

یہ بھی واضح رہے کہ محض اس وجہ سے کہ کوئی عمارت جو بوجہ اپنی شکستہ حالی وغیرہ کے قسم سوم میں شمار کی گئی ہے ۔ یہ امر لازمی نہیں ہے کہ اُس کے انہدام یا مسمار کرنے میں غیر مناسب عجلت کیجائے بلکہ اُس کو اُس وقت تک قائم رہنے دینا چاہیئے جب تک کہ اُس کی حالت مخدوش نہ ہو جائے تاکہ وہ ایک دلچسپ یادگار کی حیثیت سے برقرار رہے ۔

ھ ۔ تاریخ تعمیر

و ۔ کتبات۔

ز ۔ عام حالت ۔

ح ۔ عمارات محفوظہ کی فہرست میں داخل ہے یا اُس کی حفاظت غیر ضروری ہے۔

ط ۔ مختصر کیفیت اور عام بیان۔

کتبات کے نقشے اور اکثر تعبیرات جو اس کتاب میں درج ہیں وہ رسالہ اپی گرافیا انڈو مسلمیکا میں شایع ہو چکے ہیں جو مولوی غلام یزدانی صاحب کی زیر ادارت سرکار ہند کی جانب سے شایع ہوتا ہے۔ لیکن بادشاہوں[ع] اور عمارات کی تصاویر سررشتۂ آثار قدیمہ کی مِلک ہیں۔

اس کتاب میں جن عمارات کا حال درج ہے ان کی ترتیب میں حتی الامکان سنہ تعمیر وغیرہ کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ باب اول میں بلدہ و مضافات کا حال درج ہے۔ اور باب دوم میں گولکنڈہ اور اس کے ملحقات کا بیان خاص طور پر ایک جگہ کیا گیا ہے۔ تاکہ معائنہ کنندگان کو سہولت ہو۔

آخر میں سر جان مارشل صدر ناظم آثار قدیمہ ہند کا دلی شکریہ ادا کیا جاتا ہے کہ صاحب ممدوح نے ازراہِ عنایت کتبات گولکنڈہ و حیدرآباد کے بلاکس اِس کتاب کے ساتھ شایع کرنے کے لئے روانہ فرمائے فقط

حیدرآباد دکن
غرہ جنوری سنہ ۱۹۲۴ء

سیّد علی اصغر بلگرامی

[ع] قطب شاہی بادشاہوں اور وزرار وغیرہ کی تصاویر نہایت تلاش سے مولوی غلام یزدانی صاحب نے متحف برطانیہ سے سررشتہ کے لئے حاصل فرمائی ہیں ۱۲

حیدرآباد کی آبادی سے [illegible] یہ پل اس ضرورت سے تعمیر کیا گیا تھا کہ شہزادہ محمد قلی کو بھاگ متی [illegible] چچلم [illegible] شاہ علی بنڈہ میں سکونت پذیر تھی [illegible] تب سب عادت شہزادہ قلعہ سے چچلم جانا چاہتا تھا لیکن ندی طغیانی پر تھی باوجود اس کے فرط شوق میں شہزادہ نے گھوڑے کو ندی میں ڈال دیا اور صحیح و سلامت پار اتر گیا۔ پرچہ نویسوں نے جب اس واقعہ کی خبر بادشاہ کو دی تو [illegible] پل کی تیاری کا حکم دیا۔ اس پر مصارف تعمیر [illegible] عائد ہوئے پل کے آغاز تعمیر کی تاریخ صراط المستقیم [illegible] تاریخ ذیل یہ ہے :-

[illegible]

[illegible] شدہ تاریخ [illegible]

۹۸۶ھ
۱۵۷۸ء

سنہ ۱۲۳۶ھ (۱۸۲۰ء) کی طغیانی کے بعد حضرت سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل کے عہد میں اس پل کی ازسرنو ترمیم ہوئی تھی جس کی یادگار میں کتبہ مندرجہ (و) مہاراجہ چندو لعل بہادر شاداں مدارالمہام وقت نے کھدا کر اس کے دروازہ پر نصب کرایا۔ سنہ ۱۳۲۶ھ (۱۹۰۸ء) کی طغیانی کے بعد حضرت غفران مکان علیہ الرحمہ کے زمانہ میں پھر اس کی ترمیم ہوئی تھی۔ اس پل کا طول دو سو گز۔ عرض ۱۲ گز بلندی ۱۴ گز ہے۔ اور اس میں بائیس کمانیں بنی ہوئی ہیں۔ حیدرآباد کی قدیم ترین تعمیرات کا نمونہ ہونے کے باوجود اس کا استحکام اس وقت تک قابل لحاظ ہے۔

نمبر (۲) الف ۔ کوہ شریف (جدید)

سہ جن عمارات پر لفظ جدید لکھا گیا ہے وہ [illegible] متعلقہ کتبات تاریخی حالات اس کتاب میں پہلی مرتبہ صحت و تحقیق کیساتھ شایع ہو رہے ہیں۔

ب - متصل ملکا جگیری -
ج - سرکار عالی
د - قسم دوم الف
ھ - عہد سلطان ابراہیم قطب شاہ رابع ۹۸۱ھ ۱۵۶۸ء تخمیناً
و - پہاڑ اور اس کے قرب وجوار میں کتبات ذیل نصب ہیں :-

(۱) کتبہ بر عاشور خانہ خوشحال خان قوال

خوشا نصیب کہ خوشحال خان بکوہ شریف ۔۔۔ بحسن نیت پاک و از رہ صدق و صفا
کمان و مسجد و عاشور خانہ ذیشان ۔۔۔ برائے تکیہ براہ خدا چہ کرد بنا
خرد بسال بناہا بگفت صبح خوش ۔۔۔ بنا نہاد بقانون خوب و روح افزا

۱۲۹۳ھ (۱۸۷۶ء)

راقم سید حسین علیخان عفی اللہ عنہ

(۲) کتبہ بر کمان خوشحال خان

کمان و مسجد و عاشور خانہ ذیشان ۔۔۔ طراز مسجد عالی ز راہ صدق و صفا
زہے نصیب کہ خوشحال خان بکوہ شریف ۔۔۔ بنا نہاد بقانون خوب روح افزا

(۳) چھپن چراغ قریب زینہ کوہ مولا علی

بنا کردی مسجد بکوہ علی ۔۔۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ بحمید علی

سنہ ۱۳۲۴ھ (۱۹۰۶ء)

(۴) ناصیہ صدر دروازہ مقبرہ ماہ لقابائی

سرو گلستان ناز گلبن باغ ادا ۔۔۔ عاشق حیدر بجان جاریہ پنجتن
چونکہ زحق در رسید مژدہ جار الاجل ۔۔۔ کرد قبولش بجان گشت بہشتش وطن

ہاتفِ غیبی ندا داد بتاریخ اُو راہئی جنت شد آہ ماہ لقائی دکن

سنہ ۱۲۴۰ھ (سنہ ۱۸۲۴ء)

(۵) عقبِ صدر دروازہ ناصیہ حصہ اندرونی

کنیزِ شاہِ مرداں راج کنور سخاوت پیشہ و اخلاق آرا
چو محمل بست ازیں دُنیائے فانی عجب بگذاشت دُختر سروبالا
بخوبی بہتر از لیلیٰ و شیریں خطابش مہ لقا و عُرف چندا
برائے انبساطِ رُوحِ مادر بنا کرد ایں مکانِ فرحت افزا
بسالِ رحلتِ او گفت ہاتف بیامرزد خدا آں عاجزہ را

سنہ ۱۲۰۷ھ (سنہ ۱۷۹۲ء)

(۶) کتبہ چاہ بیرون مقبرہ ماہ لقابائی

سبیل نذر مولا علی

سنہ ۱۲۴۹ھ (سنہ ۱۸۳۳ء)

کتبۂ ذیل مقبرۂ چندا بی بی میں رکھا ہوا ہے :—

"نذر مولا چندا بی بی بنت راج کنور بائی کہ از حضور نواب غفران مآب آصفجاہ ثانی میر نظام علی خاں بخطاب ماہ لقا بائی سرافراز در سنہ ۱۲۳۱ھ ترتیب ساخت" (سنہ ۱۸۱۵ء)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - رواق اور کتبات قابل تحفظ ہیں۔

ط - تزک قطبیہ میں لکھا ہے کہ سلطان ابراہیم قطب شاہ رابع کے زمانہ میں یاقوت خواجہ سرا بطور تبدیل آب و ہوا لالہ گوڑہ میں مقیم تھا۔ شبِ ہفدہم رجب کو اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص سبز عربی لباس میں آیا ہے اور اس سے

کہا کہ جناب امیرؑ نے تجھکو یاد کیا ہے میرے ساتھ چل۔ یاقوت اسکے ساتھ ہولیا اور حضرتؑ کو اسی پہاڑ پر تشریف فرما دیکھا۔ جہاں اس وقت آستانہ بنا ہے۔ یاقوت نے سلام کیا اور کھڑا رہا۔ لیکن کوئی گفتگو نہیں ہوئی۔ صبح ہونے کے بعد یاقوت اسی پہاڑ پر جہاں حضرت کو خواب میں دیکھا تھا گیا اور وہاں حضرتؑ کے دست مبارک اور پہلو کا نقش پتھر پر مرتسم پایا۔ اُسی وقت یاقوت نے پتھر کو ترشوا کر گچ و پتھر سے ایک رواق تعمیر کرایا۔ اور سترہویں رجب کو حضرت کی نیاز کرائی۔ اس واقعہ کی شہرت بادشاہ تک پہنچی جس پر بادشاہ بھی زیارت کو آیا اور رواق کے پہلو میں جو مسجد اس وقت تک موجود ہے وہ سُلطان ابراہیم قطب شاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ اسی طرح ہر سال ۱۷ رجب کو انبوہ خلائق کے ساتھ عرس ہونے لگا جس کا سلسلہ اس وقت تک جاری ہے۔ اس کے بعد بھیکی بی نے جو سیّد مظفر وزیر کی بیٹی اور عابدہ و زاہدہ و غذائے بے نمک کھایا کرتی تھیں۔ اس آستانہ کی مجاورت اختیار کی اور یہیں انتقال کیا چنانچہ صحن درگاہ کے شمالی گوشہ میں اُن کا مزار موجود ہے پھر رکن الدولہ شہید مدار المہام حضرت غفران مآب حسب وصیت اپنے باغ واقع دامن کوہ میں دفن ہوئے اور وقار الدولہ ناظم حیدرآباد محاذی باغچہ رکن الدولہ بہادر دفن ہوئے۔ صمصام الملک بہادر نے مسجد ابراہیم قطب شاہ کے روبرو ایک سائبان چوبی اور درگاہ شریف کے پہلو میں چوبی دالان بنوایا۔ پھر منیر الملک بہادر مدار المہام نے اس چوبی سائبان کو پختہ کرایا اور ماہ لقا بائی عرف چندا بائی طوائف نے جس کے مقبرہ کے کتبات اوپر نقل کئے گئے ہیں چوبی دالان کو پختہ بنوا دیا۔ اور حضرت غفران مآب نے دروازہ درگاہ اور اس کے پہلو کی عمارتیں بنوائیں اور مجاوران و فراشان و موذنان و نقارچیان و گھڑیال نوازان کے مصارف کے لئے موضع چرلہ پلی بطور جاگیر عطا فرمایا۔ مہاراجہ چندو لعل بہادر نے

نقار خانہ بنوایا۔ اور راجہ راؤ رنبھا جیونت بہادر نے نقار خانہ کے رُوبرو بارہ دری بنوائی۔ کمرہ گاہ کی کمان جمال صاحب عظمت جنگ وکیل ظفر الدولہ بہادر مبارز الملک کی بنوائی ہوئی ہے۔ صندل کے راستہ پر جو کمان و مقبرہ و عاشور خانہ و ابدار خانہ ہے وہ خوشحال خاں قوال کا بنوایا ہوا ہے جو ماہ لقا بائی کا اُستاد تھا اور دامن کوہ میں ماہ لقا بائی نے اپنا مقبرہ و مسجد و کاروانسرائے بنوائی۔ پہاڑ کے موجودہ سنگ سیلو کے زینے جو نہایت وسیع و خوشنما ہیں اعلیحضرت بندگانعالی مدظلہم العالی کے حکم سے جلوس سلطنت کے بعد تعمیر ہوئے۔

کوہ شریف کے محاذی ایک اور پہاڑ کوہ قدم رسول کے نام سے مشہور ہے۔ اس پر قدم شریف اور آثار شریف کے تبرکات محمد شکر اللہ خاں خانہ زاد حضرت غفران مآب نے رکھ کر سرکار سے موضع ترلکھیری کو بطور مدد معاش معین کرایا اور مسجد بھی بنوا دی۔ اِس پہاڑ کے زینے کاظم علی خاں کے بنوائے ہوئے ہیں۔ اسی کے متصل ایک اور پہاڑ پر جو بارہ دری بنی ہے وہ سید مظفر وزیر سلطان عبداللہ و ابوالحسن قطبشاہ کے نام سے مشہور ہے اِس کے محاذی پہاڑ پر سنگ بالائے سنگ کئی عظیم الشان پتھر رکھے ہیں اسکو بھنڈولی کا پہاڑ کہتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ راجگانِ سابق کا قلعہ تھا۔ چنانچہ ایک سنگی دروازہ اور دیوار کے کچھ آثار اس وقت تک موجود ہیں۔ اس کو قلعہ ارجن بھی کہتے ہیں۔

یہاں کوہ شریف کا صندل تکیہ ننگ علی شاہ سے تکلف و جلوس کے ساتھ نکلتا ہے۔ اس کے بعد پنجہ شاہ سے سلامتی حضور پُرنور کا صندل کوہ شریف پر جاتا ہے۔ یہ پہاڑ سطح سمندر سے (۲۰۱۷) فٹ بلند ہے۔

نمبر (۳) الف - چار مینار۔
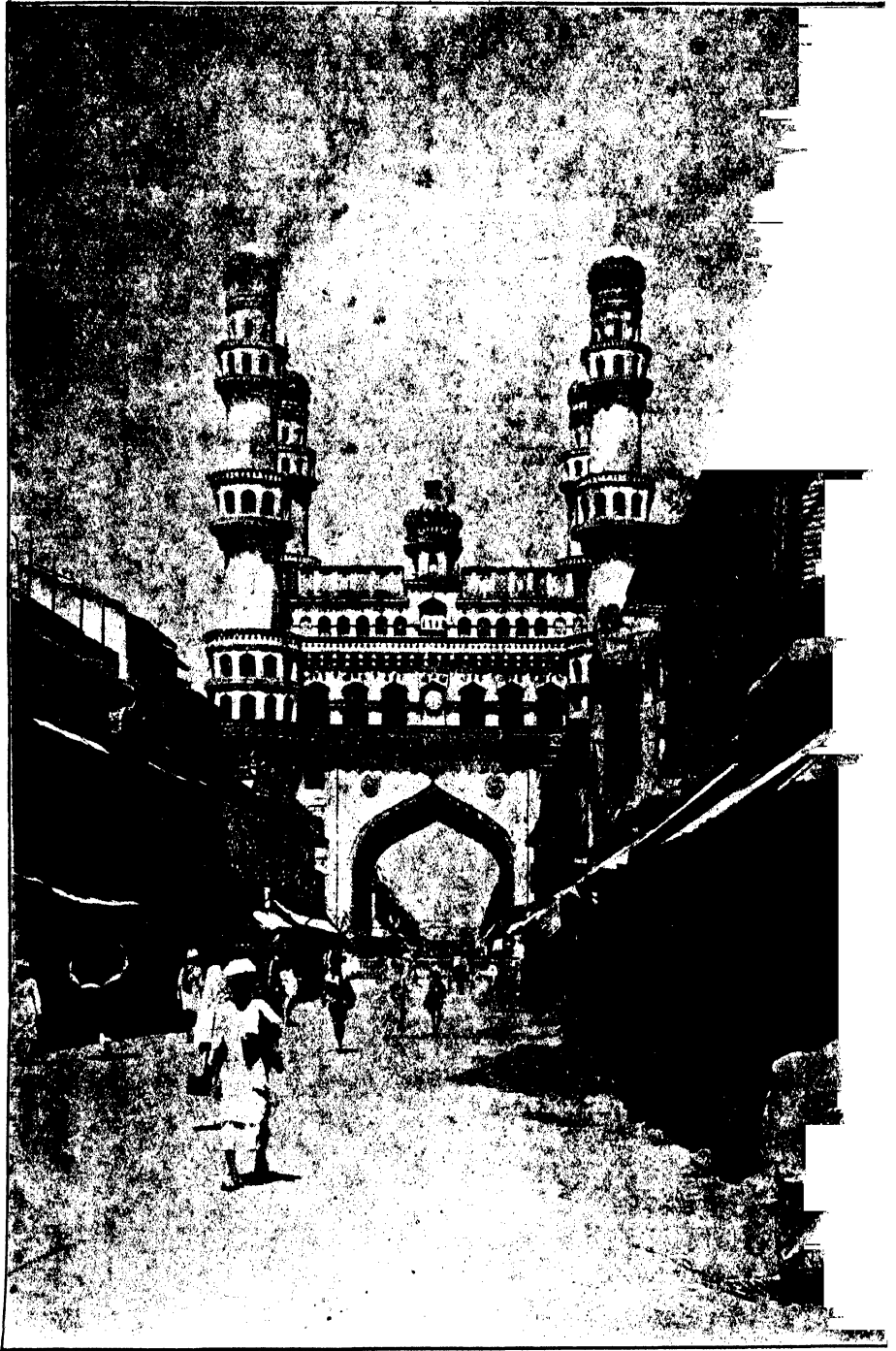
چار مینار

ب - عین وسط شہر میں واقع ہے۔

ج - سرکار عالی۔

د - قسم اول الف۔

ھ - ۹۹۹ھ / ۱۵۹۰ء - ۱۰۰۰ھ / ۱۵۹۱ء -

و - کوئی کتبہ نصب نہیں ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - بھاگ نگر یا موجودہ شہر حیدرآباد کی بنا ۹۹۹ھ / ۱۵۹۱ء میں سلطان محمد قلی قطب شاہ خامس کے عہد سلطنت میں ہوئی۔ موجودہ محلہ شاہ علی بنڈہ کے پاس موضع چچلم میں سلطان محمد قلی کی محبوبہ بھاگ متی سکونت پذیر تھی۔ اسی کے نام پر موجودہ شہر بسایا گیا تھا۔ لیکن بھاگ متی کی وفات کے بعد اس کا نام حیدرآباد رکھا گیا۔ اور تعمیر شہر کے سات برس بعد اس کا تاریخی نام "فرخندہ بنیاد" دفاتر سرکاری میں لکھا جانے لگا۔

جس وقت شہر کی بنیاد پڑی تو سلطان محمد قلی نے ۹۹۹ھ / ۱۵۹۱ء میں تیمناً و تبرکاً پہلے چارمینار کی تعمیر شروع کرائی جو شکل میں تعزیہ (تابوت) کے شبیہ ہے۔ یہ مربع عمارت شہر کے عین وسط میں پتھر اور چونے سے بنائی گئی۔ اس کے چاروں رخ چاروں اطراف کے [illegible] ہیں۔ اس کی ہر سمت ۶۰ فٹ عریض اور ۲۴ فٹ بلند ہے۔ نیچے کی منزل چار رفیع الشان محراب دار دالانوں پر مشتمل ہے جن کا ارتفاع ۳۶ فٹ اور عرض ۳۰ فٹ ہے۔ ان دروں کے بالمقابل چار بڑی شاہراہیں [illegible] بنے ہیں اور بالائی عمارت دو منزلہ [illegible] سے

معمور ہے۔ اُوپر کے چاروں گوشوں پر چار بلند مینار چار درجوں پر منقسم ہیں۔ اور ہر مینار کا ارتفاع ۸۰ فٹ ہے۔ ساری عمارت پتھر اور چُونے کی ہے جس پر خوشنما گلکاری کی ہوئی ہے۔ اور چاروں میناروں کی بلندی سطح زمین سے ۱۶۰ فٹ ہے۔

موسیو تھیونو فرانسیسی سیّاح کی یہ رائے کہ "شہر بھر میں جیسی یہ عمارت باہر سے خوشنما معلوم ہوتی ایسی اور کوئی نہیں ہے" اس وقت تک ٹھیک طور پر صادق آتی ہے۔ قطب شاہی زمانہ میں اس کی پہلی منزل پر مدرسہ اور طلباء کا دار الاقامہ تھا۔ دُوسری منزل پر مسجد اور خزانۂ آب تھا۔ جس میں تالاب مچھلی سے پانی آتا تھا۔ اور اسی خزانہ سے تمام شہر اور ملحقہ محلات شاہی میں تقسیم کیا جاتا تھا۔ اُوپر سے شہر کا تفصیلی نظارہ اور محلات شاہی و دیگر امراء کے مکانات کا مدنظر ہوتا ہے۔ اس وجہ سے اُوپر جانے کی عام طور پر ممانعت ہے۔ خاص صورتوں پر باجازت علاقۂ صرفخاص مبارک اُوپر جانا ہوسکتا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس عمارت کی تعمیر پر دو لاکھ ہون[ف] یا نو لاکھ روپے صرف ہوئے تھے۔ الغرض سلطنت قطبشاہی کے بعد صوبہ داری بہادر خاں میں چار مینار کا جنوب مغربی مینار بجلی کے صدمہ سے گر گیا تھا۔ جس کی تعمیر اُسی زمانہ میں بصرفہ ساٹھ ہزار روپے کرا دی گئی۔

۱۲۵۸ھ ۱۸۴۲ء میں حضرت ناصر الدولہ بہادر غفران منزل کے زمانہ میں بصرفہ یک لاک روپیہ چار مینار پر باریک چُونے کی استرکاری ہوئی تھی ۱۳۰۲ھ ۱۸۸۴ء سے یہاں سٹی پولیس کا ایک دستہ متعین ہے اور ۱۳۰۴ھ ۱۸۸۶ء میں لارڈ ڈفرن وائسرائے ہند کی آمد کے موقع پر اس کی بنیاد کے گرد لوہے کا کٹہرا نصب

ف ہُون " طلائی سکہ ساڑھے چار روپیہ سکہ قلیہ کے معادل ہوتا تھا۔

کیا گیا اور جانب شمال ایک آہنی دروازہ بھی قائم ہوا۔ ۱۳۰۷ھ (۱۸۸۹ء) میں اس کی دوسری منزل پر چاروں جانب گھڑیال نصب کی گئیں۔ خاص تقاریب کے مواقع پر یہ عمارت برقی قمقموں سے آراستہ کیجاتی ہے۔ منسلکہ تصویر چار مینار کے شمالی رخ کو ظاہر کرتی ہے۔

نمبر (۴) الف ۔ چار کمان ۔

ب ۔ چار مینار کے محاذی واقع ہے۔

ج ۔ سرکار عالی۔

د ۔ قسم اول الف۔

ھ ۔ سنہ ۱۰۰۱ھ (سنہ ۱۵۹۲ء)

و ۔ کوئی کتبہ نصب نہیں ہے۔

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے۔

ط ۔ چار مینار کے محاذی چار رفیع الشان کمانیں سلطان محمد قلی قطب شاہ نے بنوائی تھیں۔ سابق میں اُن کے نام یہ تھے۔ غربی کمان (دروازہ دولت خانہ عالی) شرقی کمان (نقار خانہ شاہی) اور عام طور پر چاروں کمانیں جلوخانہ شاہی کے نام سے موسوم تھیں۔ اب یہ ان ناموں سے پکاری جاتی ہیں۔ شمالی مچھلی کمان (جنوبی) چار مینار کی کمان (شرقی) کالی کمان یا کمان شنبجو پر شاہ (غربی) کمان شیر دل یا سحر باطل۔

اگلے زمانہ میں کمان سحر باطل کی جانب قطب شاہی حلسرائیں تھیں جن کا اب کوئی نشان باقی نہیں ہے۔ ہر کمان کے اندر سے شہر کے چاروں طرف

چار شاہ راہیں ہیں۔ اِن کمانوں کی بلندی کا یہ حال ہے کہ ایک بلند ترین ہاتھی عماری کے ساتھ بہ آسانی ان میں سے گزر سکتا ہے۔

چارکمان کے عین وسط میں ایک حوض بنا ہے جس کا نظارہ چاروں اسمات سے ہوتا ہے اس وجہ سے اس کا نام چارسُو (طرف) کا حوض تھا۔ کثرتِ استعمال سے سوکا (سوکھا) حوض مشہور ہوگیا۔ اب یہ گلزار حوض کے نام سے موسوم ہے۔ اس حوض کے اطراف پہلے جو چبوترہ موجود تھا اس کو راستہ کی تنگی کے باعث ۱۳۱۳؁ھ ۹۵-۱۸۹۶ء میں توڑ کر حوض کے گرد ایک آہنی کٹھرا نصب کرا دیا گیا ہے قطبشاہی زمانہ میں اِس حوض کے متصل محلسرائے شاہی کے بالاخانہ پر سے بادشاہ اپنی فوجوں کا معائنہ کیا کرتے تھے۔

نمبر (۵) الف۔ بادشاہی عاشور خانہ۔

ب - پتھر گٹی کے قریب واقع ہے۔

ج - صرفِ خاص مبارک۔

د - قسم دوم الف۔

ھ - ۱۰۰۱؁ھ ۹۳-۱۵۹۲ء ۱۰۰۵؁ھ ۹۶-۱۵۹۶ء

و - کتبات ذیل کارکاشی میں بخط طغری لکھے ہوئے ہیں اور پہلی مرتبہ شائع ہورہے ہیں۔

(۱) کتبہ محراب وسطی۔ نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المومنین۔
غلام علی محمد قطبشاہ سنہ احدی و الف۔)

(۲) کتبہ دیوار غربی۔ (اللہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم لا تاخذہ سنۃ ولا نوم۔ لہٗ ما فی السموٰت و ما فی الارض۔ من ذا الذی یشفع عندہ الا باذنہ یعلم ما بین ایدیہم

بادشاہی عاشور خانہ

گفت ہاتف سال تاریخش چنیں — کردہ آصف جاہ ما تعمیر او

۱۱۷۸ھ (۱۷۶۴ء)

(۱۶) یہ کتبہ اندرونی دروں میں چوبی تختیوں پر جانب شمال و جنوب کندہ ہے :—

بہ احیائے طراز ایں مکاں تدبیر کرد — در دل شہ فراسہ خالق چو ایں تاثیر کرد

عہد آصفجاہ ثانی آں شہ ملک دکن — لامکاں جائے امام ما کہ او تعمیر کرد

۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء)

(۱۷) کتبہ صدر دروازہ :—

باب فیض امام عالمیان ۱۱۷۹ھ

س - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - اس عمارت کا قدیم حصہ صرف اندرونی دالان ہے جس کو سلطان محمد قلی قطب شاہ نے بصرفہ ۶۶ ہزار روپیہ تعمیر کرایا تھا۔ کتبات مندرجہ صدر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی تعمیر ۱۰۰۱ھ (۱۵۹۲ء) سے آغاز ہو کر ۱۰۰۵ھ (۱۵۹۶ء) تک جاری رہی ہے۔ بادشاہ وقت کا نام صدر محراب والے کتبہ میں کمال عجز و انکسار کے ساتھ لکھا ہے۔ اس کے علاوہ بانی عمارت کے پوتے سلطان عبداللہ قطب شاہ سابع کے نام کے طغرے بھی عمارت میں جا بجا نصب ہیں جنہیں اس بادشاہ کی کنیت ابوالمظفر اور سلطانی لقب بھی کندہ ہے۔ اسی بادشاہ کے زمانہ سے چہاردہ معصومین علیہم السلام کے ناموں کے علم استادہ ہونے لگے۔ چینی نقاشی (کاشی کاری) سلطان عبداللہ قطبشاہ سابع نے ۱۰۲۰ھ (۱۶۱۱ء) میں کرائی تھی اور یہ کتبے بھی اسی زمانہ میں

نصب ہوئے۔

بیرونی عمارت کے دو دالان جو عظیم الشان چوبی ستونوں پر قائم ہیں۔ حضرت میر نظام علی خان بہادر آصف جاہ ثانی نے تعمیر کرائے جیسا کہ کتبہ ۱۵ سے واضح ہوتا ہے۔ کتبہ ۱۱ نواز ش علیخاں شیدا متولی عاشور خانہ کا نصب کرایا ہوا ہے۔ جنہوں نے بعہد نواب میر نظام علی خاں بہادر عاشور خانہ کی مرمت کرائی تھی۔ اور سنہ ۱۲۵۰ھ (۱۸۳۴ء) میں کسی شخص نے جو مشرف عمارت تھا اس پر رنگ آمیزی اور منقش کاری کرائی جیسا کہ کتبہ ۱۲ سے ظاہر ہوتا ہے۔ قدامت کے اعتبار سے یہ عمارت ہوگلی اور لکھنؤ کے امام باڑوں پر فوقیت رکھتی ہے۔ اور چینی کاری کی صنعت کے لحاظ سے لاہور و ملتان کی بہترین عمارات کا مقابلہ کرتی ہے۔ تین صدیوں سے زائد گزر جانے پر بھی چینی کے پتروں کی آب و تاب میں کوئی فرق نہیں آیا۔ رنگوں کی خوبی و دلاویزی کے علاوہ پتروں کی ترتیب اور جوڑائی کچھ کم قابل تحسین نہیں ہے۔ چھت کی چوبی خاتم بندی یہاں کی پرانی عمارات عہد آصفیہ کے خصوصیات میں سے ہے۔

حضرت نواب میر نظام علی خاں بہادر غفران مآب نے عاشور خانہ کے اخراجات کیلئے بارہ ہزار روپے سالانہ کی جاگیر مقرر فرمائی اور بعہد نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل دو ہزار روپے نقدی معمول کا اس پر اور اضافہ ہوا تھا۔ تصویر منسلکہ سے اس عمارت کی چینی نقاشی اور شان تحریر کا حال منکشف ہوگا۔

نمبر (۶) الف ۔ دار الشفاء (جدید)
ب ۔ عقب تھانہ دار الشفاء

وزیر امین الملک میر جملہ کا نام موجود ہے جن کے زیر اہتمام یہ مسجد تعمیر ہوئی تھی۔ منظوم کتبہ کی عبارت حسب ذیل ہے۔ اور منسلکہ چربہ سے اسکی مزید توضیح ہوگی۔

جہاں داری بشاہاں شہریاری		کہ نیکی دیدہ در عہدش نکوئی
دل آسائش کند جاں تازہ گردد		زلعلش سر زند چوں گفتگوئی
زمیں را رشک جنت کردہ خلقے		گلستان ارم گردیدہ روئی
بامر عالی خود مسجدی ساخت		کہ در سقفش فلک گردیدہ گوئی
گر در پیش صحن او نساید		کند ہر لحظہ جنت رفت روی
بنازم خوش در انجامے نساید		تقاضائے مسلمانی غلوی
کسے پرسد اگر تاریخ اُورا		زہے عالی بنائے خیر گوی

تمام گشت بسعی ملک امین الملک

(حررہ باباخان)

دوسرا کتبہ محراب عبادت پر کندہ ہے۔ پہلوؤں کے کتبوں کا طول وعرض ۱۴ فٹ × ۱ فٹ × ۵ انچ عریض ہے۔ جو بطرز توقیع نہایت پاکیزہ ثلث خط میں کندہ ہے۔

(۱) اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ سیقول السفہاء من الناس ما ولیہم عن قبلتہم التی کانوا علیہا قل للہ المشرق والمغرب یہدی من یشاء الی صراط مستقیم وکذالک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شہداء علی الناس۔

(۲) ویکون الرسول علیکم شہیدا وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم

ع اپی گرانیا ۱۹۱۷-۱۹۱۸ء صفحہ ۳۳ کردہ کا (ہ) جو (خلقی) کے اندر لکھا ہے ترک کیا گیا ہے ۱۲

ع " " " " اس کو غلوی لکھا گیا ہے ۱۲

کتبات جامع مسجد

من یتبع الرسول ممن ینقلب علیٰ عقبیہ وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین ہدی اللہ۔

(۳) وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤف الرحیم۔ سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔ کتبہ العبد جمال الدین حسین ابن[مہ] جلال الدین محمد الفخار الشیرازی فی سنہ ۱۰۰۶ھ (۱۵۹۷ء)۔ (ملاحظہ ہوں تصاویر متعلقہ)

اس کتبہ میں اور قلعہ گولکنڈہ میں گنبدوں کی مسجد کلاں کی محراب کے کتبے میں عجیب توارد واقع ہوا ہے۔ آخر الذکر مسجد میں بھی قرآنی عبارت اسی شان خط میں (لرؤف رحیم) تک کندہ ہے۔ حالانکہ کاتب دونوں کے دو مختلف اشخاص ہیں۔ ایک عرب معلوم ہوتا ہے دوسرا ایرانی۔ اور مسجد کلاں جامع مسجد کے (۷۱) سال بعد سنہ ۱۰۷۷ھ (۱۶۶۶ء) میں تعمیر ہوئی تھی۔ ان حالات سے یہی نتیجہ مستنبط ہوتا ہے کہ مسجد کلاں کے کاتب نے جامع مسجد کے کتبہ کی ہوبہو نقل اتارنے میں اپنے کمال فن کو ظاہر کرنیکی کوشش کی ہے۔ البتہ جامع مسجد کے کتبہ میں قرآنی عبارت جس مقام سے شروع اور ختم ہوئی ہے مسجد کلاں میں اسکی پابندی نہیں ہوئی ہے۔ اور مسجد کلاں کا خط بھی کسی قدر جلی معلوم ہوتا ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - چارمینار کے متصل یہ خوشنما مسجد سنہ ۱۰۰۶ھ (۱۵۹۷ء)

بعہد سلطان محمد قلی قطب شاہ خامس زیر اہتمام میر جملہ امین الملک الف خاں بہادر جن کا بنایا ہوا امین باغ اسوقت تک مشہور ہے۔ بصرفہ دو لاکھ روپے تعمیر

مہ ایپی گرافیا سنہ ۱۹۱۷-۱۹۱۸ء صفحہ ۴۲ لفظ (ابن) کو بجائے یہاں لکھنے کے (العبد) اور (جمال) کے درمیان لکھا گیا ہے ۱۲

ہوئی تھی۔ اِس مسجد سے ملحق ایک خانقاہ اور حمام و مدرسہ بھی تھا جو اب خراب ہوگیا ہے گلبرگہ کی ناتمام مسجد کے بعد یہ دکن کی قدیم ترین مسجد سمجھی جاتی ہے۔

میر عباس علی خاں اعتصام الملک بہادر میر منشی حضرت مغفرت منزل نے اپنے زمانہ میں بصرفہ ذاتی اس مسجد کی از سر نو تعمیر کرا کر ہر طاق و رواق میں چوبی کٹھرہ نصب کرایا تھا۔ اعتصام الملک کا انتقال سنہ ۱۲۳۰ھ (سنہ ۱۸۱۴ء) میں ہوا۔

مولنا حافظ قاری میر شجاع الدین خلیفہ مولنا شاہ رفیع الدین قدس اسرارہما برہان پور سے بلدہ آکر پہلے اِسی مسجد میں مقیم ہوئے اور علوم عربیہ کی تدریس شروع کی حیدر آباد میں مولود خوانی کی ابتداء اور حفظ قرآن کا چرچا آپ ہی کی بدولت ہوا تھا۔

نمبر (۸)　الف - باغ لنگم پلی۔ (جدید)

ب - کوہ شریف کے راستہ پر واقع ہے۔

ج - پائیگاہ خورشید جاہی۔

د - قسم سوم ب

و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ھ - عہد سلطان محمد قلی قطبشاہ　سنہ ۱۰۱۸ھ / ۱۶۰۹ء

ز - قابل مرمت ہے۔

ح - لائق تحفظ نہیں ہے۔

ط - یہ باغ جو نہایت وسیع رقبہ میں واقع ہے۔ سلطان محمد قلی قطبشاہ کے زمانہ کی یادگار ہے۔ اور کسی زمانہ میں شاداب

میوؤں کے لئے مشہور تھا۔ پھر سلطان عبد اللہ سابع نے بطور تفریحگاہ اس کی تعمیر و آرائش پر تین لاکھ روپے صرف کئے تھے۔ بجز حوض اور روشوں کے بقیہ عمارات جدید ہیں۔ جن کی تعمیر نواب سکندر جاہ بہادر مغفرت منزل نے فرمائی تھی۔ اس کے بعد ۱۲۷۸ھ (۱۸۶۱ء) میں نواب افضل الدولہ بہادر غفران منزل نے یہ باغ نواب سر خورشید جاہ بہادر مرحوم کو عنایت فرمایا فی الحال یہ باغ خورشید جاہی پائیگاہ کے علاقہ کا ہے۔

(✣)

نمبر (۹) الف ۔ مسجد شکر اللہ گوڑہ ۔ (جدید)

ب ۔ واقع امیر پیٹھ سواد کوہ مولاعلی۔

ج ۔ سرکار عالی۔

د ۔ قسم سوم الف

ھ ۔ سنہ ۱۰۱۹ھ (سنہ ۱۶۱۰ء)

و ۔ کتبہ ذیل سنگ سیاہ پر نہایت خوشخط ثلث میں کندہ کیا ہوا مسجد کی چھت پر رکھا ہے۔

(۱) قال اللہ سبحانہ و تعالیٰ۔

(۲) ومن اراد الآخرۃ وسعیٰ لہا سعیہا وہو مومن فاولئک کان سعیہم مشکورا۔

(۳) عجلوا بالصلوٰۃ قبل الفوت .... ربنا تقبل منا ود ..... وعجلوا بالتوبۃ قبل الموت۔

(۴) قال محمد نبی الکونین المومن حیّ فی الدارین..... تاریخ بنا مسجد ۱۰۱۹

(۵) اللّٰہم صل علی النبی الوصی والبتول والحسن والحسین وزین العباد

والمحمد الباقر وجعفر الصادق والموسیٰ الکاظم وعلی الرضا والمحمد التقی وعلی النقی والزکی العسکری الحسن۔

(۶) وصل علی حجۃ القائم الخلیفۃ الصالح الامام الہمام المنتظر المہدی خلیفۃ الرحمان وسید الانس والجان ومظہر الایمان صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین

کتبہ اکثر مقامات سے ٹوٹ جانے کی وجہ سے اس کے کئی ٹکڑے مفقود ہو گئے ہیں۔

ز ۔ مسجد مرمت طلب ہے۔

ح ۔ کتبہ قابل تحفظ ہے۔

ط ۔ سواد کوہ شریف میں ابن صاحب کے باغ کے عقب میں ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر موضع شکر اللہ گوڑہ کے قریب ایک غیر آباد مسجد واقع ہے جو وسیع احاطہ میں ایک بلند چبوترہ پر بنی ہوئی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ کتبہ صحن مسجد کے رواق میں نصب تھا۔ لیکن رواق ٹوٹ جانے کے بعد اس کو بعض اصحاب نے بنظر حفاظت مسجد کی چھت پر رکھوا دیا۔ کتبہ کا طول تین گز اور عرض دو گز محرابدار وضع کا ہے اور خط نہایت پاکیزہ ثلث ہے۔ اس کے سنہ تعمیر سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد سلطان محمد قلی قطبشاہ کی وفات سے ایکسال قبل اور جامع مسجد کی تعمیر سے ۱۳ سال بعد بنی تھی۔ مسجد اگرچہ مختصر ہے لیکن کتبہ کی شان سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہی اہتمام سے بنوائی گئی تھی۔ اور ممکن ہے کہ کوہ شریف کی زیارت کو بادشاہ کی آمد کے موقع پر اس حصہ زمین پر کیمپ شاہی ہوتا ہو۔ اس لئے کہ اس مسجد کے قرب وجوار میں کوئی مقبرہ یا اور کسی قدیم آبادی کے آثار ایسے موجود نہیں ہیں جس سے اس مسجد کا تعلق ظاہر ہو۔

———(✿)———

نمبر (۱۰) الف - نوبت پہاڑ و فتح میدان -

ب - باغ عام کے متصل واقع ہے -

ج - سرکار عالی -

د - قسم دوم الف -

ھ - عہد سلطان محمد قلی قطبشاہ خاص ۹۸۸ھ ۱۵۸۰ء تا ۱۰۲۰ھ ۱۶۱۱ء

و - کوئی کتبہ نہیں ہے -

ز - محفوظ حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ نہیں ہے -

ط - یہ پہاڑ جو سطح زمین سے تین سو فٹ بلند ہے -

سلطان محمد قلی قطبشاہ کے زمانہ میں شاہی تفریحگاہ تھا۔ اس پر باغچہ و عمارات بنے تھے۔ جن میں سے اب صرف ایک چوکھنڈی باقی ہے۔ جب اورنگ زیب عالمگیر بادشاہ نے تسخیر حیدرآباد کا عزم کیا تو دامن کوہ کے وسیع اور پُرفضا میدان میں مغلیہ فوج کا کیمپ ہوا تھا اور اسی مناسبت سے فتح گولکنڈہ کے بعد اس کا نام فتح میدان مشہور ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ جب شاہان مغلیہ کے فرامین کا اعلان کرنا مقصود ہوتا تھا تو اس پر نوبت بجا کرتی تھی۔ اس پہاڑ کے خوشنما منظر اور تاریخی حیثیت کے مدنظر اب۔ اس پر سے سنگ برآری موقوف کرادی گئی ہے سنہ ۱۲۷۰ھ (سنہ ۱۸۵۳ء) میں یہاں سرکار عالی کی فوجی قواعد شروع ہوئی اس کے بعد سنہ ۱۲۸۰ھ (سنہ ۱۸۶۳ء) میں میجر راک کانڈر سرکار آصفیہ اور سنہ ۱۳۰۱ھ ۱۸۸۴ء میں کرنل نیول کمانڈر نے اس میدان کو درست کرا کر اس کے گرد درخت نصب کرائے تھے۔

نمبر (۱۱) الف ۔ مکہ مسجد (جدید)

ب ۔ چارمینار کے جنوبی سمت پر واقع ہے ۔

ج ۔ سرکار عالی ۔

د ۔ قسم اول الف ۔

ھ ۔ سنہ ۱۰۲۷ھ ۱۶۱۷ء ۔ سنہ ۱۱۰۴ھ ۱۶۹۴ء

و ۔ صحن میں جانب جنوب چھ مجر سنگِ مرمر کے تھے
جن پر کتباتِ ذیل نصب تھے ۔ لیکن کی وسعت کے خیال سے اب یہ تجمے
نکال کر دوسری سنگی کمانیں نصب ہوئی ہیں ۔ سابقہ کتبے ہنوز نصب نہیں
کیے گئے ہیں ۔ صحن میں حضرت عمدہ[1] بیگم صاحبہ ۔ تہنیت[2] النساء بیگم صاحبہ
بخشی[3] بیگم صاحبہ ۔ چاندنی[4] بیگم صاحبہ ۔ دلاور النساء[5] بیگم صاحبہ ۔ امامی[6] بیگم صاحبہ
خانش[7] بہادر بیگم صاحبہ ۔ برہان[8] پوری بیگم صاحبہ ۔ حضرت نواب میر نظام علیخاں
بہادر آصفجاہ ثانی غفران مآب ۔ حضرت نواب سکندر جاہ بہادر آصفجاہ ثالث

[1] والدہ ماجدہ حضرت نواب میر نظام علی خاں بہادر ۔

[2] والدہ حضرت نواب سکندر جاہ بہادر ۔

[3] والدہ علاتی حضرت نواب سکندر جاہ بہادر ۔

[4] والدہ حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر ۔

[5] والدہ حضرت نواب افضل الدولہ بہادر ۔

[6] صاحبزادی حضرت نواب میر نظام علیخاں بہادر ۔

[7] ہمشیر حضرت نواب میر نظام علیخاں بہادر ۔

[8] محل حضرت نواب میر نظام علی خاں بہادر والدہ جہاندار جاہ بہادر ۔
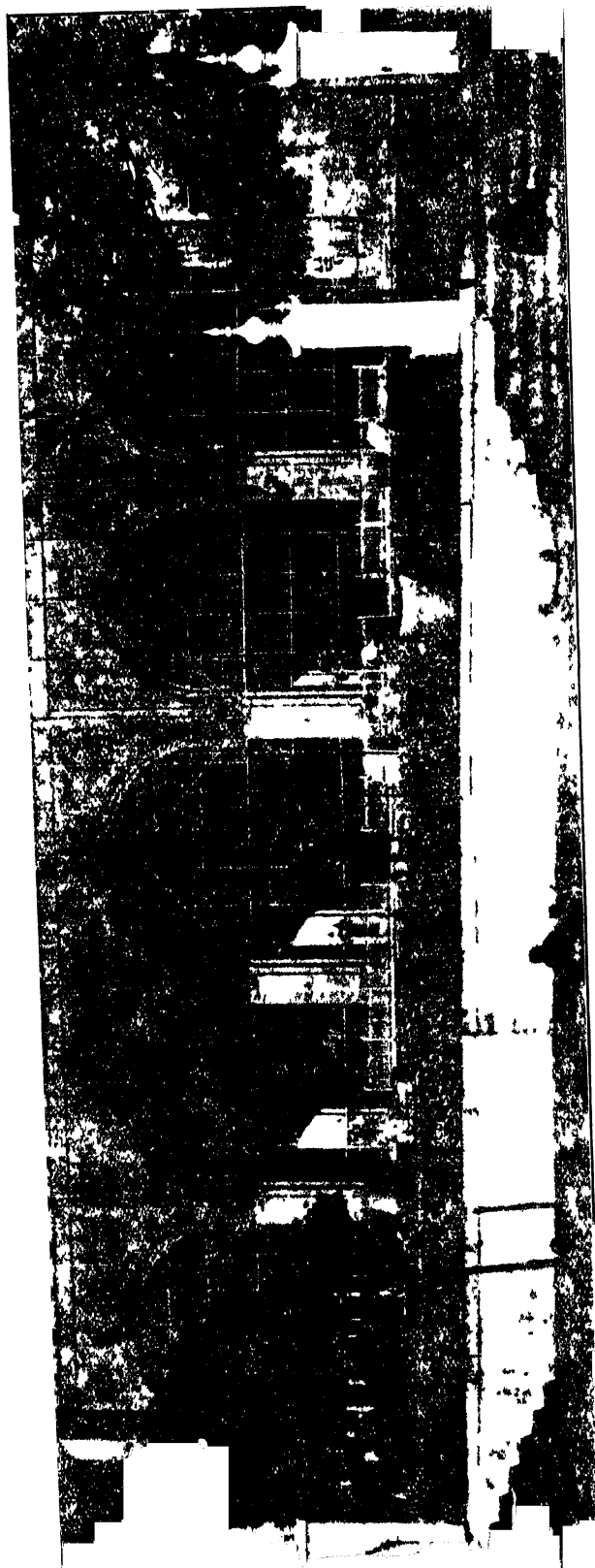
مغفرت منزل۔ حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر آصف جاہ رابع غفران منزل۔ حضرت نواب افضل الدولہ بہادر آصف جاہ خامس مغفرت مکان۔ اور حضرت نواب میر محبوب علی خاں بہادر آصف جاہ سادس غفران مکان رحمہم اللہ علیہم اور میاں[1] نیک روز مدفون ہیں۔ صدر دروازۂ مکہ مسجد پر ۳۲ سنہ جلوس (عالمگیری) کندہ ہے جو ۱۱۰۴ھ (۱۶۹۲ء) کے مطابق ہے۔

(۱) کتبہ مزار حضرت غفران مآب:۔

برروح پاک میر نظام علی مدام　　خوانند با وضو ہمہ اشخاص فاتحہ
زیں مصرع عجیب دو تاریخ رانخواں　　مستوجب بہشت و باخلاص فاتحہ

۱۲۱۸ھ　　۱۲۱۸ھ (۱۸۰۳ء)

(۲) کتبہ مزار حضرت مغفرت منزل:۔

چوں سکندر جاہ از آفاق رفت　　ہر مکان شد از غمش بیت الحزن
برکشیدم آہ گفتم سال او　　راہیٔ فردوس شد شاہِ دکن

۱۲۴۴ھ (۱۸۲۸ء)

دیگر

کرد شاہِ دکن ز دھر کنار　　در ہزار و دو صد چہل و چہار

(۳) کتبہ مزار حضرت غفران منزل:۔

چو رفت نواب ناصر الدولہ سوئے جنت ز دار فانی
خدائش بخشید و کرد بخشش بفضل و رحمت مقام والا
مہ صیام از شہور بودہ است و بود بست و یکم ازاں مہ
کہ دادش ایزد بقصر جنت بصد ر عزت مقام والا

[1] خواجہ سرائے نواب میر نظام علی خاں بہادر

سروش غیبی برائے سالش بگوش جاں خواند مصرعہ خوش
بناصر الدولہ داد ایزد میان جنت مقام والا
۱۲۷۳ھ (۱۸۵۶ء)

(۴) کتبہ مزار حضرت مغفرت مکان :-

ربی الممالک ماح الجنہ | دلممدوحی فاح الجنہ
قلت تاریخ وفاۃ المرحوم | افضل الدولہ راح الجنہ

۱۲۸۵ھ (۱۸۶۸ء)

(۵) کتبہ مزار حضرت غفران مکان :-

۱۔ روضہ سلطان محبوب علی ۔ ۱۳۲۹ھ
۲۔ وانہ فی الآخرۃ لمن الصالحین ۱۳۲۹ھ
۳۔ شد بفردوس بریں غفران مکان | میر محبوب علی خاں بادشاہ
مصرع تاریخ صدیقی بخواں | رحمت حق باد براں بادشاہ

۱۳۲۹ھ (۱۹۱۱ء)

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔
ح ۔ قابل تحفظ ہے ۔
ط ۔ اس عظیم الشان مسجد کی تعمیر سلطان محمد قطب شاہ سادس نے ۱۰۲۶ھ (۱۶۱۷ء) میں زیر نگرانی میر فیض اللہ بیگ داروغہ و رنگیا عرف ہنرمند خاں چودھری شروع کرائی ۔ پھر سلطان عبداللہ قطب شاہ سابع اور سلطان ابوالحسن قطبشاہ ثامن کے عہد تک اس کی تعمیر کا سلسلہ بصرفہٖ آٹھ لاکھ روپے جاری رہا ۔ اور شہنشاہ اورنگ زیب کے زمانہ میں اس کی تعمیر اختتام کو پہنچی ۔ مسجد کی مزید آرائش کے لئے جب بادشاہ عالمگیر سے

عرض کیا گیا تو ارشاد ہوا کہ ؎

کارِ دنیا کسے تمام نکرد
ہر چہ گیرید مختصر گیرید

اِس مسجد کے آغاز تعمیر کی نسبت یہ واقعہ مذکور ہے کہ سُلطان محمد شہنشاہ سادس نے علماء و فضلاء شہر کو دعوت دیکر فرمایا کہ جس شخص کی نماز قضا نہ ہوئی ہو وہ اِس مسجد کا سنگ بنیاد رکھے۔ لیکن حاضرین سے کوئی سامنے نہ آیا۔ اِس پر بادشاہ نے یہ کہہ کر کہ بارہ سال کی عمر سے اِس وقت تک میری نماز تہجد بھی کبھی قضا نہیں ہوئی ہے۔ اِس مسجد کا سنگِ بنیاد رکھا۔ بلحاظ رفعت و شان دکن میں یہ اسقدر بڑی مسجد ہے کہ بوقتِ واحد اس میں دس ہزار مصلی بخوبی نماز ادا کر سکتے ہیں۔ مسجد کی عمارت ۲۲۵ فٹ طویل ۱۸۰ فٹ عریض اور ۷۵ فٹ بلند ہے۔ بیرونی احاطہ مستطیل وضع کا ہے جس کا چبوترہ ۳۶۰ فٹ مربع ہے۔ چھت کے نیچے تین قطاریں پندرہ پندرہ کمانوں کی ہیں۔ اور ہر قطار کے آخر میں شمالی جنوبی گوشوں پر سو سو فٹ کے دو بلند گنبد ہیں۔ مسجد تین دالان در دالان پر مشتمل ہے۔ جن کے اندر پندرہ اور باہر پانچ کمانیں ہیں۔ سامنے کے رُخ کے دو مینار اور صحن مسجد میں سنگِ موسیٰ کی دھوپ گھڑی اور صدر دروازہ عہد عالمگیری کی یادگار ہیں۔ مسجد کے صحن میں کنارہ پر ایک حوض ہے جس کے پاس آٹھ آٹھ فٹ کی دو لانبی سلیں رکھی ہیں جن پر مصلی بیٹھ کر وضو کرتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سلیں میسرم کے اس مندر میں پہلے نصب تھیں جو اب منہدم ہو چکا ہے۔ اِس مسجد کے بلند سُتون ایک ڈال پتھر کے تراشیدہ ہیں اور پوری عمارت سنگ بست ہے۔

موسیو تھیونو کا بیان ہے کہ کئی سو مزدوروں نے متواتر پانچ سال کام کرنے کے بعد اِس کو کان سے نکالا تھا۔ اور معدن سے مسجد تک ایک ہزار چار سو بیل

کھینچا کرتے تھے۔

صحن کے ایک حجرے میں موئے مبارک اور دوسرے میں تبرکات محفوظ ہیں۔ سلطان محمد قطبشاہ سادس نے اس مسجد کا تاریخی نام (بیت العتیق ۱۰۲۳ھ ۱۶۱۴ع) رکھا تھا۔ لیکن بادشاہ اورنگ زیب کے زمانہ میں اس کا نام "مکہ مسجد" مشہور ہو گیا۔ اس مسجد کی تعمیر پر تیس لاکھ ہون صرف ہوئے تھے۔ ایک شاعر نے مکہ مسجد کی تعریف میں حسب ذیل بیت نظم کر کے گزرانی تھی ؎

طواف کعبہ اشرف میسرت گر نیست
بیا بہ کعبہ ملک دکن عبادت کن

اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سلطان محمد قطبشاہ نے مکہ معظمہ ... مٹی منگوا کر اس کی اینٹیں اس میں نصب کرائی تھیں۔ چنانچہ وسطی کمان کے اوپر یہ اینٹیں اس وقت تک موجود ہیں۔

نمبر ۱۲ الف۔ مقبرہ میر قطب الدین نعمت اللہ دستکی شیرازی و میرزا شریف شہرستانی (جدید)

ب۔ مغلپورہ سابق کوتوال کے مکان کے قریب واقع ہے۔

ج۔ سرکار عالی۔

د۔ قسم دوم الف۔

ھ۔ ۱۰۳۰ھ ۱۶۱۸ع۔

و۔ کتبات ذیل نصب ہیں:—

... نعمت اللہ

(۱) الحکم للہ۔ اللہم صل علی النبی والوصی والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنقی والعسکری والمہدی علیہم السلام۔

(۲) یارب ہمہ را بروز محشر — بہرہ ز شفاعت علی باد
چوں رفت ز دھر نعمت اللہ — از بارگنہ بخلی باد
تاریخ وفات او چہ جستم — حشرش بمحمد و علی باد ۱۰۲۵۔

کتبہ مزار نعمت اللہ

(۱) شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ و اولو العلم قائماً بالقسط لا الہ الا ہو العزیز الحکیم۔ فی ۱۰۲۷ھ۔

(۲) کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام۔

(۳) اللہم صل علی محمد المصطفےٰ والمرتضےٰ والبتول فاطمۃ والسبطین علی الحسن والحسین وصل علی زین العباد علی والباقر محمد والصادق جعفر والکاظم موسیٰ والرضا علی والتقی محمد والنقی علی والزکی العسکری الحسن وصل علی الحجۃ القائم الخلف الصالح الامام المنتظر المظفر المہدی محمد الہادی صاحب العصر والزمان وخلیفۃ الرحمٰن وسید الانس والجان ومظہر الایمان صلوٰت اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔ فی ۱۰۲۴۔

(۴) اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ آیۃ الکرسی تا ہم فیہا خالدون۔ صدق اللہ العلی العظیم والحمد للہ رب العالمین ۱۰۲۴۔

(۵) حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ نادِ علیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لک فی النوائب کل ہم وغم سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی۔

کتبہ سنگ مزار میرزا شریف شہرستانی۔

(۱) اللہم صل علی النبی تا والمہدی علیہم السلام۔ وفات سیادت پناہ، نقابت دستگاہ جنت مکانی میرزا شریف در ۱۰۲۹ شہر جمادالثانی [illegible]

جمادی کی یا، متروک ہے)۔

کتبہ مزار میرزا شریف شہرستانی۔

(۱) شہد اللہ انہ تا ہوالعزیز الحکیم۔ فی سنہ ۱۰۲۹۔

(۲) کل من علیہا فان تا والاکرام۔

(۳) اللہم صل علیٰ محمد المصطفیٰ تا علیہم اجمعین۔ فی ۱۰۲۹۔

(۴) اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ آیتہ الکرسی۔ وفات سیادت پناہ مغفرت دستگاہ مرحومی جنت مکانی میرزا شریف بتاریخ سیوم شہر جمادی الثانی فی سنہ ۱۰۲۹۔

(۵) حسبنا اللہ ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔ نادِ علیٰ صغیر۔

ز۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح۔ قابل تحفظ ہے۔

ط۔ آپ کا عرف نعمت اللہ تھا۔ مغلپورہ میں عنایت حسین خاں بہادر سابق کوتوال کے مکان کے متصل ایک سربستہ کوچہ میں دو گنبد پہلو بہ پہلو بنے ہیں۔ پہلا اُن کا ہے اور دُوسرا اُن کے داماد میرزا شریف کا ہے۔ چبوتروں کا ارتفاع زمین سے ۵ فٹ ہے۔ دونوں قبور شاندار اور مصفا سنگ سیاہ کی ہیں جن پر عبارت بالا نہایت خوشخط ثلث میں بطرز توقیع کندہ ہے۔

آپ کا تعلق خاندان قطب شاہیہ سے ہے۔ چنانچہ جب سُلطان محمد قطب شاہ کے فرزند عبداللہ مرزا متولد ہوئے تو منجموں نے بادشاہ کو بارہ سال تک اس بچہ کی صورت نہ دیکھنے کی تاکید کی تھی۔ لہذا شہزادہ کی پرورش بادشاہ نے اپنے پھوپھا میر قطب الدین نعمت اللہ کے تفویض کی اور مہرجملگی اور اتالیقی کی خدمت پر اُن کو مامور کیا تھا۔ بقول صاحب گلزار آصفیہ اس خدمت کے

تفویض ہونے کے پانچ سال بعد میر قطب الدین کا انتقال ہو گیا۔ چونکہ سلطان عبد اللہ قطب شاہ کی تاریخ ولادت ۱۰۲۲ھ ۱۶۱۴ء ہے۔ لہٰذا اس حساب سے میر قطب الدین کا انتقال ۱۰۲۸ھ ۱۶۱۸ء میں ہونا چاہیئے تھا۔ اگرچہ ان کی مزار پر تنصیب کتبات کے لحاظ سے کئی سنہ کندہ ہیں لیکن صدق اللہ اور درود شریف کے بعد کا سنہ (۱۰۲۴) وفات کا سنہ معلوم ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ کسی اور سنہ کو سنہ وفات قرار دیا جائے تو کسی کی موت سے پہلے اس کے لوح مزار کی تنصیب ایک نہایت بے جوڑ سی بات ہو جاتی ہے۔

(۵)

نمبر ۱۳۔ الف ۔ قلعہ سُلطان نگر۔ (جدید)

ب ۔ متصل سرور نگر جانب شرق۔

ج ۔ دیوانی۔

د ۔ قسم سوم الف۔

ھ ۔ ۱۰۳۰ھ ۱۶۲۰ء۔

و ۔ کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز ۔ خستہ حالت میں ہے۔

ح ۔ تحفظ غیر ضروری ہے۔

ط ۔ سلطان محمد قطب شاہ سادس نے ۱۰۳۰ھ ۱۶۲۰ء میں حیدر آباد سے تین کوس شرق میں اس قلعہ کی بنا ڈالی تھی۔ پہلے وسط قلعہ میں ایک مسجد بنوائی جو اس وقت تک سلامت ہے اس کے بعد عیدگاہ اور دیوار و عمارتہائے شاہی کی تیاری شروع کرائی اس کا دُہرا حصار تھا۔ بیرونی حصار کے گرد ایک خندق پچاس گز چوڑی نہایت

گہری کھدوا کر اس پر ۲۵ گز عریض حصار شہر کی دیوار پتھر اور گچ سے بنوانا شروع کی اور یہ ارادہ تھا کہ جب وہ سطح زمین تک بن جائے تو اس پر صرف آٹھ گز چوڑی دیوار حصار بنائی جائے۔ ان عمارات کی تعمیر میں ۳ لاکھ ھون یعنی چودہ لاکھ روپے صرف ہو چکے تھے لیکن ۱۰۴۱ھ (۱۶۳۱ء) میں بادشاہ کے تپ محرقہ میں مبتلا ہو کر انتقال کر جانے کی وجہ سے قلعہ ناتمام رہ گیا اور سلطان عبداللہ نے اسکو نامسعود تصور کر کے اس کی تعمیر مزید کو ملتوی کرا دیا۔ فی الحال بیرونی حصار اور مکانات بہت خستہ حالت میں ہیں۔ اور پرانے قلعہ کے نام سے مشہور ہیں۔ موجودہ آثار جب تک بحال خود باقی رہیں ان کا انہدام غیر ضروری ہے۔

نمبر ۱۴۔ الف۔ دائرہ میر مومن۔

ب - تالاب میر جملہ کے قریب واقع ہے۔

ج - سرکار عالی۔

د - قسم دوم الف۔

ھ - ۱۰۳۱ھ (۱۶۲۱ء)۔

و - کتبات بکثرت ہیں جن پر خوشخط ثلث طغری و توقیع میں مختلف عبارات و آیات قرآنی کندہ ہیں۔ اور قدیم کتبے عموماً مصفا سنگ سیاہ پر ہیں۔ چنانچہ سلطان محمد قطب شاہ خامس کے عہد کی ایک قبر کا ذکر تمثیلاً کیا جاتا ہے۔ یہ مزار بی بی خدیجہ بنت میر علی استر آبادی کا ہے جس پر ایک سنگین گنبد بنا ہے اور مصفا سنگِ سیاہ کی قبر نہایت خوشخط ادعیہ و آیات قرآنی سے مملو ہے۔ عبارت جس سے صاحب مزار کا نام اور سنہ وفات ظاہر ہوتا ہے حسبِ ذیل ہے:—

ناد علیا مظهر العجائب
تجده عونا لک فی النوائب
کل هم و غم سینجلی
بولایتک یا علی یا علی یا علی

۱۔ نادعلی صغیر۔

۲۔ فوت عفیفہ صالحہ صائمہ ساجدہ بی بی خدیجہ بنت سید محمد استرآبادی شیخ آوند بتاریخ عاشر جمادی الاول سنہ ۱۰۳۱ھ / ۱۶۲۱ء

(مزید توضیح کے لئے تصویر نشان ملاحظہ ہو)

ز۔ عام حالت قابل توجہ ہے۔

ح۔ بعض مزارات قابل تحفظ ہیں مثلاً مزار شاہ چراغ صاحب میر مومن صاحب، نعمت خان عالی، گنبد بی بی خدیجہ

ط۔ حضرت میر مومن صاحب استرآبادی شہزادہ امیر فخرالدین سماکی ایران سے سلطان محمد قلی قطب شاہ کے عہد میں وارد حیدرآباد ہو کر پیشوائی اور وکیل السلطنت کے عہدہ پر فائز ہوئے۔ آپ علوم عقلی و دینی و شاعری میں منتخب روزگار تھے۔ کچھ عرصہ تک امور سلطنت میں منہمک رہنے کے بعد آخر عہد سلطان محمد قلی سے سلطان عبداللہ قطب شاہ کے عہد تک آپ گوشہ نشین اور عبادت الٰہی میں مشغول رہے۔

شہر حیدرآباد کی بنیاد سے بہت پہلے حضرت شاہ چراغ صاحب نے نجف اشرف سے آکر وہاں مقام کیا تھا جہاں اس وقت دائرہ میں شاہ صاحب مدفون ہیں پہلے یہ مقام چہلم کے نام سے مشہور تھا۔ اب شاہ علی بنڈہ کے نام سے موسوم ہے۔ پہلے یہاں صرف برہمنوں کی مختصر سی آبادی تھی۔ چنانچہ شاہ صاحب پہلے مسلمان تھے جنہوں نے اس محلہ میں سکونت اختیار کی۔ بعد رحلت حسب وصیت یہیں دفن ہوئے۔ آپ کے بعد حضرت سید [illegible] صاحب نے آبادی حیدرآباد کے کئی سال بعد شاہ صاحب کے مزار کے قریب سکونت اختیار کی اور یہیں مدفون ہوئے۔ اس کے ایک مدت کے بعد میر مومن صاحب استرآبادی

نے اس دائرہ کی اراضی کو خرید کر دفن اموات کے لئے وقف کر دیا۔ اور کربلائے معلیٰ کی خاک بھی یہاں پھیلادی۔ چنانچہ موجودہ حمام اور کنواں میر صاحب ہی کا بنوایا ہوا ہے۔ اور شہر میں میر چوک کے نام سے اسوقت جو مقام مشہور ہے وہ بھی آپ ہی کی یادگار ہے۔ شاہ چراغ صاحب اور میر مومن صاحب کے مزار محصورہ چوکھنڈیوں میں مصفا سنگِ سیاہ کی ہیں۔ میر مومن صاحب کا انتقال ۱۰۳۵ھ (۱۶۲۵ء) میں ہوا۔ آپ کے مزار کے زینہ کے پاس ایک مستطیل سیاہ پتھر سطح زمین کے برابر نظر آتا ہے یہی میرزا احمد نعمت خان عالی شاعرِ دربار و داروغہ مطبخ عالمگیری کا مزار ہے۔ ان کے علاوہ اس دائرہ میں بہت مشہور و معروف لوگ مدفون ہیں مثلاً میر عالم ابوالقاسم خاں۔ نواب مختار الملک اول وثانی اور اس خاندان کے دیگر امراء کے قبور ایک مخصوص احاطہ میں ہیں۔

نمبر ۱۵ - الف - کتبات کتوۂ تالاب ماں صاحبہ -

ب - خیریت آباد سے گولکنڈہ کے راستہ پر آصف نگر میں واقع ہے۔

ج - سرکار عالی -

د - قسم دوم الف

ھ - ۱۰۳۴ھ ۱۶۲۴ء

و - کتوہ کے دونوں جانب دو برجیاں دو منزلہ بنی ہیں ان کے اندر بلندی پر ایک ایک کتبہ مصفا سنگِ سیاہ پر خوشخط نسخ میں کندہ ہے۔ دونوں کتبے ہم مضمون ہیں۔ صرف جنوب مغربی کتبہ میں مندرجہ ذیل کتبہ کی نویں اور دسویں سطر محذوف ہے۔

کتبہ مسجد رحیم خان

کتبہ لرکدوہ تالاب ماں صاحبہ

(۱) "ہمواره ہمت والا نہمت علیا حضرت سعادت افزای خاندان عفت[۵] و وفا"
(۲) "خانم آغا بنت میر مقصود علی طباطبا بر ارتفاع ارکان"
(۳) "اقسام رفاہیت جمہورا نام از طبقہ خاص و طائفہ عوام مبذو"
(۴) "ل و مصروفست بنا برین نظر اعتبار بر خواتم امور و عواقب کار"
(۵) "گماشتہ حوضے در سواد پنت خیر آباد معمار کردہ خوش دا[۵]"
(۶) "شت کہ اصناف ذی حیات آسایش یابند و ثواب جاری آن تا"
(۷) "قیام قیامت بروزگار بانی و ساعی عاید و راجع باشد درین و"
(۸) "لا حوض مذکور بانعام سیادت و نجابت پناہ شاہ خوندکار ابن"
(۹) سیادت و معالی دستگاہ شاہ محمد الحسینی مقرر فرمودہ ایم فی ۱۰۳۴
(۱۰) غرض نقشیست کز ما باز ماند؛ کہ ہستی را نمی بینم بقائی

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہیں۔
ح - قابل تحفظ ہیں۔
ط - کتبہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس تالاب کو جو خانم آغا کا تعمیر کردہ تھا بادشاہ وقت (سلطان محمد قطب شاہ) نے شاہ خوندکار کو بطور انعام عطا کیا تھا۔ خانم آغا شہزادہ مرزا محمد امین پسر سلطان ابراہیم قطبشاہ رابع کی بیوی اور سلطان محمد قطبشاہ سادس کی ماں تھیں۔ لیکن یہ تالاب فی زمانا ماں صاحبہ کے نام سے مشہور ہے اور یہ حیات بخش بیگم زوجہ سلطان محمد قطبشاہ

عـ۵ ایپی گرافیا ۱۹۱۸-۱۹۱۷ء صفحہ ۴۰ اس کو وفا و عفت لکھا ہے جو خانم آغا طباطبا کا ہم قافیہ نہیں ہوتا ہے۔
عـ۵ " " " اس کو (خوش شد است) لکھا گیا ہے۔

و مادر سلطان عبداللہ قطبشاہ سابع کا لقب ہے۔ جنہوں نے حیات نگر بسایا تھا۔ لیکن جیسا کہ مسجد خیریت آباد کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اکثر شاہان قطبیہ کی ماؤں کا یہی عرف رہا ہے۔ شاہ خوند کار جنہیں یہ تالاب عطا کیا گیا تھا۔ شاہ محمد بن شاہ علی پیشوائے سلطان عبداللہ کے بیٹے خانم آغا کے نواسے اور سلطان عبداللہ قطبشاہ کے پھوپی زاد بھائی تھے[ھ]۔ ان کا مزار اور مزار خانم آغا بھی گنبد سلطان محمد قطبشاہ کے اندر واقع ہے۔ اور جس طرح سلطان محمد قطب شاہ کے کتبۂ مزار پر عالیحضرت لکھا ہے اسی طرح ان کے لوح مزار کی عبارت بھی اسی لفظ سے شروع ہوتی ہے۔ چنانچہ کتبات گولکنڈہ میں اس کا ذکر آئیگا۔ کاتب نے اس کتبہ کی تحریر میں تقسیم الفاظ کے متعلق بعض غلطیاں کی ہیں مثلاً سطر ۴ کے شروع میں (لفظ مبذول) اور سطر ۵ کے آخر اور سطر ۶ کے شروع میں لفظ (داشت) علیٰ ہذا ساتویں سطر کے اختتام اور آٹھوں سطر کے آغاز میں (ولا) کی تقسیم رسم الخط کے خلاف کی ہے۔

نمبر ۱۶ الف۔ مسجد رحیم خاں۔

ب۔ پل کہنہ کے قریب واقع ہے۔

ج۔ سرکار عالی۔

د۔ قسم دوم الف۔

ھ۔ سنہ ۱۰۵۳ھ / ۱۶۴۳ء

ھ حدیقۃ السلاطین ۱۲

و - محراب عبادت کی مغربی کمان پر آیت الکرسی لکھی ہے جس کے آخر میں کاتب کا نام میر علی کندہ ہے محراب عبادت کے روکار پر دُرود شریف اور (نصر من اللہ و فتح قریب و بشر المومنین) کے بعد اشعار ذیل بخط نسخ کندہ ہیں۔

السعادت نشان رحیم خاں — کہ از بندگان قطبشہ است
صفای مسجد او جانفزا[عہ] — چو تمام شد چو صبح گہ است
بسال ہزار و پنجاہ و سہ گفت سپہر[عہ] — کہ ایں سجدہ گاہ مہر و مہ است

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - قابل مرمت ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - یہ مسجد پرانے پل کے قریب ایک مختصر سے چبوترہ پر واقع ہے۔ اندرونی دالان ۲۷ فٹ طویل اور ۱۸ فٹ عریض ہے۔ دونوں پہلوؤں پر دو مینار ہیں۔ صحن کے محاذی ایک کنواں اور اُسی کے قریب چبوترہ پر نو قبور بنے ہیں۔ لیکن کسی پر کوئی کتبہ نہیں ہے یہ منظوم کتبہ مسلسل ایک سطر میں لکھا ہے۔ جس کا طول ۶ فٹ ۶ اِنچ اور عرض ۹ انچ ہے۔

عہ ایپی گرافیا ۱۹۱۷-۱۸ء صفحہ ۴۸ اس کو اس طرح لکھا ہے (صفائی مسجد جانفزای او) کتبہ میں جانفزا کے بعد (ی) موجود نہیں ہے۔ ۱۲

عہ ایپی گرافیا ۱۹۱۷-۱۸ء صفحہ ۴۸ اس کو لکھا ہے (بسال ہزار و پنجاہ و سہ سپہر گفت) اسطرح ایک رکن بڑھ جاتا ہے

نمبر ۱۷ - الف - حیات نگر - (جدید)

ب - سرور نگر کے آگے واقع ہے -

ج - سرکار عالی -

د - قسم سوم الف -

ھ - عہد سلطان عبداللہ قطبشاہ سنہ ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۶ء

و - کوئی کتبہ نہیں ہے -

ز - خستہ حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ نہیں ہے -

ط - حیات بخش بیگم مادر سلطان عبداللہ قطبشاہ نے سنہ ۱۰۳۵ھ میں اس مقام کو آباد کیا تھا - جو بلدہ سے جانب شرق ۱۲ میل پر واقع ہے - یہاں کے شاہی مکانات میں ۲۶ رجب سنہ ۱۰۴۱ھ ۱۶۳۱ء سے بارہ روز تک سلطان عبداللہ کے پہلی مرتبہ ڈاڑھی منڈانے کی مسرت میں حیات بخش بیگم نے جشن منایا تھا جس میں دو لاکھ ہون صرف ہوئے تھے مکانات فی الحال خستہ حالت میں ہیں - موجودہ شاہی آثار کی جب تک تاریخی حیثیت باقی رہے ان کا انہدام غیر ضروری ہے -

---

نمبر ۱۸ - الف - مسجد خیریت آباد - (جدید)

ب - محلہ خیریت آباد میں واقع ہے -

ج - صرف خاص مبارک -

د - قسم دوم ب

ھ - عہد سلطان محمد قطبشاہ سادس سنہ ۱۰۲۰ھ ۱۶۱۲ء سنہ ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۶ء

و - کوئی کتبہ نہیں ہے -
ز - محفوظ حالت میں ہے -
ح - قابل تحفظ ہے -
ط - اِس مسجد میں تین بلند کمانیں ہیں مسجد کا طول ۱۸ گز اور عرض ۱۰ گز ہے - متولی کے پاس جو سند ۳۷ ؁ جلوس عالمگیری کی ہے اس سے واضح ہے کہ خیریت النسا بیگم عرف ماں صاحبہ بنت سُلطان محمد قطبشاہ نے اپنے اُستاد اخوند ملا عبدالملک کے لئے یہ مسجد بنوائی تھی - اخوند مذکور نے ایک قرآن مجید بخط یاقوت اور ایک شاہنامہ بیگم مذکور کے توسط سے بادشاہ کے پاس پیش کرایا تھا جس کے صلہ میں اخوند کو ۷ سو ہُون اور خلعت چہل نگ مرحمت ہوا لیکن اخوند نے بجائے اس کے عطائے اراضی کے لئے التماس پیش کی لہذا ۱۱۵ بیگہ اراضی انعامی عطا ہوئی - چنانچہ اراضی انعامی مع تولیت مسجد اس وقت تک اخوند مذکور کے خاندان میں چلی آتی ہے - مسجد کے پہلو میں جو گنبد بلا مزار ہے اُس کا حال سند سے یہ معلوم ہوا کہ ملا عبدالملک نے بسمتِ شمال مسجد اراضی انعام میں بصرفہ ذاتی اپنے دفن کے لئے یہ گنبد بنوایا تھا - لیکن اُن کا انتقال حرمین شریفین میں ہونے کی وجہ سے گنبد خالی رہا -

---

نمبر ۱۹ - الف - گنبد خیرات خاں (جدید)

ب - گولی پورہ -
ج - سرکار عالی -
د - قسم دوم الف -

ھ - ۱۰۶۶ھ - ۱۶۵۵ء

و - کتبات ذیل لوح مزار پر کندہ ہیں :—

کتبہ لوح مزار خیرات خاں

۱ - بسم اللہ الرحمن الرحیم - انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادریک مالیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ہی حتیٰ مطلع الفجر - وفات مغفرت آثار خیرات خاں ہجدہم ماہ رمضان ۱۰۶۶ھ -

۲ - الحکم للہ - اللہم صل علی النبی والوصی والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنقی والزکی والمہدی علیہم السلام -

کتبہ لوح مزار باباعبداللہ پسر خیرات خاں

۱ - بسم اللہ الرحمن الرحیم - انا انزلناہ فی لیلۃ القدر وما ادریک مالیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر تنزل الملائکۃ والروح فیہا باذن ربہم من کل امر سلام ہی حتیٰ مطلع الفجر -

۲ - اللہم صل علی النبی والوصی والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنقی والزکی والمہدی علیہم السلام - وفات مغفوری باباعبداللہ بن خیرات خاں - پنجم ماہ ربیع الثانی ۱۰۶۶ھ -

ز - قابل مرمت ہے -

ح - لائق تحفظ ہے -

ط - گولی پورہ دروازہ کے اندر رفاعیوں کے تکیہ میں دو گنبد بنے ہیں - بڑے گنبد میں جو ایک چبوترہ پر واقع ہے خیرات خاں اور اُن کے لڑکے کی قبر ہے - لڑکے کی قبر وسط گنبد میں اور خیرات خاں کی

خیرات خان

پہلو میں بنی ہے۔ دوسرا گنبد جو چھوٹا ہے ان کی بیوی کا کہا جاتا ہے لیکن اس پر
کوئی کتبہ نہیں ہے۔ سلطان عبداللہ قطبشاہ نے شاہ عباس صفوی والیٔ ایران
کے پاس خیرات خاں سرنوبت کو مع تحف و ہدایا محمد قلی بیگ ابن قاسم بیگ
سفیر ایران کے ہمراہ ایلچی بنا کر حیدرآباد سے ایران روانہ کیا۔ بندر سورت سے
ان کو آگرہ طلب کرکے شاہ جہاں بادشاہ نے بھی ایک خط شاہ ایران کے نام
دیا جب یہ بندر عباس پہنچے تو وہاں ۲ر جمادی الاول سنہ ۱۰۳۷ھ (۱۶۲۷ء) کو شاہ عباس
کی رحلت اور شاہ صفی کی تخت نشینی کی خبر سنی۔ خیرات خاں بندر عباس سے
دارالسلطنت اصفہان پہنچے اور مکتوب شاہ جہاں و عبداللہ قطب شاہ کو شاہ
کے ملاحظہ میں پیش کیا۔ شاہ نے ان کو کئی سال تک اپنا مہمان رکھ کر سنہ ۱۰۴۳ھ (۱۶۳۳ء)
میں واپسی کی رخصت دی۔ یہ قندھار کے راستہ سے شاہ جہاں کو اُن کے مکتوب
کا جواب دیتے ہوئے ۱۷ر ذلقعدہ سنہ ۱۰۴۴ھ (۱۶۳۴ء) میں حیدرآباد پہنچے اور مقربان بارِ شاہ
و وزرا کے زمرہ میں منسلک ہوگئے۔ رجب سنہ ۱۰۴۷ھ (۱۶۳۷ء) میں جبکہ سلطان عبداللہ
کی دادی حج بیت اللہ کو جا رہی تھیں تو خیرات خاں بندر مچھلی پٹن تک
اُن کے ہمراہ گئے تھے۔ اِس کے بعد سنہ ۱۰۵۰ھ (۱۶۴۰ء) میں انہوں نے قلعہ گولکنڈہ
میں موسیٰ بُرج کی شمالی سیڑھیوں کے قریب ملگیاں اور باغ بنوایا جس کا
حال کتبہ موسیٰ بُرج نمبر (۶۰) سے واضح ہوتا ہے۔ پھر سنہ ۱۰۵۲ھ (۱۶۴۲ء) میں ان کے
اہتمام سے قلعہ پر ایک انبار خانہ تعمیر ہوا جیسا کہ کتبہ انبار خانہ نمبر (۶۱) سے ظاہر
ہوتا ہے۔

لوح مزار سے واضح ہے کہ ان کی وفات ۱۸ر رمضان سنہ ۱۰۶۶ھ (۱۶۵۵ء) میں
واقع ہوئی اور اُن کے فرزند بابا عبداللہ ان کی وفات سے پانچ ماہ قبل
بتاریخ ۵ر ربیع الثانی سنہ ۱۰۶۶ھ (۱۶۵۵ء) مرحوم ہو چکے تھے۔ تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے

نقل کی گئی ہے۔

نمبر ۲۰ - الف - کمر کی گنبد (جدید)

ب - بھوئی گوڑہ کے راستہ پر پنی پورہ کے محاذی واقع ہے۔

ج - سرکار عالی و مجاور۔

د - قسم دوم ج -

ھ - ۱۰۱۷ھ / ۱۶۵۹ء -

و - نقارخانہ کے دروازہ پر سنگِ سیاہ پر بخطِ نسخ کتبہ ذیل نصب ہے۔ لیکن یہ نقارخانہ مہاراجہ چندو لعل بہادر کے متصدی کا بنوایا ہوا ہے جو حضرت کے معتقدین میں سے تھے۔ اور کتبہ بھی انہیں کا نصب کیا ہوا ہے۔

"قال سلام علیہ انا مدینۃ العلم وعلی بابہا ۱۲۳۴ھ" (۱۸۱۸ء)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - جو عمارت کمر کی گنبد کے نام سے مشہور ہے اُس میں حضرت سید میراں خدا نما حسینی عرف میرانجی صاحب قدس سرہٗ اور اُن کے بیٹوں و پوتوں کے مزار واقع ہیں۔ گنبد کمرکھ کی وضع کا خوشنما اور مستحکم حالت میں ہے۔ علاوہ نقارخانہ کے ایک سماع خانہ و آبدار خانہ ہے لیکن آخری عمارات شکستہ حالت میں ہیں۔ حضرت میرانجی صاحب ابتداءً سلطان عبداللہ قطب شاہ سابع کی ملازمت میں منسلک تھے۔ اتفاق سے شاہی ضروریات پر بیجاپور جانا ہوا تو وہاں ان کو حضرت امین الدین اعلیٰ کی

توجہ سے فنا فی الشیخ کا مرتبہ میسر ہوا۔ وہاں سے حیدرآباد آکر مشیخت وہدایت خلق میں مشغول ہوگئے۔ آپ کی وفات بقول صاحب گلزار آصفیہ ۸ جمادی الاول ۱۰۷۰ھ ۱۶۵۹ء میں ہوئی۔ عالمگیر بادشاہ نے ایک مرتبہ آپ سے دریافت فرمایا کہ "کیا آپ خدا نما ہیں" آپ نے اس کا جواب دیا کہ "بابا اگر خدا نما نباشم پس خودنما باشم" دکنی زبان میں رسالۂ وجودیہ ورسالۂ قربیہ آپ کی یادگار ہیں۔ موجودہ گنبد آپ کے فرزند خلیفہ شاہ امین الدین ثانی کا بنوایا ہوا ہے جنہوں نے ۱۰۷۵ھ ۱۶۶۴ء میں وفات پائی اور اسی گنبد میں مدفون ہوئے۔

کمرکی گنبد کے متصل ہنڈان خاں منڈان خاں (خنان خان ہنان خاں) کا دو منزلہ گنبد واقع ہے۔ اوپر کی منزل میں گچ کا فرش ہے لیکن تعویذ کا کوئی نشان نہیں ہے۔ نیچے کی منزل میں جو محفوظ حالت میں ہے وسطی قبر مصفا سنگِ سیاہ کی ہے۔ اور اس کے پہلو میں سنگ سلیہ کا تعویذ ہے۔ سیاہ قبر کے شمال مشرقی گوشہ میں ایک اور چھوٹی سی قبر ہے۔ اس گنبد کے متصل ایک خوشنما سہ دری مسجد ہے جس کو منجانب سررشتۂ امور مذہبی تیغہ کرا دیا گیا ہے کہا جاتا ہے کہ یہ دونوں بھائی تاناشاہ کے ندما میں سے تھے لیکن کسی تاریخ میں ان کا حال نظر سے نہیں گزرا۔

نمبر ۲۱ - الف - مقبرہ ابن خاتون۔ (جدید)

ب - متصل زنانی پھاٹک پرانی حویلی۔

ج - متولی۔

د - قسم دوم ج

ھ - عہد سلطان عبداللہ قطبشاہ رابع ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۶ء - ۱۰۸۳ھ ۱۶۷۲ء۔

و - لوح مزار پر کتبہ ذیل کندہ ہے۔

(۱) الحکم للہ۔ اللھم صل علی النبی والوصی والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنقی والعسکری المہدی۔

(۲) اللھم صل علی المصطفی محمد و علی المرتضیٰ والحسن والحسین وعلی ومحمد وجعفر وموسیٰ وعلی ومحمد وعلی والحسن العسکری ومحمد المہدی صلوات اللہ علیہم اجمعین ۹۹۱ھ (۱۵۸۳ء)

ز - مرمت طلب ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - علامہ شیخ محمد بن علی بن خاتون الطوسی العاملی الشہیر بہ ابن خاتون شیخ بہائی علیہ الرحمہ کے خواہرزادے اور وزرائے قطبشاہیہ میں سے تھے۔ پرانی حویلی کے دیوار کے اندر محاذی ڈیوڑھی قدیر جنگ بہادر آپ مع اپنی بیوی کے آسودہ ہیں۔ شہر کے اکثر خوش عقیدہ اشخاص پنجشنبہ کو فاتحہ خوانی کیلئے آیا کرتے ہیں۔ آپ سلطان محمد قطبشاہ سادس کے عہد میں منشی الملک اور مقربانِ بارگاہِ سلطانی ہونے کی وجہ سے ۱۰۲۴ھ (۱۶۱۵ء) میں بادشاہ کیطرف سے بیش قیمت تحائف و ہدایا لیکر شاہ عباس صفوی کے سفیر حسین بیگ قبچاچی کے ہمراہ ایران بھیجے گئے تھے۔ چنانچہ جس وقت آپ سفارت ایران سے حیدرآباد واپس آئے تو سلطان محمد قطب شاہ مرحوم ہو چکے تھے۔ اور سلطان عبداللہ قطب شاہ سابع اورنگ نشین گولکنڈہ تھے۔ اِس زمانہ میں ابن خاتون کی بہت توقیر ہوئی اور نہم رمضان ۱۰۳۸ھ (۱۶۲۸ء) کو آپ کی پیشوائی اور میرجملگی کی خدمت ملی اور تخت کے پاس بیٹھنے کی اجازت ہوئی۔ جس پر نظام الدین احمد مصنف حدیقۃ السلاطین قطبشاہی نے حسبِ ذیل قطعہ تہنیت کہکر پیش کیا :-

ابن حاتون
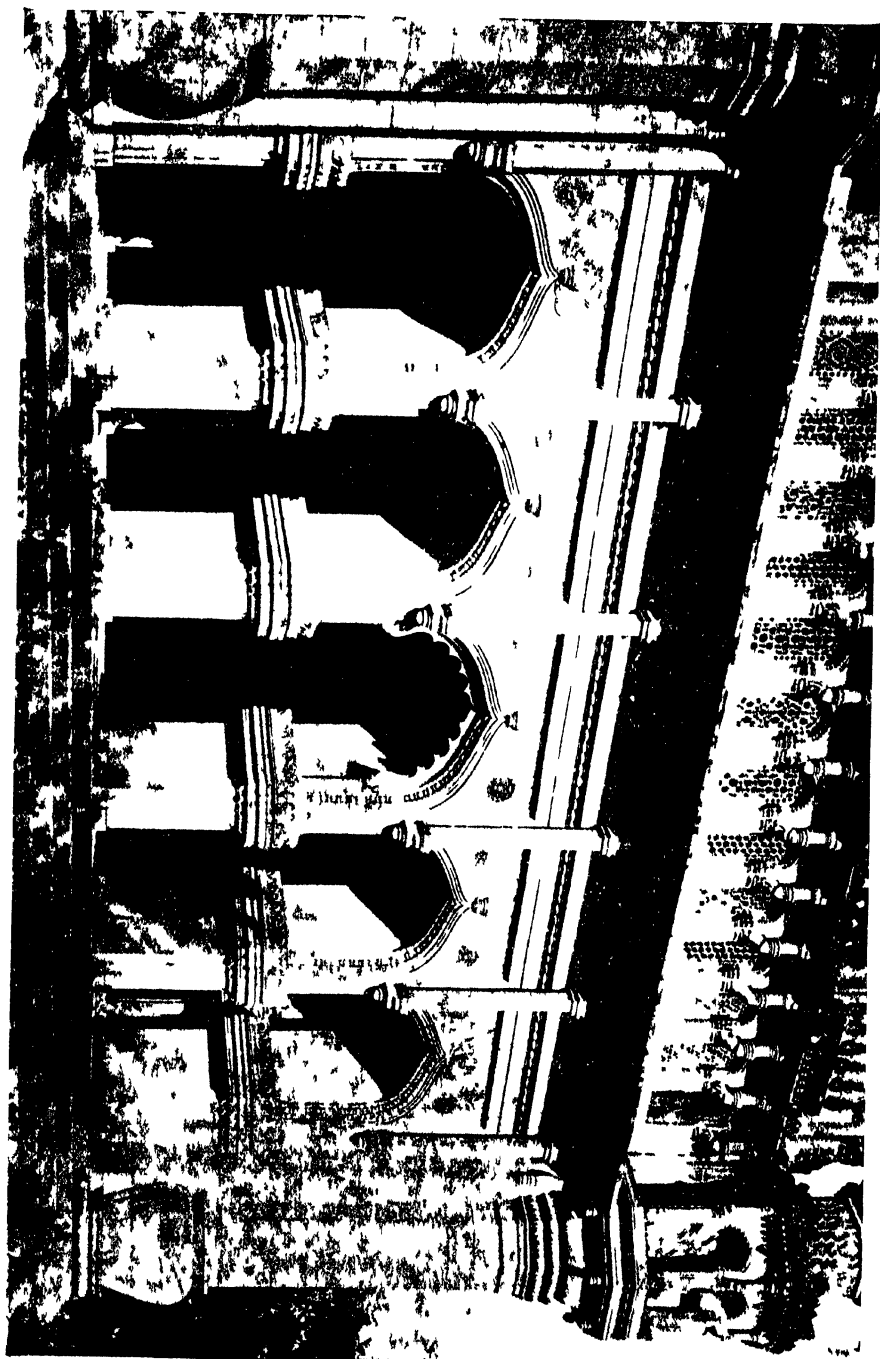
توالی مسجد

شہ یوسف رُخ و جمشید حشمت — کہ حاتم می کند از وے گدائی
ز فرط مرحمت کردہ تمسکن — محمد را بصدرِ پیشوائی
بساماں شد مہام ملک و ملت — کہ بود ابتر ز آفاتِ سمائی
متاعِ فضل و دانش بود کاسد — کنوں بگرفت در عہدش روائی
جہاں معمور گردیدہ بدانساں — کہ شد محو از خلائق بے نوائی
بالہام آمد ایں مصراع تاریخ — محمدؐ یافت از حق پیشوائی

آپ کے معمولات سے تھا کہ علی الصباح آپ کے مدرسہ میں قضاۃ علماء و شعراء جمع ہو کر تفاسیر و معقول و ریاضی پر مباحث و مذاکرے کیا کرتے تھے اور ہر شنبہ کو شعرائے عرب و عجم مذاکرہ شعرائے متقدمین کے علاوہ طرحی غزلوں کا مشاعرہ بھی کیا کرتے تھے۔ صحیح سنہ وفات معلوم نہ ہوا لیکن اتنا ظاہر ہوا کہ عبداللہ قطبشاہ کے عہد میں آپ انتقال کر چکے تھے۔ جامع عباسی کی تکمیل آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی تھی۔ شرح ارشاد۔ ترجمہ کتاب اربعین۔ حاشیہ جامع عباسی آپ کی تصانیف سے ہیں۔ تصویر منسلکہ متحف برطانیہ (برٹش میوزیم) کے قلمی تصویر کا عکس ہے۔ ٹولی مسجد کے صحن میں جو کتبہ پڑا ہے اُس سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ پیشوا کی سعی سے سنہ ۱۰۴۳ھ ۱۶۳۴ء میں ایک مسجد تعمیر ہوئی۔ اِس میں جن شیخ پیشوا کا حوالہ درج ہے اس سے مُراد شیخ ابن خاتون پیشوائی عبداللہ قطبشاہ ہیں۔

کتبہ نمبر (۲) جو آپ کی بیوی کے مزار پر نصب ہے اُس پر سنہ ۹۹۱ھ ۱۵۸۳ء درج ہے اگرچہ حروف بہت کچھ مٹ گئے ہیں۔

نمبر ۲۲ - الف - ٹولی مسجد -

ب - پُل کہنہ سے قلعہ کے راستہ پر واقع -

ج - سرکار عالی -

د - قسم دوم الف -

ھ - ۱۰۸۲ھ - ۱۶۷۱ء

و - محراب عبادت میں کتبۂ ذیل نصب ہے -

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار

موسیٰ خاں بنا کرد ایں مسجد خوش | کہ شد مستعد دور عبداللہ شاہ
بتاریخ مسجد چنیں شد ندا | بنا کرد مسجد بنام خدا

۱۰۸۲ھ (۱۶۷۱ء)

دُوسرا کتبہ جو سنگِ سیاہ کے دو ٹکڑوں پر کندہ ہے اور صحن میں ایک قبر کے پاس پڑا ہے اوس مسجد سے متعلق ہے جو شیخ پیشوا کی سعی سے ۱۰۴۳ھ ۱۶۳۳ء میں بنی تھی - شیخ پیشوا سے اشارہ شیخ محمد ابن خاتون کی جانب معلوم ہوتا ہے جو سُلطان عبداللہ قطبشاہ کے زمانہ میں پیشوائی کے عہدہ پر مامور تھے -

کتبہ متذکرہ حسبِ ذیل ہے - (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

در زمان شاہ خیر اندیش گردوں بارگاہ | یافت اتمام ایں بنا از سعی شیخ پیشوا
خواستم چوں سال تاریخش ز پیر غیب گفت | شد بحکم شاہ عبداللہ ایں مسجد بنا

۱۰۴۳ھ (۱۶۳۳ء)

کتبہ لطف اللہ الحسینی التبریزی

ز - مرمت ہو چکی ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - یہ مسجد موسیٰ خاں محلدار سلطان عبداللہ قطب شاہ کی

کتبات تولی مسجد و مدفن

بنوائی ہوئی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اس کے صحن میں باغ لگا تھا۔ شمالی جنوبی اور مشرقی سمتوں میں ۶ فٹ بلند چبوترہ پر جانے کے لئے سیڑھیاں بنی تھیں۔ عمارت دو دالانوں پر منقسم ہے۔ باہر پانچ اور اندر تین کمانیں ہیں۔ مسجد کے دونوں گوشوں میں ۶۰ فٹ بلند مینار بنے ہیں۔ قلعہ گولکنڈہ کا موسیٰ برج بھی انہیں سے منسوب ہے۔ اس کتبہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ موسیٰ خاں عبداللہ قطب شاہ کے سپہ سالار اور وزیر بھی رہے ہیں۔ صاحب گلزار آصفیہ نے اس کا نام دمڑی مسجد لکھ کر وجہ تسمیہ یہ بیان کی ہے کہ موسیٰ خاں مکہ مسجد کی داروغگی پر مامور تھے اور مخارج تعمیر میں سے فی روپیہ ایک دمڑی اُن کے لئے مقرر تھی (بطور تحریر) موسیٰ خاں نے اس تحریر کی رقم سے راستہ قلعہ محمد نگر کے متصل سمت غربی کاروان میں یہ مسجد تعمیر کرائی۔ سلطان عبداللہ قطب شاہ کی وفات کے بعد ابوالحسن کی تخت نشینی میں موسیٰ خاں کی سعی بھی شریک تھی۔

نمبر ۲۳۔ الف۔ مقبرہ سید محمد اکبر (جدید)

ب ۔ نزد پرانی حویلی۔

ج ۔ صرفخاص مبارک و متولی۔

د ۔ قسم سوم ج

ھ ۔

و ۔ کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ قابل تحفظ نہیں ہے۔

ط ۔ آپ میر محمد باقر داماد صاحب مجسطی کے فرزند تھے

اور عہد قطب شاہی کے علما میں آپ کا شمار ہوتا تھا۔ پُرانی حویلی کے قریب محاذی ڈیوڑھی قدیر جنگ بہادر بانسوں کے کٹہرہ کے اندر ایک مسقف احاطہ میں آپ مع اپنی بیوی کے آسودہ ہیں۔ صحیح تاریخ وفات معلوم نہ ہوسکی۔ منجانب صرف خاص مبارک آپ کا سالانہ عرس ۱۷ ربیع الاول کو باہتمام مجاور واہل محلہ ہوتا ہے۔

نمبر ۲۴۔ الف۔ گوشہ محل۔

ب۔ توپ خانہ کے قریب واقع ہے۔

ج۔ سرکار عالی۔

د۔ قسم دوم الف۔

ھ۔ ۱۰۸۳ھ / ۱۶۷۲ء

و۔ کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح۔ قابل تحفظ ہے۔

ط۔ گوشہ محل اور اس کی ملحقہ عمارات میں اب صرف چند بڑے حجرے باقی رہ گئے ہیں جو فی الحال فوجی ضروریات میں استعمال ہوتے ہیں۔ گوشہ محل کے عالیشان عمارات کی تعمیر ۱۰۸۳ھ/۱۶۷۲ء میں سلطان عبداللہ قطبشاہ سابع نے اور ان کی تکمیل سلطان ابوالحسن تاناشاہ نے کرائی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ اس محل میں ایکہزار حجرے تھے اور مکان غیر معمولی طور پر بلند تھا۔ اس محل کی تعمیر پر تین لاکھ چالیس ہزار روپیہ کے مصارف عائد ہوئے تھے۔ فی زمانا اس محل کا وجود نہیں ہے۔ البتہ ایک عظیم الشان

حوض موجود ہے۔ جس سے اُس محل کی عظمت کا اندازہ ہوسکتا ہے جو منہدم ہوگیا ہے۔ سنہ ۱۰۹۷ھ ۱۶۸۵ء میں شہزادہ شاہ عالم نے حملہ حیدر آباد کے موقع پر گوشہ محل میں قیام کیا تھا یہ محل شاہی محلات کی تفریحگاہ تھا۔ اسی سے اس کا نام گوشہ محل رکھا گیا کہا جاتا ہے کہ اس محل سے قلعہ گولکنڈہ تک زمین دوز راستہ بنا تھا جو اب بند ہوچکا ہے۔

نمبر ۲۵ - الف - مسجد قطب عالم (جدید)

ب - نزد بارہ دری شمس الامرا بہادر۔

ج - سرکار عالی۔

د - قسم دوم الف۔

ھ - عہد سلطان عبداللہ قطب شاہ سنہ ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۶ء - سنہ ۱۰۸۳ھ ۱۶۷۲ء

و - مسجد پر کوئی کتبہ نہیں ہے صحن مسجد میں دو قبور کے سرھانے حسب ذیل لوحیں کندہ ہیں :-

لوح مزار کلب علی۔

(۱) سنہ ۱۰۸۰ھ بتاریخ بست ونہم ماہ جمادی الاول روز دوشنبہ کلب علی ولد سلیم وفات یافت۔

(۲) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اللہم صل علی محمدن المصطفےٰ وعلی والبتول فاطمہ والسبطین الحسن والحسین وصل علی زین العباد ومحمدن الباقر وجعفرن الصادق الکاظم موسیٰ الرضا علی والتقی محمد والنقی العسکری الحسن والامام مہدی صاحب الزمان خلیفۃ الرحمن سید الانس والجان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

لوح مزار در صحن مسجد قطب عالم۔

(۳) اللهم صل علی النبی والوصی والبتول والسبطین والسجاد والباقر والصادق والکاظم والرضا والتقی والنقی والزکی والمهدی۔ ۱۰۸۷ھ

کتبہ مزار سید میراں بخاری صاحب۔

(بخط ثلث وطرز توقیع)۔ برلوح بالائی۔

(۴) شهد الله انه لا اله الا هو والملٰئکة و اولوا العلم قائماً بالقسط لا اله الا هو العزیز الحکیم۔

(۵) لا اله الا الله محمد رسول الله علی ولی الله۔

(۶) بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ الحمد لله رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین۔ الٓمٓ ذالک الکتاب لاریب فیه هدی للمتقین الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰة ومما رزقنٰهم ینفقون والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبالآخرة هم یوقنون اولٰئک علی هدی من ربهم واولٰئک هم المفلحون۔ الله لا اله الا هو الحی القیوم لا تاخذه سنة ولا نوم له ما فی السموات وما فی الارض من ذالذی یشفع عنده الا باذنه یعلم ما بین ایدیهم وما خلفهم ولا یحیطون بشیئ من علمه الا بما شاء وسع کرسیه السموات والارض ولا یوده حفظهما وهو العلی العظیم۔

(۷) یٰسین والقرآن الحکیم انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم تنزیل العزیز الرحیم لتنذر قوماً ما انذر آباؤهم فهم غافلون لقد حق القول علی اکثرهم (فهم غافلون لقد حق القول علی اکثرهم) فهم لا یومنون انا جعلنا فی اعناقهم اغلالاً فهی الی الاذقان فهم مقمحون وجعلنا من بین ایدیهم سداً

ومن خلفہم سداً فاغشینٰہم فہم لا یبصرون وسوآءٌ علیہم ءَانذرتہم ام لم تنذرہم لا یومنون انما تنذر من اتبع الذکر وخشی الرحمٰن بالغیب فبشرہ بمغفرۃٍ واجرٍ کریم ۔ انا نحن نحی الموتیٰ ونکتب ماقدموا وآثارہم وکل شئ احصینٰہ فی امام مبین۔ کتبہ نمبر ۱ میں خط کشیدہ عبارت مکرر لکھی ہوئی ہے۔ کتبوں میں اس قسم کی غلطی شاذونادر طور پر واقع ہوتی ہے۔ کتبات (۴ و ۵) خط ثلث میں بطرز توقیع اور (۶ و ۷) خط ثلث میں بطرز طغرا کندہ ہیں اور خط نہایت پاکیزہ ہے۔

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے۔

ط ۔ سمت اندرون علی آباد بارہ دری شمس الامراء کے قریب یہ سہ دری مسجد واقع ہے جو گچ اور پتھر سے ایک بلند چبوترہ پر بنی ہوئی ہے ۔ اس کو حیات بخش بیگم مادر سلطان عبداللہ قطب شاہ نے اپنے مرشد حضرت قطب عالم صاحب کے لئے بنوایا تھا جن کا انتقال ۱۵۰ برس کے سن میں ۴ ۔ شوال ۱۰۶۳ھ کو ہوا ۔ چنانچہ حضرت اور آپ کے برادر حافظ محمد صاحب کے مزارات مسجد کے چبوترے کے نیچے ایک غیر مسقف چوکھنڈی میں واقع ہیں۔ مزار حضرت قطب عالم کے جنوب میں ایک محصورہ حجرے کے اندر حضرت کے والد حافظ سید شاہ میراں بخاری المتوفی ۱۰۲۵ھ رحمۃ اللہ علیہ دفن ہیں ۔ قبر سنگ سیاہ کی ہے۔ جس پر نہایت خوشخط کتبات (۴، ۵، ۶، ۷) کندہ ہیں ۔ آپ اصلاً بیجاپور کے رہنے والے ہیں بادشاہ عالمگیر کے ہمراہ حیدرآباد تشریف لا کر یہیں سکونت پذیر ہوئے۔ کتبہ نمبر ۱ و ۳ کے متعلق جو ۱۰۸۷ھ کے ہیں مزید حال معلوم نہ ہوسکا۔

نمبر ۲۶ - الف - گنبد حضرت سید شاہ راجو علیہ الرحمہ (جدید)

ب - بیرون فتح دروازہ واقع ہے۔

ج - مجاوران۔

د - قسم دوم ب

ھ - عہد ابوالحسن تانا شاہ۔ ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۵ء

و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - حضرت سید شاہ راجو صاحب برادر حضرت حسین شاہ ولی قدس اللہ اسرارہما سلطان عبداللہ قطبشاہ سابع کے عہد میں بیجاپور سے حیدر آباد تشریف لائے۔ سلطان عبداللہ نے بطور مدد معاش ان کو ایک جاگیر عطا کی اور ابوالحسن تانا شاہ ابتداء سے ان کے مرید اور خدمتگزار تھے۔ چنانچہ انہی کی توجہ سے تانا شاہ بادشاہ کے داماد اور سلطنت پر فائز ہوئے۔

آپ کا وصال تخمیناً ۱۰۹۶ھ / ۱۶۸۴ء میں ابوالحسن تانا شاہ کے عہد سلطنت میں ہوا اسی بادشاہ نے ان کے مزار پر عمارت وگنبد تعمیر کرایا۔ عمارت کا غربی پہلو زیر تعمیر تھا کہ دولت قطب شاہیہ کا خاتمہ ہوگیا اسی وجہ سے یہ حصۂ عمارت اس وقت تک ناتمام ہے۔ اس گنبد کا طلائی کلس حضرت تہنیت النساء بیگم صاحبہ نے عہد حضرت غفران آب آصفجاہ ثانی میں نصب کرایا تھا۔ سائبان اور چوبی بارہ دری حضرت نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ رابع کی بنوائی ہوئی ہے۔ تصویر مسلکہ متحف برطانیہ سے نقل کیگئی ہے۔

شاہ راجو علیہ الرحمہ

سید مظفر

نمبر ۲۷ - الف مقبرہ سیّد مظفر مازندرانی (جدید)

ب - قریب ہری باؤلی۔

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ج۔

ھ - عہد ابوالحسن تاناشاہ۔

و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز - درست حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - آپ سلاطین مازندران سے قرابت قریبہ رکھتے تھے اور سلطان ابوالحسن تاناشاہ کے پہلے وزیر تھے۔ جب مادنا کو وزارت ملی تو آپ مقید کردئے گئے اور غالباً اسی حالت میں انتقال کیا۔ ہری باؤلی کے قریب صدر قاضی صاحب بلدہ کے مکان کے پہلو میں فخرالنساء بیگم کے مکان میں جو اس وقت بازارات صرف خاص مبارک کے علاقہ کا ہے آپ مدفون ہیں اور قبر کے اطراف گچ کی چار دیواری بنی ہے۔ آپ کا مکان اور باغ میر جملہ کے تالاب کے پاس تھا۔ چنانچہ ایک مرتبہ جب بادشاہ اُن کی عیادت کو آئے تھے تو سیّد مظفر نے اپنا باغ سلطان شاہی بادشاہ کے نذر کیا تھا۔ جب میر جملہ کا تالاب بھرتا تھا تو بادشاہ وہاں تفریحا جایا کرتے تھے۔

(تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے حاصل کیگئی ہے)

نمبر ۲۸ - الف - مسجد میاں مشک -

ب - پل کہنہ کے متصل مستعد پورہ میں واقع ہے -

ج - سرکار عالی -

د - قسم دوم الف -

ھ - ۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۴ء - ۱۰۹۲ھ / ۱۶۸۱ء -

و - ا - مقبرہ میاں مشک کے مغربی دروازہ پر کتبہ ذیل محرابدار سنگ سیاہ میں بخط نسخ کندہ ہے - (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

(۱) " نقل فرمان سلطان ابوالحسن قطب شاہ "

(۲) فرمان جہاں مطاع آفتاب[۱] ارتفاع از دیوان ہمایون خلافت مشحون چنان زینت صدور یافت کہ عاملان

(۳) متصدیان و کارکنان حال و استقبال و مقاصائیان کتوالخانہ تھانہ[۲] مستعد پور بعنایت شاہانہ مستظہر بودہ بدانند کہ مقرب الحضرت الخاقانی ملک مشک سرلشکر -

(۴) کرناٹک بعزعرض مقیمان حضور لامع النور رسانید کہ حاصل بازار[۳] تعلق مسجد مشار الیہ خارج کرایہ[۴] سالانہ مبلغ ہشتاد ہون کہرہ[۵] کہ تفصیل آن در فرمان گشت پیش جدار ملگیہائے[۶] محمد نگر -

(۵) دو کانہائے[۷] بازار دو طرفہ مسجد بابیک خوشبو فروش

---

[۱] ایپی گرافیا سنہ ۱۹۱۵ء صفحہ اس کو (آسمان لکھا ہے ۱۲

[۲] " " " " اسکو لکھا ہے (کتوالخانہ وتھانہ مقاصائیان) ۱۲-

[۳] تا [۶] " " " یہ سب الفاظ نہیں لکھے گئے ہیں ۱۲-

مقبرہ میاں مسک نمبر (۱)

مغربی دروازہ

کتبہ مشرقی دروازہ نمبر (۴)

مسرقی دروازہ مقبرہ ملان مسک نمبر (۲)

لوح مزار ملان مشک (۹)

و نروہ مذکورہ از مراحم شاہانہ برائے اخراجات لنگر عاشور و الاوہ و آبدار خانہ و فرش و روشنائی مسجد مزبور و اخراجات دیگر عنایت مرحمت شود لہذا التماس
مومی الیہ

(۶) بدرجہ قبول رسیدہ وہشتاد ہون مسطور فوق را بانچہ از معموری بازار مذکور بہم رسد جہت اخراجات لنگر و عاشور و الاوہ و اخراجات مسجد عنایت و مرحمت فرمودیم امر عالی صادر است کہ سال بسال بلاخلل
(۷) جاری داشتہ از تغیر تبدیل مضمون شناسند و کسے کہ از حکم فرمان عالی تخلف ورزد یا آنکہ مبلغ مذکور را متصرف شدہ باخراجات مسطورہ صرف نہ کند بغضب خدا و نفرین رسولخدا و ائمہ ہدیٰ گرفتار شود تحریراً فی التاریخ شہر محرم ۱۔ کتبہ حسین بن تقی فی ۱۰۸۵

۲۔ مشرقی دروازہ پر کتبہ ذیل دائرہ میں لکھا ہے اور اطراف میں دوازدہ امام کے اسمار کندہ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ تانا شاہ کے مہر کی نقل ہے۔
(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

مودّی کہ بتائید حق دکن است — بجان محب علی قطب ابوالحسن است

۳۔ یہ کتبہ نمبر (۲) کے نیچے معمولی نستعلیق خط میں بطرز شکست کندہ ہے۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

(۱) نقل فرمان سلطان ابوالحسن قطب شاہ عالمان کتوالخانہ

۱تا۳ ایپی گرافیا ۱۹۱۶-۱۵ء صفحہ ۵ یہ سب الفاظ نہیں لکھے گئے ہیں ۱۲

۴ دراصل یہاں مویدے ہونا چاہیئے ۱۲

۵ ایپی گرافیا ۱۹۱۶-۱۵ء صفحہ ۵۲۔ اسکو اسطرح لکھا ہے (محب قطب بجان علی ابوالحسن است) ۱۲

وتھانہ مستعدپور و موضع عطاپور حوالی قلعہ مبارک محمدانگر مستظہر بودہ بدانند کہ معتمد الخدمت ملک مشک

(۲) کلیدار بعزعرض مقیمان حضور لامع النور رسانید کہ حاصل بازار مسجد خود وپنت و باغچہ وپیٹہ قطعہ زمین مزرعہ انعام خود و وظیفہ مسجد وغلہ زمین انعام میر ملک خرید خود کہ در موضع

(۳) مذکور واقعست بعداز اخراجات ضروری آں سیصد بیست ہون و جہت لنگر عاشور الاوہ وآبدار خانہ چہل ہون سالیانہ جہت لنگر مسجد وروشنائی وبعضی سالیانہ ہشتاد ہون وغلہ زمین انعام میر ملک

(۴) مشاہر داران لنگر مسجد وبعضے یکصد دو ہون وآنرا متولی بیست ہون موذن دہ ہون فراش شش ہون۔ تیل چراغ شش ہون۔ فرش مسجد دو ربع ہون مطبخ شش ہون سقا شش ہون جہت تعمیر مسجد بعضے دوازدہ ہون

(۵) دیوتی ہفت نیم ہون دربان دوازدہ ہون دو نفر از جاروکش شش ہون نویسندہ بہمہ ہشت و ربع ہون اخراجات حمام و مشاہرہ داران سالیانہ نود وہشت ہون آنرا ہیزم سالیانہ چہل ہون وخوراک گاوان دلو وریسمان شانزدہ وربع ہون پلہ کاری شش ہون۔

(۶) کیسہ مال دو نفر را پانزدہ ہون تیل چراغ یک نیم ہون

سہ ایپی گرافیا ۱۸-۱۹۱۷ء صفحہ ۵۲ اسکو (بوجہ) لکھا ہے ۱۲
سہ 〃 〃 〃 اسکو (سہ) یعنی تین لکھا ہے ۱۲
سہ 〃 〃 صفحہ ۵۳ اس واو کو (سیصد) کے بعد لکھا ہے ۱۲
سہ 〃 〃 〃 اس کو (را) لکھا ہے ۱۲
سہ 〃 〃 〃 اس کو (پلہ کار) لکھا ہے ۱۲
سہ 〃 〃 〃 اس کو (شانزدہ) لکھا ہے ۱۲

مسرومی ن، وارہ معطرہ مدان مسک نمبر (۳)

حصیر و لنگی وغیرہ یک ربع ہون مالی آب کش دو [۵] نفر را دوازدہ ہون بدین موجب
وقف صحیح شرعی نمودہ بنذر حضرات دوازدہ امام علیہم السلام نزدیک
(۷) مسجد خود یک حبہ تجاوز نمودہ طعام پختہ بدرویشان
و مستحقین می خورانیدہ باشند اخراجات عاشور و حمام و مشاہرہ چاکران
می رسانیدہ باشند۔ لہذا التماس مومی الیہ بدرجہ قبول رسیدہ
امر عالی صادر است کہ بر نہج وقف
(۸) نمودن ملک مشار الیہ سال بسال بلا خلل جاری داشتہ
از تغییر و تبدیل آن اجتناب نمایند و با آنچہ از روئے معموری بازار و پٹ
و باغچہ و مزرعہ ہر چہ [۵] بہم رسد بدل اخراجات
(۹) صرف نمایند کسی کہ تخلف ورزد یا طمع نماید مسلمانان یا ہندو
ہر کہ باشد بغضب و سخط خدائے تعالیٰ گرفتار شود و از شفاعت شفیع روز جزا
محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بی نصیب و روسیاہ گردد سنہ ۱۰۸۹ھ
(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

۴۔ مشرقی دروازہ کی اندرونی دیوار پر حسب ذیل کتبہ بخط نسخ و بطرز توقیع
کندہ ہے لیکن یہ اس مقام سے غیر متعلق معلوم ہوتا ہے۔

الحمد للہ والمنہ کہ باتمام رسید ایں عمارت فائض النور مسمی بجادو خانہ
حضور نامدار حسب الحکم شاہ اعظم خاقان معظم ابو المظفر سلطان محمد قطب شاہ
خلد ملکہ ابدا بمبلغ یکہزار چہار صد ہن رائج دار السلطنت سلطانگر حرسہ اللہ تعالیٰ

---

۵ ایپی گرافیا ۱۹۱۷-۱۸ء صفحہ ۵۳ اس کو نہیں لکھا ہے ۱۲
۵ " " اس کو (شد) لکھا ہے ۱۲
۵ " " اس کو (زمین چہ) لکھا ہے ۱۲
۵ " صفحہ ۵۴ اس لفظ کو چھوڑ دیا ہے ۱۲

عن کل شر والخطر بتاریخ شہر محرم سنہ خمس[ع] و ثلاثین بعد الف۔

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

۵۔ مقبرہ میاں مشک کے دروازہ پر حسب ذیل کتبہ نصب ہے :۔

(۱) نقل فرمان سلطان ابو الحسن قطب شاہ۔

(۲) بجانب عاملان حال و استقبال موضع عطاپور حوالی قلعہ محمد انگر شرف اصدار[ص]

(۳) یافت کہ ملک مشک التماس بہ پایہ سریر اعلیٰ رسانید کہ کمل[س] زمین انعام خود میر ملک در موضع مذکور بموجب قبالہ شرعی

(۴) زخریدہ میر مذبور بر وجوہ خاص و اشجار در زمین مزرعہ وغیرہ آن[ص] را وقف شرعی نمودہ کہ ہرچہ حاصل شود بعد اخراجات ضروری آں جہت

(۵) لنگر بند ر دوازدہ امام علیہم السلام بر[ط] مسجد نزد نزدہ[ط] است دیگ[ط] طعام پختہ بدرویشاں و مستحقین می خورانیدہ باشند جہت جزائے

(۶) آں بنام عاملاں موضع مذکور فرمان صادر شود لہذا از راہ مراحم شاہانہ امر عالی شد کہ عاملان حال و استقبال موضع مذبور

(۷) بر نہج وقف نمودن ملک مشار الیہ جاری دارد و اگر احدی تخلف آں کوشند[ط] و خلاف ورزند بلعنت خدا و نفرین رسول گرفتار شوند

ع ایپی گرافیا ۱۹۱۷-۱۸ء صفحہ ۵۵ اس (واد) کو سنہ کے ماقبل لکھا ہے ۱۲

ص " " " اسکو (صدور) لکھا ہے اور محمد انگر کے الف کو بھی نہیں لکھا ہے ۱۲

س " " " اس لفظ کو (کمل) کے ماقبل لکھا ہے ۱۲

ص " " " (را) کو ترک کردیا ہے ۱۲

ط ا ا ا " " " ان الفاظ کو نہیں لکھا ہے ۱۲

مقبرہ ھمیان عرشک نمبر (۵)

و رو سیاہ باشند۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

۶۔ میاں مشک کا لوح مزار حسبِ ذیل ہے:۔

الحکم للہ

(۱) بتاریخ بست نہم ربیع الاو

(۲) ل یوم الاحد جنتی میاں

(۳) مشک برحمت حق پیوست سنہ ۱۰۹۲ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

س۔ محفوظ حالت میں ہیں۔

ح۔ قابل تحفظ ہیں۔

ط۔ عہد قطب شاہ کی تاریخیں میاں مشک کے تذکرہ سے ساکت ہیں لیکن کتبات متذکرہ بالا سے واضح ہوتا ہے کہ ملک مشک سلاطین قطبشاہیہ کے معتمد۔ سرلشکر اور کلید دار رہے ہیں نام سے اصلاً یہ افریقی معلوم ہوتے ہیں ان کا مقبرہ پل کہنہ کے مشرقی گوشہ میں ایک وسیع احاطہ میں واقع ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ بڑے مخیر اور نیک طینت شخص تھے۔ ان کی بنائی ہوئی مسجد اور کارواں سرا اور حمام اس وقت تک محفوظ حالت میں ہیں۔ مسجد آباد ہے اور گرم حمام اس وقت تک انہیں اغراض میں استعمال ہوتا ہے بلدہ میں یہ اپنی طرز کا بہترین حمام ہے۔ داخلہ کے مغربی اور مشرقی دروازوں کے روکار پر کتبات نمبرا' ۲' ۳ نصب ہیں جو فرامین سلطان ابوالحسن قطبشاہ تامن پر مشتمل ہیں ان میں تفصیل کے ساتھ ان معمولات کا ذکر ہے جو ان عمارات کے مصارف کے لئے مقرر ہوئے تھے۔

چوتھا کتبہ مشرقی دروازہ کی دیوار پر نصب ہے جس میں بعہد سلطان محمد قطب شاہ سادس بصرفہ ایک ہزار پارسو ہون سنہ ۱۰۳۵ھ ۱۶۲۵ء میں

جادو خانہ یا جامدار خانہ کی عمارت کے تعمیر کا تذکرہ ہے لیکن یہ کتبہ اس مقبرہ سے غیر متعلق معلوم ہوتا ہے۔ میاں مشک نے عطاپور میں ایک محل بھی تعمیر کرایا تھا جو اب شکستہ حالت میں ہے۔ پانچواں کتبہ مقبرہ میاں مشک کے دروازہ پر نصب ہے۔ چھٹا کتبہ مزار کے سرہانے لگا ہے۔

نمبر ۲۹ الف - مقبرہ چین قلیچ خان -

ب - نزد حمایت ساگر حوالی عطاپور۔

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ب

ھ - سنہ ۱۰۹۸ھ / ۱۶۸۷ء -

و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - چین قلیچ خاں بہادر کی قبر ایک غیر مسقف چوکھنڈی میں محصور احاطہ کے اندر واقع ہے اور اسی احاطہ کے قریب ایک ناتمام عمارت بارہ دری نواب ناصر جنگ کے نام سے موسوم ہے۔ جس چوکھنڈی کے وسط میں چین قلیچ خاں کی قبر واقع ہے اسی میں داہنی طرف عوض خاں اور بائیں جانب مجاہد خاں دفن ہیں۔ اس احاطہ میں خاندان آصفیہ کے اور اعزہ مدفون ہیں لیکن کسی پر کوئی کتبہ نہیں ہے۔ یہاں سے نصف میل کے فاصلہ پر قسمت پور میں چین قلیچ خاں کا ہاتھ جو یہاں انکی تدفین کے بعد دستیاب اور ہاتھ کی انگشتری کی وجہ سے شناخت ہوا تھا دفن ہے۔

۲۸ جنوری ۱۶۸۷ء م ۱۰۹۸ھ کو دوسرے محاصرۂ گولکنڈہ کے موقع پر بادشاہ عالمگیر نے قلعہ گولکنڈہ پر دھاوے کا حکم دیا چنانچہ اس معرکہ میں خواجہ میر عابد خاں المخاطب بہ چین قلیچ خاں بہادر، جد حضرت آصفجاہ اول بحیثیت سردار فوج عالمگیری شریک تھے۔ قضارا قلعہ سے ایک زنبورک کی گولی قلیچ خاں کے داہنے شانے پر لگی جس سے ان کا ہاتھ اُڑ گیا اور وہ زخمی ہو کر اپنے خیمہ میں واپس آ گئے۔ بادشاہ عالمگیر نے وزیر اعظم عمدۃ الملک اسد خان کو ان کی مزاج پرسی کیلئے بھیجا اس وقت جرّاح ان کی ٹوٹی ہوئی ہڈیاں نکال کر زخم کو سی رہا تھا یہ نہایت صبر و استقلال سے دوسرے ہاتھ سے قہوہ پی رہے تھے اور اور زخمی ہاتھ جراح کے زیر مشق تھا آپ وزیر سے جرّاح کی تیز دستی کی تعریف کرتے جاتے تھے۔ ہر چند آپ کے معالجہ کی تدابیر کی گئیں لیکن زخم کاری ہونے کے باعث تین دن بعد آپ نے رحلت فرمائی۔ بادشاہ اورنگ زیب کو آپ کی وفات کا بہت صدمہ ہوا حکم دیا کہ آپ اسی مقام پر دفن کئے جائیں جہاں حوالی عطاپور میں اس وقت آپکی قبر ہے۔ چین قلیچ خاں بہادر نے جس جوانمردی سے موت کا مقابلہ کیا اس کا تذکرہ زبان زد خاص و عام ہو گیا آپ نہایت معقول اور صلح کل مزاج رکھتے تھے اور سب آپکا نہایت ادب و لحاظ کیا کرتے تھے۔ جب بادشاہ عالمگیر تسخیر بیجاپور میں مصروف تھے تو چین قلیچ خاں بہادر ابوالحسن تانا شاہ سے زر پیشکش وصول کرنے پر مامور ہوئے تھے۔ آپ کے فرزند میر شہاب الدین خاں المخاطب بہ فرزند بے ریو و رنگ غازی الدین خاں فیروز جنگ بہادر نے عہد عالمگیری میں بہت سے کارہائے نمایاں کئے تھے۔ فیروز جنگ کی شادی سعداللہ خاں وزیر شاہ جہاں بادشاہ کی دختر سے ہوئی تھی جن سے نواب میر قمرالدینخاں بہادر

نظام الملک آصفجاہ اول متولد ہوئے ۔ اس احاطہ کے باہر جو آبادی ہے وہ قلیچ خان کے نام سے مشہور ہے ۔ سالانہ آپ کا عرس منجانب صرفخاص مبارک ہوا کرتا ہے اور یہاں ایک مجاور بھی حاضر رہتا ہے ۔

نمبر ۳۰ الف ۔ پہاڑی میر محمود صاحب (جدید)

ب ۔ تالاب میر عالم کے راستہ پر واقع ہے ۔

ج ۔ مجاوران ۔

د ۔ قسم دوم ج ۔

ھ ۔ سنہ ۱۱۰۰ھ ۱۶۸۸ء

و ۔

ز ۔ قابل مرمت ہے ۔

ح ۔ لایق تحفظ ہے ۔

ط ۔ یہ پہاڑی شہر سے تقریباً پانچ میل میر عالم کے تالاب کے راستہ پر جانب مغرب واقع ہے اس پر حضرت سید شاہ عمادالدین الحسینی عرف میر محمود صاحب نعمت اللہی کا مزار ہے ۔ آپ سلطان عبداللہ قطب شاہ سابع کے زمانہ میں نجف اشرف سے یہاں تشریف لاکر اسی پہاڑی پر سکونت پذیر ہوئے تھے ۔ باوجود اس کے کہ یہاں آپ کا کوئی ذریعہ معاش نہ تھا ۔ آپ بلامنت خلق گذران کرتے تھے ۔ اور اس پہاڑ پر آپ نے عمارتیں بھی بنوائیں ۔ جو مزدور یہاں کام کرتے تھے ان کو معمول سے زیادہ مزدوری دیا کرتے تھے اور حاملہ کو دو چند مزدوری دیجاتی تھی ۔ اس لئے لوگوں کا خیال تھا کہ آپ کو دست غیب حاصل ہے ۔ آپ کا وصال ۱۳ شعبان کو ہوا ۔ سنہ وفات صحیح طور پر

مسجد مشیر آباد
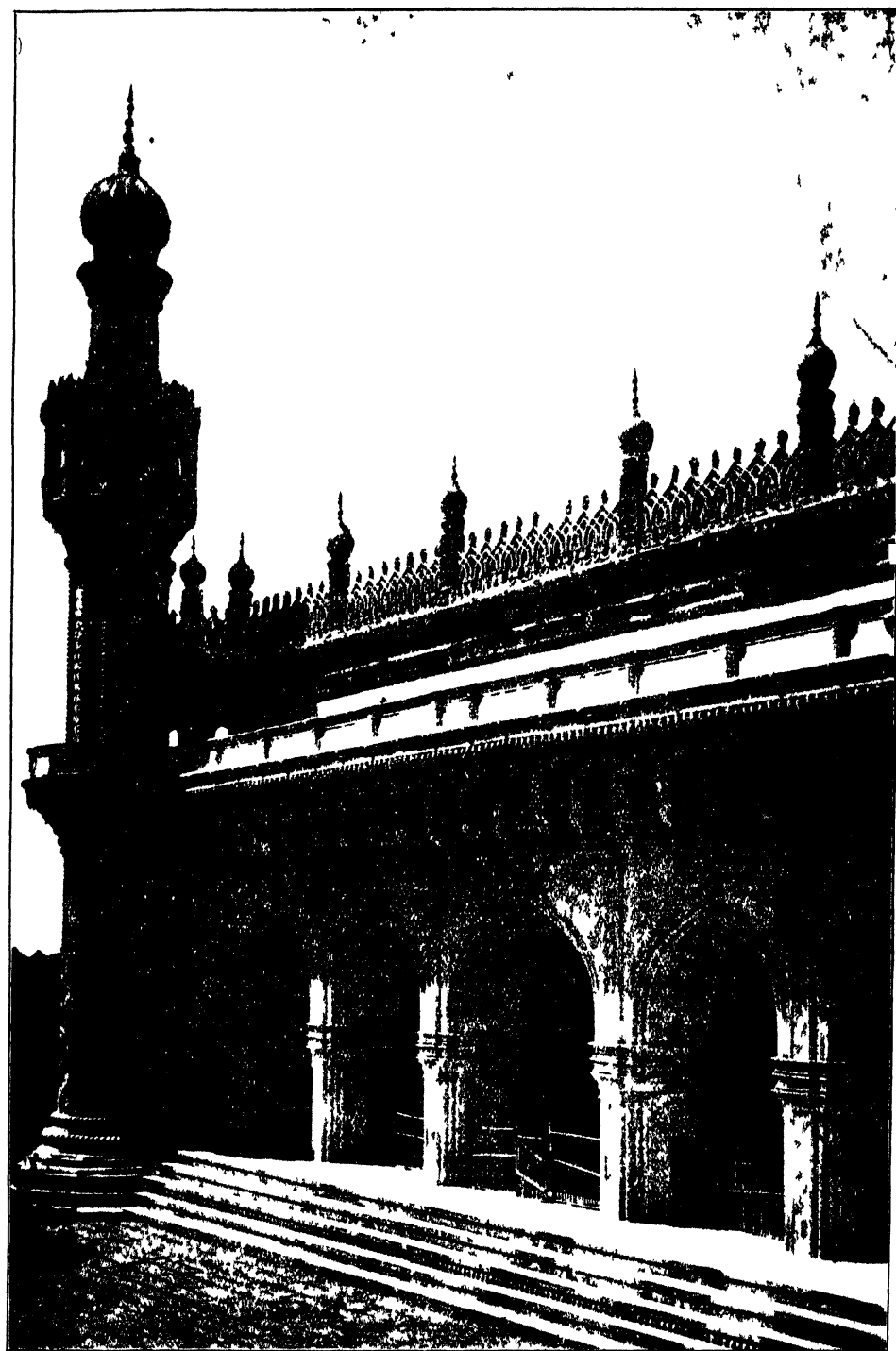
معلوم نہ ہوسکا۔ لیکن آپ انقراض سلطنت قطبشاہی تک زندہ تھے ۔اس پہاڑ پر آپ کے فرزند میر شمس الدین عرف شمس مولا کا بھی مزار ہے جو حضرت آصفجاہ مغفرت مآب کے زمانہ میں بقید حیات تھے ۔ ان کا وصال ۴ا جمادی الاول سنہ ۱۱۶۰ھ ۱۷۴۷ء میں بعمر ہشتاد سالگی ہوا ان کے فرزند سید شاہ علی رضا حسینی بعہد حضرت غفراں مآب صاحب کرامات مشہور تھے ۔ آپ کا وصال سنہ ۱۲۱۵ھ ۱۸۰۰ء میں ہوا اور یہیں دفن ہوئے ۔ شاہ میرن صاحب فرزند شاہ علی رضا حسینی کا وصال سنہ ۱۲۳۰ھ ۱۸۱۴ء میں ہوا اور آپ بھی اسی پہاڑ پر مدفون ہیں ۔

نمبر ۳۱ الف ۔ مسجد مشیر آباد ۔

ب ۔ محلہ مشیر آباد میں واقع ہے ۔

ج ۔ سرکار عالی ۔

د ۔ قسم دوم الف

ھ ۔

و ۔ کوئی کتبہ نہیں ہے ۔

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے ۔

ط ۔ اس مسجد کے چار درجے ہیں جن کے پہلوؤں میں دو خوشنما مینار بنے ہیں مسجد کی روکار پر آٹھ خوبصورت برجیاں ہیں اور جابجا گچ میں نفیس گلکاری کی ہوئی ہے اس کا ایک مینار جس کے اندر آہنی سلاخ تھی بوجہ کہنگی خمیدہ ہوگیا تھا۔ منجانب سررشتہ آثار قدیمہ چند سال قبل مینار و مسجد کی کامل مرمت ہوچکی ہے ۔

نمبر ۳۲ الف - شہر پناہ (فصیل)

ب - بلدہ کے گرداگرد واقع ہے۔

ج - سرکارِ عالی۔

د - قسم سوم الف۔

ھ - عہد صوبہ داری مبارز خاں و نواب آصفجاہ اول۔

و - کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز - سنہ ۱۳۲۶ھ کی طغیانی کے بعد حصار اکثر مقامات سے منہدم ہو گیا ہے۔

ح - بعض مقامات کے سوائے عام طور پر حفاظت غیر ضروری ہے۔

ط - موجودہ فصیل شہر قطب شاہی سلطنت کے خاتمہ کے بعد مبارز خاں عماد الملک صوبہ دار مغلیہ نے بعہد بادشاہ فرخ سیر اپنے آخری عہد صوبہ داری میں چادر گھاٹ کے دروازہ سے دروازہ دبیر پورہ تک گچ اور پتھر سے بلا کنگرہ بنوائی تھی اور بقیہ حصار جو کنگرہ دار ہے اس کی تعمیر نواب آصفجاہ اول کے عہد میں ہوئی تھی۔ جملہ حصار ۶ میل کے دور میں اور رقبہ ۲ ۱/۴ میل ہے اس میں جا بجا برجوں پر اگلے زمانہ کی توپیں اس وقت تک موجود ہیں۔ تعمیر حصار کے سو برس بعد حضرت نواب میر نظام علیخاں بہادر غفران مآب کے زمانہ میں بہادر دل خاں شجاع الدولہ ناظم حیدر آباد نے اس کی مرمت کرائی۔ اب موسیٰ ندی کے دونوں رخ پر فصیل کی از سر نو ترمیم بحکم اعلیحضرت آصفجاہ سابع خلد اللہ سلطنتہٗ محکمہ آرائش بلدہ کی جانب سے ہوئی ہے جس سے شہر کے عام منظر میں خوشنمائی پیدا

ہو گئی ہے۔ شہر کے تیرہ دروازے حسب ذیل تھے ۔

۱- چادر گھاٹ دروازہ ۶- دودھ باؤلی دروازہ ۱۱- میر جملہ دروازہ۔
۲- دہلی دروازہ ۷- نمازی بنڈیا فتح دروازہ ۱۲- یاقوت پورہ دروازہ۔
۳- افضل دروازہ ۸- علی آباد دروازہ ۱۳- دبیر پورہ دروازہ
۴- چمپا دروازہ ۹- لال دروازہ
۵- پرانہ پل دروازہ ۱۰- گولی پورہ دروازہ

نمبر ۳۲ الف - حسینی علم (جدید)

ب- اسی محلہ میں واقع ہے۔

ج - سرکار عالی۔

د - قسم دوم الف

ھ - عہد سلطان محمد قلی قطب شاہ۔

و - اندرونی دالان کے پہلو کے حجرہ پر ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۸ء کندہ ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہے ۔

ح - قابل تحفظ نہیں ہے ۔

ط - سلطان محمد قلی قطب شاہ کے عہد میں علی آقا ایرانی ایک علم میں سیف دستی (دو رُخی) حضرت امام جعفر صادقؑ کو نصب کرکے اپنے ہمراہ عرب سے حیدرآباد لائے تھے۔ بادشاہ نے اس کا استقبال کرکے موجودہ مکان میں استاد کرنیکا حکم دیا اور علی آقا کو انعام و اکرام سے مالا مال کرکے اس علم کی خدمتگزاری پر مامور کیا۔ چنانچہ علم مذکور

غرہ سے عاشورہ محرم تک سالانہ استادہوا کرتا ہے ۔ ملحقہ مسجد وچاہ علی آقا کا بنوایا ہوا ہے پہلے صرف غرب رویہ عمارت تھی ۔ داراب بیگ نبسہ علی آقا نے شرق رویہ مکان بنواکر تاریخ بنائے مکان کا کتبہ ۱۱۵۱ھ ۱۷۳۸ء حجرہ پر نصب کرایا ۔ جو اسوقت تک موجود ہے ۔ پہلو کے حجرہ میں خود داراب بیگ مدفون ہیں اور سرکار سے چار ہزار روپے سالانہ کی جاگیر بھی مصارف حسینی علم کے لئے مقرر ہے ۔ نوبت و گھڑیال مہاراجہ چندو لال کی مقرر کردہ ہے ۔

نمبر ۳۴　الف ۔ بم رُکن الدولہ (جدید)

ب ۔ متصل تالاب میر عالم ۔

ج ۔ صرف خاص مُبارک ۔

د ۔ قسم دوم ب

ھ ۔ ۱۱۷۹ھ ۱۷۶۵ء

و ۔ کتبہ ذیل سنگ نہر پر نصب ہے ۔

چو آں رکن دولہ بنام حسن　　بنا کرد ایں چشمۂ فیض عام
پئی سال تاریخ گفتہ خرد　　بخور آب سردی بیاد امام
۱۱۷۹ھ

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے ۔

ط ۔ بلدہ سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر اس زمانہ میں جبکہ حیدرآباد میں صاف و شیریں پانی کمیاب تھا اس مخزن آب کو میر موسیٰ خاں نواب رکن الدولہ شہید مدار المہام حضرت غفران مآب نے

بہ صرفہٗ ذاتی بنوایا تھا اور بوجہ حسن نیت اس کا پانی اس قدر خوشگوار و لطیف ثابت ہوا کہ عوام و امرا سے گذر کر سلاطین آصفیہ نے اپنے آب خاصہ کیلئے اس کو مخصوص فرمالیا۔ اس کو موسیٰ بم اور نہرِ حسینی بھی کہتے ہیں۔

نمبر ۳۵۔ الف۔ کالی قبر (جدید)

ب - اندرون دروازہ چادر گھاٹ لب سڑک۔

ج - مجاوران۔

د - قسم دوم ب۔

ھ - ۱۱۹۷ھ (۱۷۸۲ء)

و - کتبات ذیل نصب ہیں۔

۱۔ "شہد اللہ انہ لا الہ الا ہو والملائکۃ و اولوا العلم قائماً بالقسط وہو العزیز الحکیم" (یہ کتبہ خط ثلث میں بطرز توقیع کتبہ مزار میراں بخاری صاحب واقع مسجد قطب عالم سے مشابہ ہے)

۲۔ تاریخ وفات حضرت سید شاہ اللہ دوست قدس سرہ سوم شوال ۱۱۹۰ ہجری

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - کتبہ قابل تحفظ ہے۔

ط - مختصر سے چبوترہ پر یہ قبر بنی ہوئی ہے اور اہل محلہ اس کا عرس کرتے ہیں۔

نمبر ۳۶۔ الف۔ مقابر شمس الامراء (جدید)

ب - حضرت برہنہ شاہ صاحب کی درگاہ کے سرے متصل وابستہ

ج- علاقۂ پائیگاہ۔

د- قسم اول ب۔

ھ- ۱۲۰۵ھ (۱۷۹۰ء)

و- مقبرہ تیغ جنگ بہادر بانی خاندان شمس الامرائی پر کتبہ ذیل کندہ ہے:-

(۱) اشہدان لا آلہ الا اللہ و اشہدان محمدا رسول اللہ۔ اللہ محمد علی فاطمہ حسن حسین۔ مرقد حضرت محمد ابو الفتح خان مغفور۔ بتاریخ ۲۵ شہر ربیع الاول ۱۲۰۵ ہجری۔

مقبرہ جناب محمد ابو الفتح خانصاحب مرحوم مغفور۔ گذرانیدہ محمد محی الدینخاں خورشید جاہ بہادر ماہ محرم الحرام ۱۳۰۸ھ (۱۸۹۰ء)

(۲) کتبہ قبر حاجی الماس (۱۶۷۴ء) یہ وہی ملک الماس خواجہ سرا ہیں جو سلطان محمد قطب شاہ کے انتقال کے بعد شہر کے انتظام پر معین ہوئے تھے۔

"وفات مرحومی مغفوری حاجی الماس بابت مرحومی صدل قای تفریش ؟ بتاریخ ہفدہم شہر محرم الحرام ۱۰۸۵ھ ہزار و ہشتاد و پنج۔

(۳) درگاہ حضرت برہنہ شاہ صاحب۔

درگاہ حضرت سید حسن برہنہ صاحب اولیا قدس سرہٗ۔ بارہ دری گزرانیدہ محمد محی الدین خاں خورشید جاہ بہادر ماہ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ۔

(۴) بیرون مزار حضرت برہنہ شاہ صاحب جو کتبہ نصب ہے اُس پر بخط نسخ درود شریف کندہ ہے۔ غالباً یہی مالک پرست خاں کا مزار ہے۔

(۵) اس قبر پر بھی درود مختصر کندہ ہے۔

ز- محفوظ حالت میں ہیں۔

ح - قابل تحفظ ہیں۔

ط - سرور نگر کے شمال میں دو میل کے فاصلہ پر سید حسن برہنہ صاحب کی درگاہ کے قریب نواب شمس الامراء بہادر کا خاندانی قبرستان ہے - اس مقبرہ میں مورث اعلیٰ نواب تیغ جنگ شمس الامراء کے بعد وقتاً فوقتاً جتنے اُن کے جانشین ہوئے سب مع اہل و عیال کے یہیں مدفون ہیں۔ اکثر قبور سنگِ مرمر کی ہیں جن کے کٹہروں پر عمدہ نقش و نگار اور پچیکاری کی ہوئی ہے۔ نواب شمس الامراء سوم اور محل نواب سر خورشید جاہ بہادر مرحوم کی قبریں نہایت اہتمام سے بنی ہیں۔ نواب سر آسماں جاہ بہادر۔ نواب سر خورشید جاہ بہادر۔ نواب سر وقار الامراء بہادر و نواب ظفر جنگ بہادر بھی یہیں مدفون ہیں۔ تمام قبور ایک وسیع احاطہ میں واقع ہیں جس کے صدر دروازہ پر نوبت خانہ ہے حضرت سید حسن برہنہ عرف برہنہ شاہ صاحبؒ مجذوب عہد سلطان عبد اللہ قطب شاہ میں ہندوستان سے وارد حیدرآباد ہوئے تھے۔ آپ حضرت صوفی سرمد کے مرید و خلیفہ تھے۔ آپ کا وصال ۶ جمادی الثانی سنہ ۱۰۶۴ھ ۱۶۵۴ء کو ہوا۔ آپ کے مرید مالک پرست خاں وزیر سلطان محمد قلی و سلطان محمد قطبشاہ و حوالہ دار لشکر خاصہ خیل سلطان عبد اللہ قطبشاہ نے ایک مختصر گنبد بنوا دیا اور اسی گنبد میں خود مالک پرست خاں بھی ذیحجہ سنہ ۱۰۶۴ھ میں مع اپنی اولاد کے مدفون ہوئے۔

نمبر ۳۷ - الف - توپ کا سانچہ۔

ب - فتح میدان کے قریب واقع ہے۔

ج - سرکار عالی۔

د - قسم سوم الف۔

ھ - عہد نواب نظام علی خاں بہادر آصفجاہ ثانی -
و - کوئی کتبہ نہیں ہے -
ز - قابل مرمت ہے -
ح - لائق تحفظ ہے -
ط - موسیٰ رحمو فرانسیسی جنرل نے یہاں توپیں ڈھالنے کا کارخانہ قائم کیا تھا - چنانچہ بلدہ کی اکثر قدیم توپیں اسی کارخانہ کی ڈھلی ہوئی ہیں -

---

نمبر ۲۸ - الف - قبر موسیٰ رحمو -

ب - عثمان گڑھ کے قریب سرورنگر کے راستہ پر واقع ہے -
ج - سرکار عالی -
د - قسم دوم الف -
ھ - ۱۲۱۳ھ / ۱۷۹۸ء
و - الفاظ (J.R.) کندہ ہیں -
ز - محفوظ حالت میں ہے -
ح - قابل تحفظ ہے -
ط - فرانسیسی جنرل موسیو جوکم ریمنڈ (Joakim Raymond) نواب نظام علی خاں بہادر کے عہد میں پندرہ ہزار قواعد داں سپاہیوں کے افسر تھے - اور دربار میں ان کو بہت رسوخ حاصل تھا - یہ عام طور پر موسیٰ رحمو کے نام سے مشہور تھے یہ ۱۱۶۹ھ / ۱۷۵۵ء میں بمقام

فرانس پیدا ہوئے تھے اور ان کا انتقال بمقام حیدر آباد ۲۵۔ مارچ ۱۷۹۸ء (مطابق بہ ۱۲۱۳ھ) کو بیالیس سال کی عمر میں ہوا۔ ان کی قبر ایک ۳۲ فٹ بلند ۱۸۰ فٹ طویل اور ۵۸ فٹ عریض چبوترہ پر عثمان گڑھ کے عقب میں واقع ہے۔ جہاں سے شہر کا منظر عمومی بہت صاف نظر آتا ہے ان کی قبر پر ایک مخروطی شکل کا ۲۳ فٹ بلند پتھر نصب ہے۔ اہل ہنود اسکو موسیٰ رام کی ٹیکری کے تصور میں اور مسلمان موسیٰ رحیم کی قبر سمجھ کر اس کا احترام کرتے ہیں اور سالانہ دھوم دھام سے عرس بھی کرتے ہیں۔ اس چبوترہ کے متصل ایک اور قبر ہے جس کے انگریزی کتبہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسماۃ این جین ایلزبتھ جنکنس نے ۲۶۔ نومبر ۱۸۰۹ء (مطابق ۱۲۲۴ھ) کو ۲۱ سال ۶ ماہ کی عمر میں انتقال کیا تھا۔ اس ٹیکری سے آدہ میل کے فاصلہ پر وہ فرانسیسی باغ واقع ہے جہاں ریمنڈ اور اُن کے ماتحت فوجی افسر رہا کرتے تھے اور فوجی لائین بھی اسی کے قریب تھی ریمنڈ کے چبوترہ پر ۲۵ فٹ کے فاصلہ سے ۲۸ ستونوں پر ایک مسقف عمارت بنی ہے جس کا طرز تعمیر یونانی ہے اس کے اندر موسیٰ ریمنڈ کے عرس کا سامان رہتا ہے۔

نمبر ۳۹ - الف۔ کتبۂ میر عالم (جدید)

ب - نزد تالاب میر عالم۔

ج - علاقہ سالار جنگی۔

د - قسم دوم ب

ھ - عہد نواب سکندر جاہ بہادر ۱۲۲۱ھ (۱۸۰۶ء)

و - مخزن آب پر سنگ سیاہ میں عبارت ذیل کندہ ہے۔

(بسم اللہ مجریہا و الحمد للہ مرسیٰہا ۱۲۲۱ھ)

ز - محفوظ حالت میں ہے -

ح - کتبہ قابل تحفظ ہے -

ط - میر ابوالقاسم خاں میر عالم بہادر مدارالمہام نواب سکندر جاہ بہادر نے کوتوال گوڑہ کے قریب عیسیٰ ندی پر جو سائکل کے نام سے مشہور ہے بہ صرفہ ساٹھ ہزار روپیہ سعید الدولہ و میر محمد علی خاں پسران خلیل اللہ خاں پسر میر عالم بہادر کے اہتمام سے ایک کتوہ تیار کرایا - اور عید گاہ کے متصل چار لاکھ کے صرفہ سے ایک تالاب و نہر بنوائی - اس تالاب کی بدولت اُس زمانہ میں تمام شہر میں نہریں جاری ہوگئیں اور قلت آب کی شکایت جاتی رہی چنانچہ جس حوض سے پانی تقسیم ہوتا تھا اسی پر کتبہ مرقوم الصدر نصب ہے - عثمان ساگر کی تیاری کیوجہ سے اس تالاب کی اہمیت باقی نہیں رہی -

---

نمبر ۴۰ الف - مسجد چوک (جدید)

ب - محلہ شاہ گنج میں واقع ہے -

ج - سرکار عالی -

د - قسم دوم الف -

ھ - سنہ ۱۲۳۴ھ ۱۸۱۷ء

و - کوئی کتبہ نہیں ہے -

ز - محفوظ حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - خواجہ عبداللہ خاں نے اپنے ذاتی صرفہ سے

اس مسجد کو تعمیر کرایا تھا۔ اس کا چبوترہ بلند اور خوشنما ہے۔ فی الحال
اس کے مصارف ملحقہ دو کانوں کے کرایہ سے ادا ہوتے ہیں اور سررشتۂ
امور مذہبی کی نگرانی میں ہے ❖

نمبر ۱۴ - الف - قلعہ گولکنڈہ

ب - پُرانے پُل سے مغربی سمت میں دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ج۔

ھ - عہد راجگان ورنگل و قطبشاہیہ۔

و - اندرون قلعہ کے کتبات کی تفصیل نمبر ۴۲ سے ملاحظہ ہو۔

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - بعض حصص قابل تحفظ ہیں۔

ط - قلعہ گولکنڈہ کے متعلق مآثر عالمگیری سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا پُرانا نام مَنگل تھا۔ اور راجۂ ورنگل دیورائے کے اسلاف نے اس کو مٹی کی دیواروں سے بنایا تھا۔ سلطان محمد شاہ بہمنی کے عہد سلطنت (۱۳۵۸ء–۱۳۷۵ء) میں اس قلعہ کو ورنگل کے راجہ نے بذریعہ عہد نامہ بہمنی سلطنت کے تفویض کر دیا تھا۔ اس کے بعد ۱۵۱۸ء تک اس کا شمار بہمنی سلطنت کے

اہم قلاع میں ہوتا تھا ۹۲۴ھ ۱۵۱۸ء میں سلطان محمد شاہ بہمنی کے انتقال کے بعد جبکہ دیگر صوبہ دار خود مختار ہو چکے تھے اور بیدر پر "برید شاہی" حکومت قائم ہو چکی تھی۔ سلطان قلی صوبہ دار تلنگانہ نے بھی اپنی خود مختاری کا اعلان کر کے گولکنڈہ کو اپنا دارالقرار بنایا۔ سلطان قلی قطب شاہ اول نے قلعہ میں اور عمارتوں کا اضافہ کر کے اس کو محمد نگر کے نام سے موسوم کیا۔ پھر سلطان ابراہیم قطبشاہ رابع نے گچ اور پتھر سے اسکا حصار تعمیر کرایا۔ اس قلعہ کی جنوبی سمت سے شہزادہ محمد اعظم کی فوج کے حملہ کے بعد اسطرف بنظر استحکام موسیٰ برج بنوایا گیا قلعہ کا ارتفاع چار سو فٹ اور حصار قلعہ کا طول چار میل ہے جس پر نصف دائرہ نما (۸۷) برج پچاس سے ساٹھ فٹ تک مرتفع بنے ہیں۔ دیوار حصار کے بعض پتھر ایک ایک ٹن وزنی ہیں۔ قلعہ کے آٹھ دروازہ حسب ذیل ہیں :—

(۱) فتح دروازہ (۲) مکہ دروازہ (۳) پٹنچرو دروازہ (۴) بنجارہ دروازہ (۵) جمال دروازہ (۶) موتی دروازہ (۷) بہمنی دروازہ (۸) نیا قلعہ دروازہ۔ فی الحال صرف نمبر ۲ و ۴ و ۵ زیر استعمال ہیں۔ فتح دروازہ سے مغلیہ فوج قلعہ میں داخل ہوئی تھی۔ اور اس دروازہ کا یہ نام بادشاہ اورنگ زیب کا رکھا ہوا ہے، فصیل قلعہ کے باہر (۵۰) فٹ عریض ایک گہری خندق ہے اور قلعہ میں داخلہ کا صدر دروازہ اس وقت فتح دروازہ ہے جس کے اندر محلات شاہی امراء وفوج کی قیام گاہیں۔ مساجد۔ مندر مادنا۔ باروت کے کوٹھے۔ سلاح خانے بازار وغیرہ منہدم حالت میں موجود ہیں۔ اور قلعہ کے اندر زراعت بھی ہوتی تھی۔ اس قلعہ میں اتنی وسعت ہے کہ خطرہ کے زمانہ میں بلدہ کی آبادی کا غالب حصہ اسی کے اندر قیام پذیر ہوتا تھا۔ فی الحال قلعہ میں

جامع مسجد مندر[عہ] مادنا بالاحصار اور دو منزلہ شاہی بارہ دری محفوظ حالت میں ہیں۔ اسی بارہ دری کے ایک گوشہ میں غار نما راستہ ہے جس کی نسبت مشہور ہے کہ یہاں سے گوشہ محل تک جس کی مسافت ۵ میل ہے شاہی آمد و رفت خاص مواقع پر اسی راستہ سے ہوتی تھی۔ قلعہ کی چڑھائی پر چھوٹی سی مسجد سلطان ابراہیم قطبشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ حال میں سر رشتہ آثار قدیمہ کی جانب سے اس کی مرمت کرادی گئی ہے۔ قلعہ کے شمال میں سوا میل کے فاصلہ پر شولاپور کے قدیم راستہ پر چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں واقع ہیں آخری محاصرہ گولکنڈہ کے موقعہ پر بادشاہ اورنگ زیب کا کیمپ اسی مقام پر تھا۔ پٹنچرو دروازہ سے ایک ہزار قدم کے فاصلہ پر شاہان قطبیہ کے مقابر واقع ہیں۔ قلعہ میں اس وقت تک افواج باقاعدہ سرکار عالی کے سپاہی اور افسر رہتے ہیں۔

قلعہ کے متصل حضرت حسین شاہ ولیؒ کی درگاہ ہے۔ جنہوں نے سنہ ۹۷۰ھ [۱۵۶۲ء] میں حسین ساگر بنوایا تھا اور سلطان ابراہیم قطب شاہ کے داماد تھے۔ آپ کا وصال ۱۴ جمادی الثانی سنہ ۱۰۳۰ھ [۱۶۲۰ء] کو سلطان عبداللہ کے عہد میں ہوا۔ چنانچہ موجودہ گنبد اور مسجد اسی بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔

عہ یہ مندر غالباً راجگان ورنگل کے عہد کا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ مادنا چونکہ قطبشاہی بادشاہوں کا ایک با اقتدار وزیر تھا اس لئے اس کے نام سے بعد میں مشہور ہو گیا۔ چونکہ بادشاہ قلعہ میں فروکش رہتے تھے اسلئے ہندو شیران سلطنت کی پرستش گاہ کے طور پر یہ کام آتا تھا۔ یہ دیول اسلامی بادشاہوں کے رواداری کی ایک نہایت روشن نظیر ہے کہ انہوں نے باوجود اختلاف عقیدہ نہ صرف اپنی فرودگاہ میں بلکہ مسجد شاہی سے اس قدر قریب اس صنم خانہ کے بقاء کو جائز رکھا۔

کتبہ جامع مسجد
قلعہ گولکنڈہ

کتبہ مزار
سلطان قلی
قطب شاہ اول
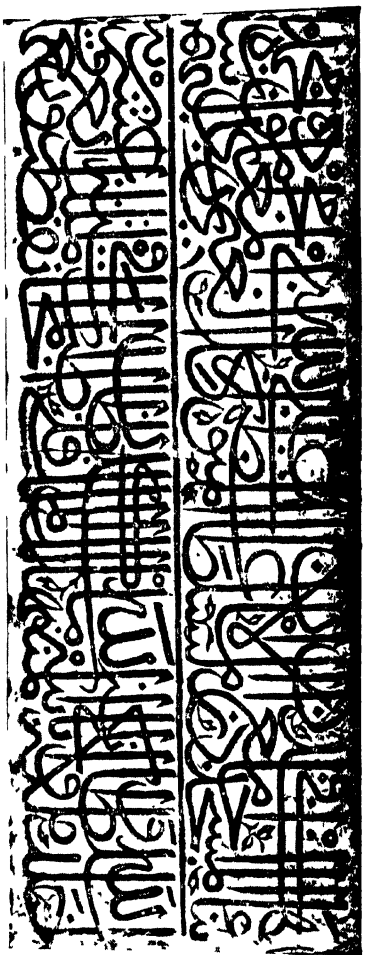
نمبر ۴۲ الف - جامع مسجد قلعہ (مسجد صفا)

ب - نزد بالائے حصار

ج - صرف خاص مبارک -

د - قسم اول ج

ھ - ۹۲۴ھ (۱۵۱۸ء)

و - جامع مسجد کے دروازہ پر کتبہ ذیل بخط نسخ وبطرز طغریٰ سنگِ سیاہ پر نصب ہے اس کا طول ۲ فٹ ۱۰ انچہ اور عرض ۳ انچہ ہے -

(۱) بناء ہذا المسجد الجامع فی زمان السّلطان الاعظم المتوکّل علی اللہ الغنی ابی المغازی محمود شاہ ابن محمد شاہ البہمنی -

(۲) خلد اللہ ملکہٗ وسلطانہٗ وبانیۃ المبتھل الی اللہ مالک الملک سلطان قلی المخاطب بقطب الملک فی سنہ اربع وعشرین وتسعمایتہ -

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - اس جامع مسجد کو سلطان قلی قطب الملک نے ۹۲۴ھ میں اس وقت تعمیر کرایا تھا جبکہ وہ ہنوز بہمنی صوبہ دار تلنگانہ کی حیثیت سے گولکنڈہ میں سکونت پذیر تھے - اس مسجد میں ایک بڑا دالان چار دروں اور پانچ کمانوں پر منقسم ہے -

اسی مسجد میں اس کی تعمیر سے ۲۵ سال بعد ولیعہد یار قلی جمشید کے اشارہ سے میر محمد ہمدانی قلعدار نے سلطان قلی کو بحالت سجدہ شہید کیا تھا -

———(۵)———

نمبر ۴۳ الف ۔ گنبد سُلطان قلی قطبشاہ اول ۔

ب ۔ پٹنچرو دروازہ سے ایک ہزار قدم کے فاصلہ پر محصور احاطہ میں شاہان گولکنڈہ کے گنبد واقع ہیں ۔ فی الحال یہ مقام گنبدوں کے نام سے مشہور ہے ۔

ج ۔ صرف خاص مبارک ۔

د ۔ قسم اول ج ۔

ہ ۔ سنہ ۹۵۰ھ (سنہ ۱۵۴۳ء)

و ۔ کتبہ ذیل مصفا سنگ سیاہ کی لحد پر خوشخط نسخ میں بطرز توقیع کندہ ہے ۔

۱ ۔ صدق اللہ العظیم و صدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذلک من الشاہدین والحمد للہ رب العالمین ۔

۲ ۔ اللہم صل علی المصطفٰے محمد والمرتضیٰ علی والبتول فاطمہ والسبطین الحسن والحسین وصل علی زین العباد علیؑ والباقر محمد والصادق جعفر والکاظم موسیٰ والرضا علی والتقی محمد والنقی علی والزکی العسکری الحسن وصل علی الحجۃ القائم الخلف الصالح الامام الہمام المنتظر المظفر محمد المہدی صاحب الزمان وخلیفۃ الرحمٰن ومظہر الایمان وسید الانس والجان صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین ۔ فی سنہ ۹۵۰ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

۳ ۔ آیۃ الکرسی ۔

۴ ۔ عبارت ذیل لحد کے پائنتی کندہ ہے ۔

(۱) انتقل صاحب ہذہ الروضۃ الرضیۃ وہو الملک المغفور

(۲) السعید الشہید الغازی لوجہ اللہ والمجاہد فی سبیل اللہ الملک سلطان قلی

(۳) المخاطب بہ قطب الملک المشہور بہ بڑےؔ ملک انار اللہ برہانہ الی جوار رحمۃ اللہ فی یوم الاثنین ثانی شہر جمادی الثانیہ فی سنہ ۹۵۰ھ

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - تاریخ قطب شاہی سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان قلی نے ننانوے برس کے سن میں رحلت کی اس طرح ان کا سنہ ولادت سنہ ۸۴۹ھ ہونا چاہیئے اگرچہ ان کی ولادت کا سنہ کسی تاریخ میں مندرج نہیں ہے سنہ ۹۲۴ھ/۱۵۱۸ء میں سلطان محمد شاہ بہمنی کی وفات کے بعد اسی سنہ میں سلطان قلی نے شاہی کا لقب اختیار کیا اور یہی ان کا سنہ جلوس ہے۔

سلطان قلی اصلاً ”قرا یوسف“ ترکمانوں کے خاندان سے تھے۔ ان کی پیدائش سعد آباد ہمدان میں واقع ہوئی تھی۔ جب یہ ایران سے دکن آئے تو سلطان محمد شاہ بہمنی کے دربار میں ان کی خاطر خواہ قدر ہوئی۔ بہادری اور شاہی وفاداری کے صلہ میں محمد شاہ بہمنی نے ان کو قطب الملک کا خطاب دیکر تلنگانہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔ خود مختاری کے اعلان کے بعد سلطان قلی کے حدود مملکت شمال میں رود گوداوری تک مشرق میں اوڑیسہ اور ساحل سمندر تک اور جنوب میں رود کرشنا تک تھے۔ سلطان قلی تعمیرات کے بھی شائق تھے۔ انہوں نے قلعہ محمد نگر کی تعمیر کے علاوہ گولکنڈہ میں ایک شہر بسایا تھا جو خوش وضع عمارات سے معمور تھا۔ فن تعمیر میں یہ اس طرز کے موجد تھے جس کو ”قطبشاہی طرز تعمیر“ کہا جاتا ہے جو ایرانی ہندو اور پٹھان طرز تعمیر کا مجموعہ ہے۔

؂ ایپی گرافیا انڈو مسلیکا سنہ ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ (۲۷) بڑے ملک لکھا گیا ہے جو لفظ کتبہ میں استعمال ہوا ہے، وہ بڑملک ہے ۱۲

جب ان کا سن نناوے برس کا ہوا اور ولیعہد یار قلی جمشید اپنے باپ کی مدت سلطنت کے طول سے عاجز آ گیا تو یکشنبہ ۲ جمادی الثانی ۹۵۰ھ ۱۵۴۳ع کو جبکہ بادشاہ قلعہ کی جامع مسجد میں سجدہ کے لئے جھک رہا تھا اس نے میر محمد ہمدانی قلعدار کے ذریعہ سے سلطان قلی کا سر قلم کرا دیا۔ ان کی تاریخ وفات "فیاض ہند" ہے اور قطعہ ذیل سے بھی تاریخ وفات برآمد ہوتی ہے ؎

قطبشاہ جہاں چو از تقدیر ۹۵۰ — از جہاں جست سوئی جنت راہ

معدن جود قطب شاہنشاہ — گو ابو الفضل سال وصلش نیز

۹۵۰ھ ۹۵۰ھ

سلطان قلی قطبشاہ اول نے اس گنبد کو جس میں وہ مدفون ہیں اسی غرض سے اپنی زندگی ہی میں تعمیر کرا لیا تھا۔ یہ مقبرہ ایک مربع چبوترہ پر بنا ہوا ہے جس کا ہر ضلع ۱۰۰ فٹ ہے اندر سے دیواریں ہشت پہل ہیں اور کمرہ کا ہر ضلع ۳۰ فٹ ونٔ انچ ہے جس کے اوپر مدور گنبد بنا ہے اور باہر چبوترہ کی مناسبت سے عمارت مربع معلوم ہوتی ہے۔ دیوار کا ارتفاع ۲۰ فٹ ہے۔ مندرجہ صدر کتبہ (۴) میں لفظ "شہید" سے ۹۵۰ھ کے اس تاریخی واقعہ کی تصدیق ہوتی ہے جو جامع مسجد قلعہ میں گزرا تھا۔ اس کتبہ میں بڑ ملک یعنی بڑے بادشاہ کا لقب بھی دیا ہے جو معاصر تاریخوں میں کہیں مذکور نہیں ہے۔ اس گنبد کے اندر تین قبور ہیں اور بیرونی چبوترہ پر ۲۱ قبور سنگ سیاہ کی ہیں لیکن ان پر کوئی کتبہ نہیں ہے۔

شاہان گولکنڈہ کے ان مقبروں کو اس لحاظ سے خاص امتیاز حاصل تھا کہ تمام مقبرے اس قدر متبرک خیال کئے جاتے تھے کہ جب کوئی مجرم ان میں داخل ہوتا تھا تو خواہ اس سے کیسا ہی جرم سرزد ہوا ہو معاف کر دیا جاتا تھا۔

قطب شاہی زمانے میں یہ گنبد فرش و فانوس سے ہر وقت آراستہ رہتے تھے ہر قبر کے سرھانے متعدد کلام مجید رحلوں پر رکھے رہتے تھے۔ اور قرآن خوان و مجاور بھی معین تھے بادشاہوں کی گنبدوں کے کلس پر بطور نشان امتیاز کے ہلال نصب ہوتا تھا۔ اور خواجہ سراؤں وغیرہ کے مقابر پست تر بنائے جاتے تھے۔ اُس زمانہ میں ان گنبدوں کے اندر ہر کس و ناکس کا گزر بھی دشواری کے ساتھ ہوتا تھا۔ یہاں گھڑیال نواز بھی متعین تھے۔ سالہائے سال کی کس مپرسی کے باعث ان مقابر کی حالت ابتر ہوگئی تھی اسلئے سر سالار جنگ بہادر مختار الملک اول نے ان کے اطراف حصار بنوا کر گنبدوں کی صفائی اور مرمت بھی کرا دی اس کے بعد سے آج تک علاقہ صرفخاص مبارک سے ان مقابر کی کماحقہٗ نگہداشت ہوتی ہے اور ایک معقول عملہ باغ اور روشوں کی درستی میں مصروف رہتا ہے۔ قطبشاہی زمانے میں یہ مقام لنگر فیض اثر کے نام سے موسوم تھا اور یہاں چار بجے شام کو روزانہ فقراء و مساکین کو کھانا تقسیم ہوتا تھا۔ لنگر فیض اثر کو سلطان قلی نے اپنی زندگی میں تعمیر کرایا تھا۔

نمبر ۴۴ الف۔ حمام (جدید)

ب - محاذی گنبد سلطان محمد قلی قطبشاہ خامس

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم سوم ج

ھ - عہد سلطان قلی قطبشاہ اول

و - کوئی کتبہ نہیں ہے (بلکہ مختلف مقامات سے

چند شکستہ کتبے یہاں محفوظ کر دئے گئے ہیں)

ز ۔ مرمت طلب ہے ۔

ح ۔ لائق تحفظ نہیں ہے ۔

ط ۔ اس حمام کو سلطان قلی اول نے سلاطین قطبشاہیہ کے غسل و کفن کے لئے تعمیر کرایا تھا ۔ جو کئی درجوں پر مشتمل ہے اور خاص اہتمام سے بنوایا ہوا معلوم ہوتا ہے یہ قدیم ایرانی وضع کے حماموں کا عمدہ نمونہ ہے غسل کے لئے سرد پانی کے متعدد خزینے (حوض) اور تکفین کے چبوتروں پر خوش وضع موزائیک بنے ہوئے ہیں جن میں گچ کے نلوں کے ذریعہ سے پانی پہنچانے کے آثار جا بجا نظر آتے ہیں ۔ بادشاہوں اور شاہی خاندان کی نعشیں قلعہ کے بنجارہ دروازہ سے باہر نکال کر اسی حمام میں پہنچائی جاتی تھیں جہاں سے تزک و احتشام کے ساتھ مرقد تک لیجاتے تھے ۔

نمبر ۴۵　الف ۔ گنبد جمشید قلی قطبشاہ ثانی (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ب ۔ نزد گنبد سلطان قلی قطبشاہ اول

ج ۔ صرف خاص مبارک

د ۔ قسم اول ج

ھ ۔ ۹۵۷ھ (۱۵۵۰ء)

و ۔ کوئی کتبہ نہیں ہے ۔

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے ۔

ط ۔ جمشید قلی قطبشاہ کی تاریخ ولادت معلوم نہ ہو سکی

لیکن یہ ۹۵۰ھ (۱۵۴۳ء) میں تخت نشین ہوئے اور سات برس حکومت کرنے کے بعد ۹۵۷ھ (۱۵۵۰ء) میں بعارضہ سرطان انتقال کیا۔ یہ سلطان قلی کے دوسرے فرزند ہیں۔ پہلا حیدر قلی باپ کی زندگی میں مرچکا تھا دوسرا خود جمشید تھا تیسرا عبدالکریم بھی باپ کے سامنے فوت ہوچکا تھا۔ اور چوتھے بھائی قطب الدین کی جسکو بادشاہ نے ولیعہد مقرر کیا تھا انہوں نے آنکھیں نکلوادیں پانچواں دولت خاں عرف دیوانہ ملک فاتر العقل تھا۔ چھٹا ابراہیم قطبشاہ تھا

جمشید میں جرأت اور تدبر کے صفات بدرجہ کمال موجود تھے جس کا اظہار علی برید۔ ابراہیم عادل شاہ اور برہان نظام شاہ کے معرکوں میں کئی مرتبہ ہوا۔ چنانچہ ابتداء میں ان تینوں بادشاہوں سے برسرپیکار ہوکر بالآخر تینوں میں تفرقہ ڈالدیا اور پھر خود ہی حکم بنکر علی برید کو عادل شاہی قید سے چھڑاکر بیدر کا تخت حوالہ کیا جس سے وہ عمر بھر جمشید کا بندۂ بے دام بنا رہا۔ جمشید کی گنبد میں اور دو قبور بھی ہیں لیکن کسی پر کوئی کتبہ نہیں ہے اس کی لحد سنگ سیاہ کی نہونے اور اس کی وضع بھی خاندانی قبروں سے کسی قدر مختلف ہونیکی باعث بعض لوگوں کو اس گنبد کے جمشید کی ہونے میں کلام رہا ہے لیکن باپ کے پہلو میں اس اہتمام کا گنبد اس کے جانشین ہی کا ہوسکتا ہے۔ قطعہ ذیل سے جمشید شاہ کا سنہ وفات برآمد ہوتا ہے

شہ جمشید جم دولت شہ دھر — زدنیا بردرخت خود بجنت
وصال پاک او میر بہشت است — دگر قطب الحسن میر ولایت
۹۵۷ھ — ۹۵۷ھ
(۱۵۵۰ء)

نمبر ۴۶ الف ۔ گنبد سبحان قلی قطبشاہ ثالث

ب ۔ سلطان قلی اور جمشید قلی کی گنبدوں کے وسط میں واقع ہے ۔

ج ۔ صرف خاص مبارک

د ۔ قسم اول ج

ھ ۔ صحیح سنہ وفات نامعلوم ہے ۔

و ۔ کوئی کتبہ نہیں ہے ۔

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے ۔

ط ۔ جمشید قلی قطب شاہ کی وفات کے بعد امرائے قطبشاہیہ نے اس کے ہفت سالہ لڑکے سبحان قلی کو ۹۵۷ھ میں تخت نشین کر دیا اور سیف خاں عین الملک وکیل السلطنۃ مقرر ہوئے لیکن سیف خاں کی زیادتیوں سے امراء نے عاجز ہو کر سلطان قلی کے چھوٹے فرزند شہزادہ ابراہیم کو جو جمشید کے جلوس کے بعد وجیانگر میں رام راج کے پاس فرار ہو گیا تھا۔ حیدر آباد آنے کی دعوت دی اور نایک واڑیوں کی امداد سے وہ گولکنڈہ میں ۱۲ رجب ۹۵۷ھ (۱۵۵۰ء) کو تخت نشیں ہوا۔ تاریخوں سے اس امر کا پتہ نہیں چلتا ہے کہ ابراہیم کے تخت نشین ہونے کے بعد سبحان قلی کا کیا حشر ہوا اور اس کی وفات کب اور کہاں واقع ہوئی لیکن سلطان قلی اور جمشید قلی کی گنبدوں کے مابین ایک گنبد " چھوٹے ملک کی گنبد " کے نام سے مشہور ہے جو سبحان قلی کی کہی جاتی ہے لیکن اسپر کوئی کتبہ نہیں ہے ۔

نمبر ۴۷ الف - مکہ دروازہ
ب - گولکنڈہ
ج - صرف خاص مبارک۔
د - قسم دوم ج
ھ - ۹۶۷ھ (۱۵۵۹ء) عہد سلطان ابراہیم قطبشاہ
و - مکہ دروازہ کے روکار پر خط نسخ میں بطرز طغریٰ

کتبہ ذیل نصب ہے۔ حروف کا قد بڑا ہونے کے باوجود تحریر کی شیرینی اور مشاقی میں کوئی فرق نہیں آیا ہے۔ کتبہ ۴۶ فٹ ۲ انچہ طویل اور ا فٹ ۶½ انچہ عریض ہے۔

بسم اللہ الذی جعل کلمۃ توحیدہ حصنا حصینا و اصابنا فتح ابوابہ بالرحمتہ فمن دخلہ کان امنا و الصلوٰۃ علی المصطفیٰ الذی تمت بہ حصون النبوہ وشعابہا وہو مدینۃ العلم وعلی بابہا وعلی آلہ التی ارتفعت بہم بروج الولایۃ والامامۃ واصحابہ الخازنین لخصال الصدق والسلامۃ وبعد فہذا منعہ درب الدولۃ وحصن السعادۃ قد نبی فی ایام خلافۃ اعظم السلاطین اکرم الخواقین قہرمان الماء والطین فاتح ابواب البرکۃ علی العالمین رافع بناء شریعۃ سید المرسلین معمار الدولۃ والدین ظل اللہ فی الارضین سمی خلیل اللہ ہمایون اعظم قطب شاہ لازال حصون دولتہ محفوظۃ عن التزلزل وبروج خلافتہ عن وصمۃ التغیر والتبدل بمساعی جمیلہ رکن دولتہ القاہرۃ وعماد سلطنتہ الباہرۃ جامع الکتب ومفرق الکتایب الذی اؤل حسبا ونسبا الی مظہر العجایب المسمیٰ فی البین بجمال الدین حسین

عہ ایپی گرافیا ۱۴-۱۹۱۳ء صفحہ ۴۸ میں لفظ (منہ) محذوف ہے ۱۲

والمخاطب لعلو الشان بمصطفےٰ خان شکر اللہ مساعیہ ویسّر دواعیہ فی شہور سنہ ۹۶۷ھ
کتبہ محمد اصفہانی (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے۔

ط ۔ مکہ دروازہ قلعہ گولکنڈہ کے آٹھ دروازوں میں سے ایک ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس کا رُخ مکہ معظمہ کی جانب ہے۔ یہ دروازہ نہایت بلند و مستحکم ہے۔ مضبوط ساگون کے تختوں پر خاردار فولاد کی کیلیں ہاتھیوں کے حملہ سے حفاظت کی نظر سے نصب ہیں۔ کتبہ میں سلطان ابراہیم کے نام کی جانب لفظ خلیل اللہ سے اشارہ کیا گیا ہے۔ گولکنڈہ کی فصیل اور دروازے خان اعظم مصطفےٰ خاں کے اہتمام سے بصرفہ بیس لاکھ روپیہ آٹھ ہزار گز کے دَور میں نوماہ کی مدت میں طیار ہوئے تھے۔

نمبر ۴۸ الف ۔ گنبد سلطان ابراہیم قلی قطبشاہ رابع

ب ۔ مقابر گولکنڈہ ۔

ج ۔ صرف خاص مبارک

د ۔ قسم اول ج

ھ ۔ سنہ ۹۸۸ھ (سنہ ۱۵۸۰ء)

و ۔ لحد مصفا سنگ سیاہ کی ۹ فٹ ۴ انچ طویل اور ۶ فٹ ۲ انچ عریض ہے جس پر بخط ثلث عبارت ذیل کندہ ہے۔

(۱) سرھانے اور پائنتی یہ عبارت کندہ ہے۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

قد انتقل ساکن ہذہ الحضیرۃ العلیۃ العالیۃ وہو السلطان

کتبہ مزار سلطان ابراھیم قطبشاہ

المغفور والخاقان المرحوم المبرور المکسو
بحلل رضوان الملک الآلہ السلطان ابراہیم قطبشاہ
انار اللہ برہانہ واسکنہ مع اولیائہ جنانہ الی جوار
رحمۃ اللہ یوم الخمیس الحادی والعشرین
من شہر ربیع الثانی سنہ ثمان وثمانین وتسع مائۃ من الہجرۃ النبویہ

(۲) لحد کے بالائی حصّہ پر عبارت ذیل کندہ ہے۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو والملائکۃ واولو العلم قائماً بالقسط لا الٰہ الا ہو العزیز الحکیم فی سنہ ۹۸۸ھ۔

(۳) پہلوئے راست۔

صدق اللہ العظیم وصدق رسولہ النبی الکریم ونحن علی ذالک من الشاہدین والحمد للہ رب العالمین۔

(۴) پہلوئے چپ

نادعلیاً مظہر العجائب تجدہ عوناً لک فی النواب کل ہم وغم سینجلی بولایتک یا علی یا علی یا علی قال محمد نبی الکونین المومن حی فی الدارین المومنون لا یموتون بل ینتقلون من دار الی دار۔

س ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے۔

ط ۔ سبحان کی چند ماہہ حکومت کے بعد نایک واڑیوں کی امداد سے سلطان ابراہیم قلی پسر سلطان قلی قطب شاہ تخت نشین ہوئے تھے جس کے بعد بطور اعتراف شکرگزاری راجہ جگدیو راؤ کو جو نایک واڑیوں کا سرخیل تھا۔ ابراہیم نے اپنا وزیر مقرر کیا مگر جگدیو راؤ کی طبیعت سازشی

واقع ہونے کی وجہ سے اس نے ابراہیم قطبشاہ کو تخت سے اتار کر اس کے بھائی دولت خاں عرف دیوانہ ملک کو جو قلعہ بھونگیر میں نظر بند تھا۔ تخت نشین کرانیکا منصوبہ باندھا اس کی اطلاع عین وقت ابراہیم کو ہوگئی اس لئے جگدیوراؤ برھان عماد شاہ کے پاس برار بھاگ گیا اور وہاں سے رام راج کے پاس وجیانگر پہنچا جس کے بعد ابراہیم نے بشمول شاہان بیجاپور و احمدنگر بمقام تالیکوٹہ ایک عظیم الشان جنگ میں وجیانگر کی فوج کو شکست فاحش دی جس میں خود رام راج کام آیا۔ اس کے بعد شتاب خاں افسر فوج ابراہیم قطب شاہ نے ورنگل کو فتح کر کے سلطنت گولکنڈہ میں شامل کیا۔ سلطان ابراہیم امور سلطنت میں بڑا بیدار مغز اور مدبر بادشاہ گزرا ہے۔ اس کے عہد میں مساجد و کاروانسرائے شفاخانے اور تالاب بکثرت تعمیر ہوئے۔ قلعہ گولکنڈہ کو مستحکم کرنے کے علاوہ اس میں اکثر محل اور باغ بنوائے عظیم الشان لنگر حوض اسی بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے۔

محمد اصفہانی اسمعیل بن عرب شیرازی اور تقی الدین محمد صالح بحرینی اس عہد کے تین مشہور خطاط تھے۔ قطبشاہی عمارات و مقابر پر کتبات بیشتر انہیں خطاطوں کے کندہ کئے ہوئے ہیں اور ان کاتبوں نے خطوط نسخ و ثلث و نستعلیق و طرز توقیع و طغریٰ کے بےنظیر نمونے حیدرآباد میں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ اس بادشاہ کے زمانہ میں گولکنڈہ ترکی ایرانی و عرب تجار کا مرکز بنا ہوا تھا۔ گولکنڈہ کا کٹورہ حوض۔ لنگر دروازہ ابراہیم پٹن کا شہر اور تالاب

عـــہ ملا عرب خوشنویس شیرازی کتابخانہ عامرہ کے خوشنویس تھے۔ زود نویسی کا یہ حال تھا کہ روزانہ ہزار ڈیڑھ ہزار ابیات لکھ لیتے تھے۔ ان کو قطعہ نویسی دکتابہ نویسی میں بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ (حدیقۃ السلاطین)

ددم مزار سہراب ، نمبر ۱۱ منڈی دیہر (۱)

نمبر (٦)
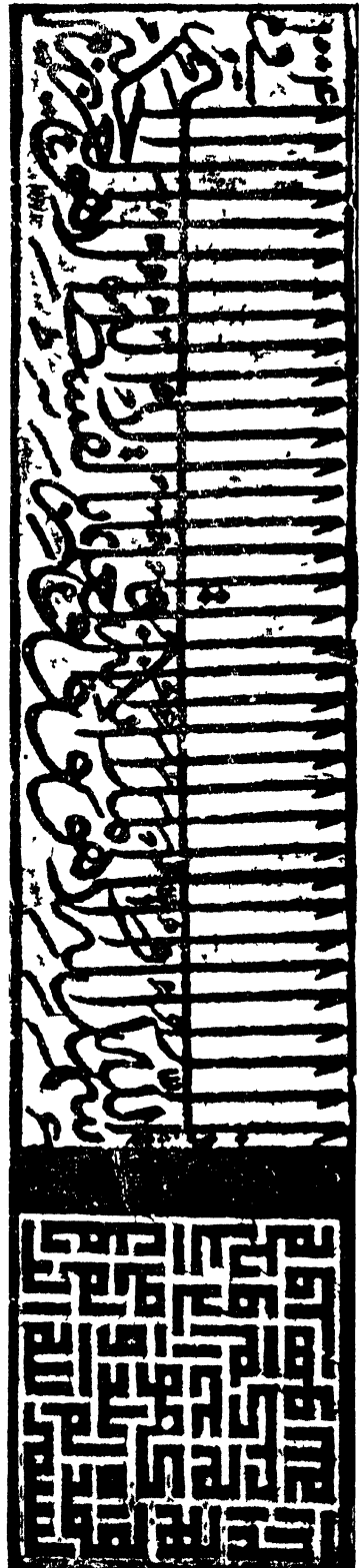
اسی بادشاہ سے منسوب ہے۔ ۳۰ سال تک سلطنت کرنے کے بعد ابراہیم نے ۹۸۸ھ میں انتقال کیا۔ اس بادشاہ کا گنبد سلطان قلی کے گنبد سے بڑا ہے اور اس پر کاشی کی اینٹوں کے علامات اس وقت تک پائے جاتے ہیں۔ گنبد جس چبوترہ پر واقع ہے اس کا ہر ضلع ۷۱ فٹ ہے۔ گنبد کے اندر دو قبور اور بیرونی چبوترہ پر ۱۶ قبور سنگ سیاہ کی ہیں جن پر کوئی کتبہ نہیں ہے قطعہ ذیل سے ابراہیم کا سنہ وفات برآمد ہوتا ہے ؎

چون ز دنیا سوئے عقبیٰ رخت بست　　شاہ ابراہیم شاہِ اہل جاہ

سالِ وصل اوست فیاض زمان　　نیز زیبا تاج ابراہیم شاہ

سنہ ۹۸۸ھ　　سنہ ۹۸۸ھ ۱۵۸۰ء

نمبر ۴۹ الف۔ مقبرۂ شہزادہ مرزا محمدؐ امین

ب ۔ ابراہیم قطبشاہ کے چبوترہ پر یہ گنبد واقع ہے۔

ج ۔ صرفخاص مبارک۔

د ۔ قسم اول ج

ھ ۔ سنہ ۱۰۰۴ھ (سنہ ۱۵۹۶ء)

و ۔ لوح مزار کے بالائی حصہ پر تسمیہ وسورۂ اخلاص بخط کوفی لکھا ہے (گولکنڈہ میں خط کوفی کا یہی ایک کتبہ ہے) اس کے بعد ثلث خط میں بطرز توقیع کندہ ہے۔ شهد الله انه لا اله الا هو والملائكة واولو العلم قائماً بالقسط لا اله الا هو العزيز الحكيم في ۱۰۰۴ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

(۲) ایک پہلو پر بخط ثلث حسب ذیل نظم کندہ ہے (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

یا قاہرا بالمنایا کل جبار　　بنور وجہک اعتقنی من النار

الیک اسلمنی من کان یعضدنی	من اہل ودّی و اصحابی و انصار
فی قعر مظلمۃ قفراء موحشۃ	فرداً غریباً وحیداً تحت احجار
اسیت ضیفک یاذا الجود مرتہنا	وانت اکرم منزول بہ قار
فاجعل قرای بفضل منک مغفرۃ	انجوالیک بہا یا خیر غفار
ان الملوک اذا شابت عبیدہم	فی رقہم اعتقوہم عتق ابرار
وانت یا سیّدی اولیہم کرما	قد شبت فی الرق فاعتقنی من النار

(۳) دوسرے پہلو میں نادعلی کندہ ہے۔

(۴) تیسرے پہلو میں سورہ (۳) آیۃ (۲۵۶) کندہ ہے (قرآن مجید)

(۵) چوتھے پہلو میں درود شریف

(۶) سرھانے اور پائین میں بخط نسخ عبارتِ ذیل کندہ ہے۔

قد اتفق ارتحال المغفور المبرور ذی
المناقب العلیہ والمفاخر السلطانیہ
میرزا محمد امین ابن السلطان ابراہیم قطبشاہ
اکساہ اللہ حلل المغفرۃ والرضوان فی
یوم الاحد الخامس والعشرین
من شہر شعبان المعظم سنۃ ۱۰۰۴ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - شہزادہ میرزا محمد امین سلطان ابراہیم قطب شاہ کے

عہ ایپی گرافیا ۱۶-۱۹۱۵ء صفحہ (۳۰) اعتقوہم کا الف متروک کردیا گیا ہے ۱۲

کتبہ مزار محمد ولی وطنساہ حامس

کتبہ مزار شہزادہ مید
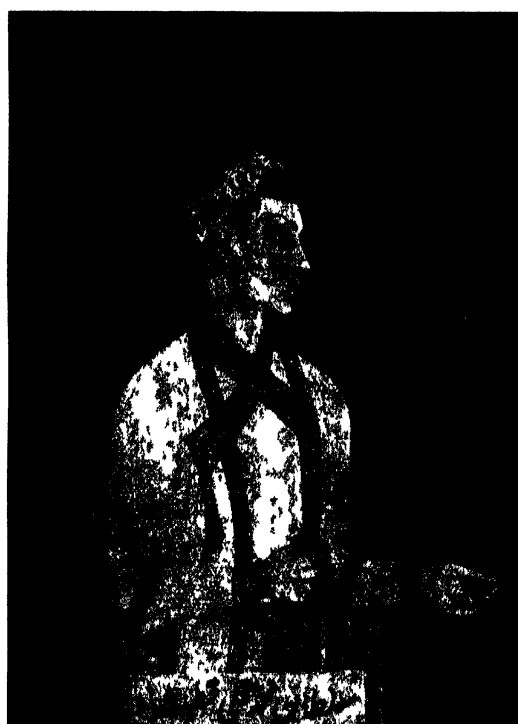
چھٹے فرزند اور سلطان محمد قطب شاہ سادس کے باپ تھے - ان کا چھوٹا گنبد اسی چبوترہ پر واقع ہے جسپر ابراہیم قطب شاہ کا گنبد ہے - محمد امین بہت ذی استعداد اور علم دوست شخص تھے - ان کا انتقال ۲۵ برس کے سن میں ۲۵ اپریل سنہ ۹۶ھ بہ ۱۵۹۰ء کو ہوا اس گنبد میں اور دو قبور ہیں جن پر کوئی کتبہ نہیں ہے -

نمبر ۵ الف - گنبد سلطان محمد قلی قطبشاہ خامس

ب - مقابر شاہان قطبیہ (گولکنڈہ)

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم اول ج

ھ - سنہ ۱۰۲۰ھ سنہ ۱۶۰۲ء

و - لحد مصفا سنگ سیاہ کی ہے جس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقا حقا اور سورہ (۳) کی سولھویں آیت اور آیۃ الکرسی و آیات ۲۸۶ - ۲۵۸ - سورۂ (۲) و سورۂ (۳) آیات ۹۷ - ۱۰۹ - ۱۱۲ ۱۱۴ کندہ ہیں خط نہایت پاکیزہ بطرز توقیع ہے - اس کے بعد حسب ذیل درود شریف کندہ ہے :-

اللھم صل علی المصطفی محمد والمرتضی علی والبتول فاطمہ والسبطین الحسن والحسین وصل علی زین العباد علی والباقر محمد والصادق جعفر والکاظم موسیٰ والرضا علی والتقی محمد والنقی علی والزکی العسکری الحسن وصل علی الحجۃ القائم الخلف الصالح الامام الھمام المنتظر المرتضی محمد بن الحسن صاحب الزمان وقاطع البرہان ومظہر الایمان وسید الانس والجان صلوات اللہ وسلامہ

علیہ و علیہم اجمعین۔
حسب ذیل کتبہ بخط نسخ اور بزبان فارسی کندہ ہے (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)
اعلیحضرت جنت مکانی عرش آشیانی محمد قلی قطبشاہ بن ابراہیم قطبشاہ
انار اللہ برہانہا۔
بتاریخ روز شنبہ ہفتدہم ماہ ذی القعدہ الحرام سنہ ۱۰۲۰ھ عشرین
والف ہجری برحمت حق واصل شد
سن شریفش چہل و نہ سال و مدت سلطنتش سی و یک سال رحمۃ اللہ
تعالیٰ رحمۃ کاملۃ

ز۔ محفوظ حالت میں ہے۔
ح۔ قابل تحفظ ہے۔
ط۔ سلطان محمد قلی قطب شاہ سلطان ابراہیم قطبشاہ
کے فرزند سیوم تھے جو باپ کی وفات پر ۹۸۸ھ / ۱۵۸۰ء میں بعمر پانزدہ سالگی
تخت نشین ہوئے۔ ان کے عہد میں سلطنت قطبشاہیہ عروج پر تھی۔ انہیں
تعمیرات کا بیحد شوق تھا چنانچہ شہر حیدرآباد انہیں کا آباد کیا ہوا ہے۔ چارکمان
چارمینار۔ جامع مسجد بلدہ۔ دارالشفا وغیرہ عمارات اسی بادشاہ کی یادگار ہیں
اس گنبد کو سلطان محمد قلی نے اپنی زندگی ہی میں تیار کرالیا تھا۔ اسی
بادشاہ کے زمانہ میں ایران سے شاہ عباس صفوی کے سفیر حیدرآباد
آئے تھے یہ بہت مخیر بادشاہ تھے اور انہوں نے اکثر محصولات اپنی
رعایا پر معاف کر دئے تھے۔ اکتیس سال تک حکومت کرنے کے

سہ ایپی گرافیا سنہ ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ (۳۱) ہجری کا (ھ) متروک ہے ۱۲

بعد ۴۹ برس کی عمر میں ۱۱ جمادی الثانی ۱۰۲۰ھ میں ان کا انتقال ہوا۔ ان کا گنبد اور چبوترہ تمام مقابر پر بلحاظ رفعت و شان فوقیت رکھتا ہے زمین سے چبوترہ کا ارتفاع ۱۳ فٹ ۶ انچ ہے اور چبوترہ کا ہر ضلع طولاً (۲۰۰) فٹ اور دوسرے چبوترہ کا ہر ضلع ۱۲۶ فٹ ۳ انچ ہے اور مقبرہ کے بیرونی حصہ کا ہر ضلع طولاً (۷۱) فٹ ۳ انچ ہے اور ستونوں کی بلندی ۲۲ فٹ ہے۔ گنبد میں داخلے کے جنوبی اور مشرقی سمت پر دو دروازے ہیں۔ گنبد کے اندر ہر ضلع کا طول ۳۳ فٹ ۳ انچ ہے۔ بادشاہ کی اصلی قبر سرداب میں ہے جہاں جانیکا راستہ اوپر اور نیچے دونوں طرف سے ہے۔ لیکن دیگر سلاطین کی گنبدوں کے سرداب بند ہیں۔ ان کی تاریخ وفات قطعہ ذیل سے برآمد ہوتی ہے۔

محمد رفت چوں از دار فانی وصال آں شہ دیں سال فیاض
ز قطب فضل و فضل عام جستم ۱۰۲۰ دگر بارہ ز عالی جاہ فیاض ۱۰۲۰

اس بادشاہ کو فارسی اور اردو شاعری کا بھی شوق تھا۔ قطب شاہ تخلص کرتے تھے۔ بعض اشعار درج ذیل ہیں۔

ساقی بیار بادہ کہ فصل بہار شد صحن چمن ز آب و ہوا لالہ زار شد
ما اقتدا بشرب مدام تو کردہ ایم پُرکن پیالہ کہ زمان خمار شد
چشم فلک ز رشک مقیمان بزم تو چوں دیدۂ صراحی مے اشکبار شد
ہر جرعۂ ز زہر غضب نوش کردہ ام از دست آں نگار مرا ساز گار شد
بر وعدۂ وصال دلش خوش کن ای حبیب چوں قطبشہ ز ہجر رخت بیقرار شد
از التفات دلبر عالی مقام ما ولہ گردوں زدہ است سکہ شاہی بنام ما
گہے تغافل و گاہے سلام می سوزد ولہ چگویمت کہ دلم را کدام می سوزد
اگرچہ نیست نیبے بہ عدل و داد شاہا را ولہ ازاں زیبندہ تر ماند بہ عاشق از تو بیدادے

تکیہ گہ قطبشاہ چوں دگراں نیست جز کرم دوست تکیہ گاہ ندارد

(تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے حاصل کی گئی ہے)

نمبر ۵۱ الف ۔ مقبرہ محمد بن قطب الدین احمد (جدید)

ب ۔ مقابر گولکنڈہ (مقبرہ حکیمان کے عقب میں واقع ہے)

ج ۔ صرف خاص مبارک

د ۔ قسم دوم ب

ھ ۔ سنہ ۱۰۲۱ھ / ۱۶۱۲ء

و ۔ کتبہ ہذا نصب ہے۔ "محمد بن قطب الدین احمد سنہ ۱۰۲۱"

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے۔

ط ۔ اگرچہ صاحب مزار کی نسبت مزید تفصیل کتبہ سے معلوم نہیں ہوتی ہے۔ لیکن قطب الدین سلطان قلی قطب شاہ کے فرزند چہارم کا نام ہے جس کو جمشید نے جلوس سلطنت کے بعد اندھا کردیا تھا اور ان قطب الدین کا انتقال سنہ ۱۰۲۱ھ / ۱۶۱۲ء میں ہوا تھا۔

نمبر ۵۲ الف ۔ مغربی دیوار قلعہ

ب ۔ قلعہ گولکنڈہ

ج ۔ صرف خاص مبارک

د ۔ قسم دوم ج

ھ ۔ سنہ ۱۰۲۹ھ / ۱۶۱۹ء ۔ سنہ ۱۰۳۸ھ / ۱۶۲۸ء

کتبہ معبری دیوار قلعہ گولکنڈہ

و - یہ کتبہ بخط نسخ و طغری خوشنما دائروں میں کندہ ہے پتھر کا طول ۵ فٹ گیارہ انچ ہے اس میں دو سنہ درج ہیں پہلا سنہ ترمیم معلوم ہوتا ہے اور دوسرا سنہ تنصیب کتبہ۔

۱- اللہ

۲- اللہ محمد علی

اللہ محمد علی مدد سلطان عبداللہ را

۳- اللہ محمد علی

۴- مرمت دیوار قلعہ محمد آنگر در کارکرد سلطان نواب عبداللہ قطبشاہ گشت

۵- ملک یوسف کار گرفتہ ملک نور محمد شہور سنہ تسع و عشرین و الف بتاریخ سلخ ماہ شعبان سنہ ۱۰۳۸ھ۔

۶- ناد علیاً مظہر العجائب تجدہ عونا لک فی النوائب کل ہم و غم سینجلی بولایتک یا علی

۷- لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار

۸- سنہ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - مغلیہ حملوں سے حفاظت کی خاطر وقتاً فوقتاً اس قلعہ کا

عہ ایپی گرافیا ۱۹۴۲-۱۹۴۱ء صفحہ ۵۰ میں (محمد نگر) لکھا گیا ہے ۱۲

عہ ملک یوسف خواجہ سرا سلطان عبداللہ قطب شاہ کی ایام شاہ زادگی سے انکی خدمتگزاری میں حاضر رہا کرتے تھے۔ حدیقۃ السلاطین قطبشاہی۔

استحکام ہوتا رہتا تھا - جس قلعہ کی مغربی دیوار پر یہ کتبہ نصب ہے۔ اس کی ترمیم سلطان محمد قطبشاہ کے عہد میں ان کے فرزند نواب عبداللہ نے کی تھی۔ اس لئے کہ سنہ تسع وعشرین والف سنہ ۱۰۲۹ جو مرمت دیوار قلعہ کا سال ہے اس وقت سلطان محمد قطبشاہ تخت نشین تھے اور سلخ شعبان سنہ ۱۰۳۸ھ میں جبکہ یہ کتبہ نصب ہوا تھا اس وقت سلطان عبداللہ تخت نشین ہو چکے تھے۔

نمبر ۵۳ الف - مقبرۂ خانم آغا

ب - اندرون گنبد سلطان محمد قطبشاہ سادس

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم اول ج

ھ - سنہ ۱۰۳۱ھ / ۱۶۲۱ء - ۱۶۲۲ء

و - کتبات ذیل قبر پر کندہ ہیں

۱ - لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً۔ سورہ ۲ - آیۃ ۱۶ سنہ ۱۰۳۱ھ

۲ - آیۃ الکرسی -

۳ - سورہ ۲ - آیات ۲۸۵ - ۲۸۶ -

۴ - نادعلی -

۵ - سورہ ۹۷ - ۱۰۹ - ۱۱۲ - ۱۱۴ -

۶ - درود شریف

۷ - علیا حضرت خدیجہ مرتبت مریم مکانی بلقیس زمانی صالحہ عفیفہ رابعہ راکعہ ساجدہ صائمہ خانم آغا[۱] (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

---

[۱] ایپی گرافیا سنہ ۱۹۱۵ - ۱۶ء صفحہ (۳۲) میں انکا نام (صائمہ خانم) لکھا گیا ہے حالانکہ کتبہ میں خانم کے بعد (آ) آغا کا مخفف ہے۔ جیسا کہ فی زماننا بمحاورہ فارسی آغا میرزا کو آمیرزا کہتے ہیں اور حدیقۃ السلاطین سے بھی خانم آغا کے اس گنبد میں دفن ہونے کا پتہ ملتا ہے

کتبہ مزار حانم آغا

کتبہ مزار زهرای فاطمہ سلطان

کتبہ مزار انس دلارام

ز - محفوظ حالت میں ہے

ح - لائق تحفظ ہے

ط - خانم آغا کی قبر سنگ سیاہ کی ہے اور سلطان محمد قطبشاہ کے مقبرہ کے اندر واقع ہے یہ اس گنبد میں اپنے فرزند سلطان محمد قطبشاہ کی وفات کے قبل دفن ہو چکی تھیں جو القاب ان کا لکھا ہے اس سے بھی یہی واضح ہوتا ہے کہ یہ قبر بادشاہ کی ماں کے سوا کسی کی نہیں ہو سکتی - مزید تفصیل کے لئے کتبہ نمبر (۱۵) ملاحظہ ہو -

---

نمبر ۴۵ الف - بارہ دری بھاگ متی

ب - قلعہ کی جنوبی سمت واقع ہے -

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم دوم ب

ھ - سنہ ۱۰۳۵ھ / ۱۶۲۵ء

و - کوئی کتبہ نصب نہیں ہے

ز - مرمت طلب ہے

ح - تحفظ غیر ضروری ہے -

ط - قلعہ کے جنوب مغربی سمت یہ بھاگ متی و تارامتی کی خوش وضع بارہ دریاں اور مسجد واقع ہے - یہ دونوں سلطان محمد قطبشاہ کی حرم تھیں اور بھاگ متی کے نام پر بھاگ نگر (حیدر آباد) بسایا گیا - چنانچہ پل کہنہ اور تعمیر حیدر آباد کے ضمن میں اس کا تفصیلی ذکر آچکا ہے اس کے بانی کا انتقال ۱۰۳۵ھ میں ہوا اور یہی سلطان محمد قطب شاہ کا

سنہ وفات ہے۔

نمبر ۵۵ الف - گنبد زہرائی

ب - مقابر شاہان گولکنڈہ

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ج

ہ - سنہ ۱۰۳۵ھ / ۱۶۲۵ء

و - کتبات ذیل قبر پر کندہ ہیں:-

(۱) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً سنہ ۱۰۳۵ھ

(۲) آیۃ الکرسی

(۳) سورہ ۲ - آیۃ ۲۸۵ - ۲۸۶

(۴) نادعلی صغیر - علیا حضرت مریم مکانی خدیجہ مرتبت زہرائے ثانی[ع] فاطمہ سلطان بنت سلطان محمد امین - (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

(۵) سورہ ۹۷ - ۱۰۹ - ۱۱۲ - ۱۱۵ -

(۶) درود شریف

ز - محفوظ حالت میں ہے

ح - لایق تحفظ ہے۔

ع ایپی گرافیا سنہ ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ (۳۳) میں اسکو (زہرابی) لکھا ہے کتبہ میں (ے) بہت صاف پڑھا جاتا ہے جو (بے) سے بالکل مختلف ہے۔ زہرا ے یعنی (زہرا) اسم ہے جو مسلے ہونے کے لئے کافی ہے۔ قطبشاہی عہد میں (بی) یہ نام نہیں ہوتے تھے۔ فی زماننا (بی) (بی بی) کی مسخ شدہ صورت ہے ۱۲

ط - اس گنبد میں جس کے بانی فاطمہ سلطان بنت محمد امین پسر ابراہیم قطبشاہ تھیں کئی قبور ہیں لیکن زہرا کے علاوہ صرف ایک اور قبر پر ناد علی کلمہ طیبہ آیۃ الکرسی اور سورہ ۱ و ۱۱۲ و ۱۱۴ کندہ ہیں اس گنبد کا بالائی حصہ غیر متناسب طور پر بڑا ہے۔

نمبر ۵۶ الف - گنبد سلطان محمد قطبشاہ سادس

ب - مقابر شاہان گولکنڈہ

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم اول ج

ھ - ۱۰۳۵ھ م ۱۶۲۶ء

و - کتبہ ذیل بخط توقیع کندہ ہے۔

۱ - لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً

۲ - شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو والملائکۃ واولوا العلم قائماً بالقسط لا الٰہ الا ہو العزیز الحکیم - فی ۱۰۳۶ (لاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

۳ - آیۃ الکرسی

۴ - سورہ ۲ - آیات ۲۸۵ - ۲۸۶ -

۵ - سورہ ۱۱۴ - ۱۱۲ - ۱۰۹ - ۹۷

۶ - (۱) وفات عالی حضرت جنت مکانی سلطان محمد قطب شاہ ابن[1] میرزا محمد امین ابن[2] ابراہیم قطب شاہ فی

---

[1] و [2] ایپی گرافیا ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ (۳۲) ابن کا (الف) محذوف کر دیا گیا ہے۔

(۲) تاریخ یوم الاربعا سیزدہم ماہ جمادی الاولیٰ ۱۰۳۵ھ ۔ ولادت باسعادتش در ماہ رجب ۱۰۰۱ھ جلوس ہمایونش فی

(۳) ہفدہم ماہ ذی القعد ۱۰۲۰ھ مدت سلطنتش چہاردہ سال وشش ماہ عمر عزیزش سی وچہار سال و دہ ماہ ۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

لوح مزار کے بالائی حصہ پر نمبر (۲) میں ۱۰۳۴ھ یعنی ۱۰۳۶ھ صاف پڑھا جاتا ہے اور نمبر (۶) میں تاریخ وفات ۱۰۳۵ھ کندہ ہے جس سے یہی نتیجہ مستنبط ہوتا ہے کہ ۱۰۳۶ھ لوح مزار کی تعمیر کا سنہ ہے اور (۱۰۳۵) سنہ وفات ہے ۔ چنانچہ حدیقۃ السلاطین قطبشاہی سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ بروز چہارشنبہ ۱۳ جمادی الاول ۱۰۳۵ھ کو سلطان محمد قطب شاہ کا انتقال دولتخانہ عالی (واقع کمان شیر دل) میں قبل ظہر ہوا اور بوقت عصر ان کی نعش کو گولکنڈہ لیجاکر لنگر فیض اثر کے اُس گنبد میں سپرد خاک کیا گیا ۔ جس کو اِس بادشاہ نے خود اپنی زندگی میں اسی غرض سے بنوایا تھا ۔

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے ۔

ح ۔ قابل تحفظ ہے

ط ۔ سلطان محمد قطب شاہ کی ولادت ۲۳ رجب ۱۰۰۱ھ / ۱۵۹۳ء کو واقع ہوئی یہ شہزادہ مرزا محمد امین کے فرزند اور محمد قلی قطب شاہ کے بھتیجے اور داماد تھے ۔ یہ بادشاہ بڑا علم دوست و دیندار گزرا ہے ۔ ان کا وقت بیشتر مذاکر علمیہ اور علمار کی صحبت میں بسر ہوتا تھا ۔ مکہ مسجد انہیں کی بنوائی ہوئی ہے

لہ ایپی گرافیا ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ (۳۲) ۱۰۳۴ھ کو ۱۰۳۵ھ لکھا گیا ہے یہ فرق یاد رکھنے کے قابل ہے کہ ایران میں ۶ کا عدد اسطرح (٦ و ۶) اور مصر و اسلامبول میں ۴ کا عدد اسطرح (٤) لکھتے ہیں ۱۲

کتبۂ مزار محمد وطیبہ سادس نمبر (۱ و ۲)

نمبر (۶)
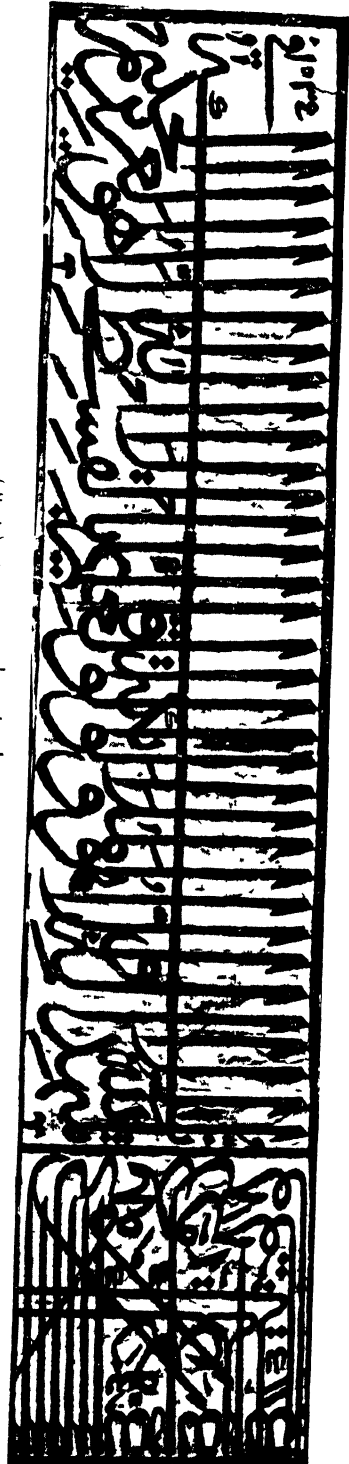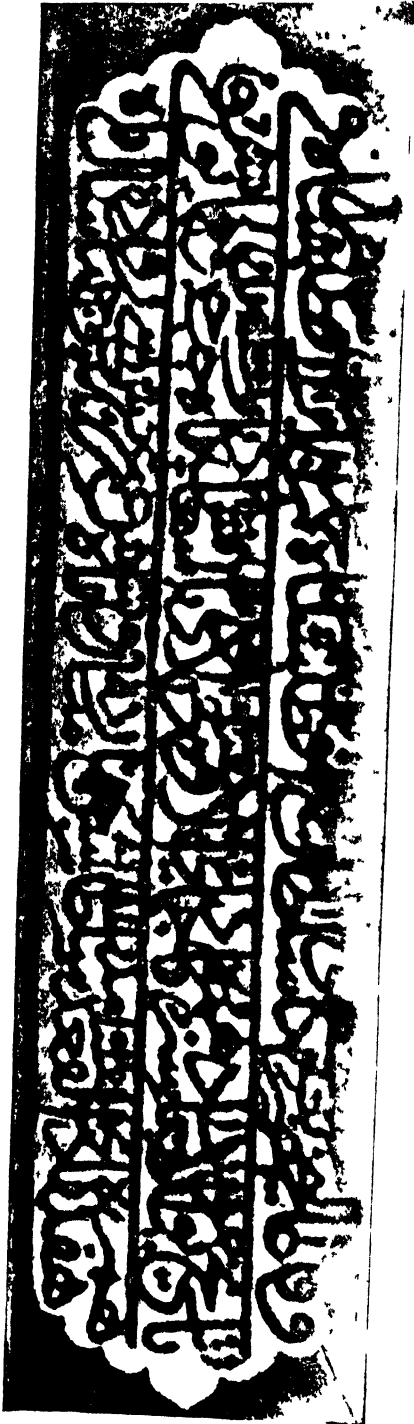
قطبشاہی زمانے کی تاریخیں اسی عہد میں پہلی مرتبہ قلمبند ہوئیں۔ پندرہ سال تک حکومت کرنے کے بعد ۱۰۳۵ھ میں انھوں نے وفات پائی۔ مقبرہ سلطان محمد قلی کے بعد رفعت و شان میں یہ مقبرہ دوسرے درجہ پر ہے اس کے ہر ضلع کا طول ۶۲ فٹ ۴ انچہ اور رواق کا عرض ۹ افٹ ۸ انچہ ہے۔ پہلے اس مقبرہ کے روکار پر کارکاشی کی اینٹیں نصب تھیں جن کے علامات اس وقت تک پائے جاتے ہیں اس گنبد میں علاوہ سلطان محمد قطبشاہ کے اور بھی پانچ قبور ہیں[1] ازآنجملہ دو قبروں کے تعویذ بجلی کے اثر سے شگافتہ ہو گئے ہیں صاحب مزار کے علاوہ صرف دو قبور پر کتبات نصب ہیں چنانچہ ان کا ذکر اپنی جگہ پر آئیگا۔ سلطان محمد قطبشاہ کو مثل اپنے چچا کے شاعری کا شوق تھا عروجی اور ظل اللہ تخلص کرتے تھے بعض اشعار درج ذیل ہیں ؎

دماغ و طبع عروجی چہ دلکشا چمن ست　　چنیں مگو کہ خود آسمان فرہنگ است

تعالی اللہ چہ حسن است ایں بنازم صنع یزداں را
کہ در آئینۂ روئے تو دیدم صورت جاں را

عز و جاہم ز عشق و دولت اوست　　ایں ہمہ حشمتم بہمت اوست
مست از بادہ نیست ظل اللہ　　سرخوش از بادۂ محبت اوست

---

[1] صفۂ غربی میں شاہ خوندکار اور خانم آغا مدفون ہیں اور تیسری قبر سلطان قلی میرزا پسر سلطان محمد قطبشاہ کی ہے جنہوں نے ذیقعدہ ۱۰۲۲ھ میں رحلت کی تھی۔ بچی ہوئی قبور کے منجملہ ایک شاہزادہ ابراہیم میرزا پسر سلطان محمد قطبشاہ کی ہے جنہوں نے سلطان عبداللہ کے سال دوم جلوس میں وفات پائی اور دوسری پسر ہفت ماہہ سلطان عبداللہ کی ہے جسکا انتقال ۲۹ جمادی الثانی ۱۰۴۲ھ میں ہوا تھا (حدیقۃ السلاطین)

مدعی گر دعویٔ دارد مسلم داشتیم　　روشنت باد اکہ ظل اللہ دعوایدا نیست
درحضرتت یقین و گماں راچو راہ نیست　　حیران وصف تست یقین و گمان ما
ظل اللہ از شرور بداں در پناہ تست　　اے درگہ جلال تو دار الامان ما
تا تو در دل آمدی غیرے ندارد رہ درو　　درحریم خاص شہ نا محرماں را بار نیست

نمبر ۵۷ الف۔ گنبد کلثوم بیگم

ب ۔ سلطان محمد قلی قطبشاہ کی گنبد کے جنوب میں مغربی سمت پر واقع ہے۔

ج ۔ صرف خاص مبارک۔

د ۔ قسم دوم ج

ھ ۔ عہد سلطان محمد قطب شاہ

و ۔ کوئی کتبہ نہیں ہے۔

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح ۔ لائق تحفظ ہے

ط ۔ اس مقبرہ میں تین قبور ہیں۔ مغربی قبر کلثوم بیگم کی اور دوسری و تیسری اون کے شوہر و دختر کی بیان کی جاتی ہیں نمبر ۵۲ سے واضح ہوتا ہے کہ کلثوم بیگم سلطان محمد قطبشاہ کی دختر تھیں۔

نمبر ۵۸ الف ۔ مقبرہ ابن کلثوم

ب ۔ مقابر گولکنڈہ میں مغربی سمت پر واقع ہے۔

ج ۔ صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ب

ھ - ۱۰۳۷ھ / ۱۶۲۷ء

و - کتبات ذیل بخط ثلث نصب ہیں -

(۱) سورہ ۳ آیت ۱۶ ۱۰۳۷ھ

(۲) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً -

(۳) آیتہ الکرسی

(۴) درود شریف

(۵) مغفرت پناہ ابن کلثوم بنت مرحوم من نور اللہ سلطان محمد قطبشاہ خلد اللہ تعالیٰ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - یہ خوشنما مختصر سا گنبد چاروں طرف سے کھلا ہوا ہے - وسط میں ایک چھوٹی سی قبر ہے کتبہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ کلثوم (دختر سلطان محمد قطب شاہ) کے لڑکے کی قبر ہے - جس کے عقیقہ کی بھی نوبت نہیں آئی تھی - لفظ کلثوم اس میں بجائے ث کے س سے لکھا ہے -

---

نمبر ۵۹ الف - قبر شاہ خوندکا

ب - اندرون مقبرہ سلطان محمد قطبشاہ

ج - صرف خاص مبارک -

د - قسم اول ج

ھ - ۱۰۴۵ھ / ۱۶۳۵ء

و۔ کتبات ذیل بخط ثلث و توقیع کندہ ہیں۔

(۱) لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً (قرآن) سورہ ۳ آیتہ ۱۶ ۱۰۴۵ھ

(۲) آیتہ الکرسی

(۳) سورہ ۲ آیتہ ۲۸۵-۲۸۶

(۴) نادِ علی صغیر

(۵) سورہ ۹۷-۱۹۱-۱۱۲-۱۱۴-

(۶) درود شریف

(۷) عالیحضرت سیادت و نجابت پناہ مغفرت و مرحمت دستگاہ شاہ خوندکار ابن سیادت پناہ شاہ محمد الحسینی۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح۔ قابل تحفظ ہے

ط۔ شاہ خوندکار خانم آغا کے نواسے اور سلطان عبداللہ قطبشاہ کے پھوپی زاد بھائی تھے ان کے باپ شاہ محمد الحسینی ولد شاہ علی عرف شاہ پیرزادہ سلطان محمد قطب شاہ کے بہنوی تھے۔ چنانچہ بقول صاحب حدیقۃ السلاطین قطبشاہی سلطان عبداللہ کے سال اول جلوس میں شاہ محمد بمشاہرہ ہزار ہون ماہانہ پیشوائی کی خدمت پر مامور ہوئے۔ لیکن بوجہ ناموزونیت دو سال کے بعد علیحدہ کردئے گئے اور ان کی جگہ پر ابن خاتون پیشوا ہوئے۔ شاہ خوندکار کو سلطان عبداللہ کے زمانہ میں سات ہزار ہون سالیانہ مقرر تھا اور بادشاہ کے

ء ایپی گرافیا ۱۹۱۰-۱۱ء میں ان کی شخصیت پر کوئی روشنی نہیں ڈالی گئی ہے بلکہ ان کو صرف ایک مذہبی پیشوا ظاہر کیا گیا ہے ۱۲

تخت کے بائیں جانب ان کی نشست ہوتی تھی۔ تالاب ماں صاحبہ جن کو بطور انعام عطا ہونیکا ذکر کتبہ نمبر (۱۵) میں مندرج ہے وہ یہی شاہ خوندکار تھے۔

نمبر ۶۰ الف - کتبہ موسیٰ برج

ب - موسیٰ برج کے سیڑھیوں کے قریب واقع ہے۔

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ج۔

ھ - ۱۰۵۰ھ / ۱۶۴۰ء -

و - موسیٰ برج کے شمالی جانب سیڑھیوں کے قریب یہ کتبہ بخط نستعلیق نصب ہے اس کا طول ۲ فٹ ۸ انچہ اور عرض ۲ فٹ ۱ انچہ ہے

(۱) در زمان دولت پادشاہ والاجاہ (۲) سلطان عبداللہ قطبشاہ

(۳) بندہ دولت خواہ خیرات خاں (۴) بنائی این ملگیہا وچاہ آب باغ

(۵) نمود فی شہر رجب ۱۰۵۰ھ (منسلکہ تصویر ملاحظہ ہو)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - اس کتبہ سے واضح ہوتا ہے کہ خیرات خان نے جو سلطان عبداللہ قطب شاہ کے امراء میں سے تھے۔ چند ملگیاں کنواں اور باغ بنوایا تھا۔ ایک مرتبہ خیرات خاں سلطان عبداللہ قطب شاہ کی طرف سے شاہ جہاں بادشاہ کے پاس مکتوب و تحائف بھی لیکر گئے تھے۔ خیرات خاں کا مفصل حال کتبہ نمبر (۱۹) میں مندرج ہے۔

نمبر ۶۱ الف ۔ انبار خانہ

ب ۔ نزد بارہ دری قلعہ گولکنڈہ

ج ۔ صرف خاص مبارک

د ۔ قسم دوم ج

ھ ۔ سنہ ۱۰۵۲ھ / ۱۶۴۲ء

و ۔ یہ کتبہ جو ۲ فٹ ۹ انچہ طویل اور ۱ فٹ گیارہ انچہ عریض ہے سنگ سیاہ پر بخط نستعلیق لکھا ہوا ہے ۔

(۱) در عہد دولت پادشاہ جمجاہ (۲) ملایک سپاہ سلطان عبداللہ

(۳) قطبشاہ بسعی بندۂ درگاہ خیریت خاں (۴) ایں انبار خانہ باتمام رسید

(۵) بتاریخ شہر رجب المرجب سنہ ۱۰۵۲ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز ۔ محفوظ حالت میں ہے

ح لائق تحفظ ہے ۔

ط ۔ قلعہ کی بارہ دری پر جانے کے لئے نصف راستہ طے کرنے کے بعد ایک دالان اور بعض کمرے منہدمہ حالت میں ملتے ہیں یہی مقام انبار خانہ کہلاتا ہے ۔ جو کتبہ اس وقت نیچے نصب کرا دیا گیا ہے وہ پہلے اس کے بالائی حصہ پر نصب تھا ۔

نمبر ۶۲ الف ۔ مقبرہ حکیماں (جدید)

ب ۔ مقابر شاہان گولکنڈہ ۔

ج ۔ صرف خاص مبارک ۔

د ۔ قسم دوم ج ۔

ھ - عہد سلطان عبداللہ قطب شاہ سائع ۱۰۶۲ھ / ۱۶۵۱ء

و - نادعلی آیۃ الکرسی و درود شریف بخط ثلث و طغرے کندہ ہیں سرھانے ہو العلی العظیم کے بعد ۱۰۶۲ھ درج ہے دُوسری قبر سادہ ہے۔

ز - محفوظ حالت میں ہیں۔

ح - قابل تحفظ ہیں۔

ط - دو خوشنما گنبدوں میں جو چاروں طرف سے کھلے ہوئے ہیں۔ سنگِ سیاہ کی قبور پر خوش خط توقیع میں آیات قرآنی کندہ ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ محمد قطب شاہ کے مقرب حکماء کے مزار ہیں۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال

(پ)

نمبر ۶۳ الف - گنبد ہیم متی و تارا متی

ب - مقابر شاہان گولکنڈہ

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم دوم ج

ھ - ۱۰۷۳ھ / ۱۶۶۲ء

و - کتبات ذیل نصب ہیں

(۱) سورہ ۳ آیۃ ۱۹ (۲) سورہ ۲ آیۃ ۲۵۶ (۳) درود شریف مختصر (۴) بود از ازل گل جنتی ہیم متی ۱۰۷۳ھ (۵) گل جنتی بود از ازل ہیم متی ۱۰۷۳ھ

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ع ایپی گرافیا ۱۵-۱۹۱۶ء صفحہ ۳۶ کتبہ نمبر (۵) ترک کردیا گیا ہے ۱۲

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - قطبشاہی تاریخ میں بھاگ متی ہیم متی اور تارامتی کے نام خاص طور پر شہرت رکھتے ہیں۔ ہیم متی سلطان عبداللہ قطب شاہ کی منکوحہ تھی اور یہ مقبرہ اسی بادشاہ کا بنوایا ہوا ہے۔کتبہ نمبر ۴ متذکرہ صدر کسی قدر لفظی تغیر کے ساتھ قبر کے دوسرے جانب (کتبہ نمبر ۵) بخط نستعلیق کندہ ہے۔ ہیم متی کے گنبد کے قریب اور ایک گنبد اسی کے مماثل ہے جو تارامتی منکوحۂ سلطان محمد قلی قطب شاہ کا بیان کیا جاتا ہے لیکن اسپر کوئی کتبہ نصب نہیں ہے۔

نمبر ۶۴ الف - موسیٰ بُرج

ب - قلعہ گولکنڈہ

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم اول ج

ھ - ۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۶ء

و - فی الحال کتبہ ذیل بخط نسخ برج کی پہلی منزل کی دیوار پر سیڑھیوں کی مغربی جانب نصب ہے۔ بہ ظاہر یہ کتبہ اپنے اصلی مقام پر نہیں معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ جدید سیڑھیوں کی تعمیر کے بعد یہاں اس کو نصب کرادیا گیا ہے۔ اس پتھر کا بالائی حصہ کسی قدر ٹوٹ گیا ہے۔کتبہ کا طول ۳ فٹ ۹ ½ انچ ہے اور عرض ۱ فٹ ۴ ½ انچ۔ اسی فارسی کتبہ کا ہم مضمون ایک اور کتبہ بخط تلنگی برج کی جنوبی دیوار پر نصب ہے۔

(۱) قایم کردہ مورچہ ونقب را

(۲) نزدیک ایں برج تا بخندق رسانید چوں درینجا

(۳) برج کوچک بود اما حکم جہاں مطاع عالم مطیع خسرو

(۴) زمان شہنشاہ دوران السلطان العادل ظل اللہ

(۵) ابو المظفر ابو المنصور ابو الغازی سلطان عبداللہ

(۶) قطبشاہ بہ دستور[1] الوزرار فی الزمان مقرب

(۷) الحضرت السلطانیہ معتمد الدولہ الخاقانیہ

(۸) خان ذی شان سپہ سالاری موسیٰ خاں

(۹) چناں شرف صدور یافت کہ خود درینجا

(۱۰) بودہ بہ دفع غنیم مشغول باشد برآں خان

(۱۱) عالیشان شب و روز بہشیاری تمام در دفع

(۱۲) غنیم بودن[2] از قضار ربانی غلولہ توپ بر وجود

(۱۳) ہیر ہیراں چناں خورد کہ در ہماں مورچہ

(۱۴) ہلاک گشت و بعد از فوت او بسہ روز صلح

(۱۵) شد و بعد از گذاشتن محاصرہ بہ خان

(۱۶) مشارٌ الیہ حکم عالی شد کہ برج عظیم درینجا بنا

(۱۷) باید کرد تا غنیم را فرصت نقب مورچہ کندن

(۱۸) مجال نباشد بنا بر حکم ہمایون اعلیٰ

(۱۹) باندک زمانی ایں برج عظیم بسعی خاں موسیٰ

(۲۰) الیہ در سال سنہ ہزار و ہفتاد و ہفت

---

[1] ایپی گرافیا ۱۹۱۲-۱۳ء صفحہ (۵۲) میں (بدستور) لکھا گیا ہے ۱۲

[2] ″ ″ ″ ″ میں (بودہ) لکھا گیا ہے۔ اور ربط عبارت کے لحاظ سے بودند ہونا چاہیے تھا۔ ۱۲

(۲۱) باتمام رسید دا اسم معمار دھرما چار۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - اس برج کی تعمیر کی وجہ کتبہ میں تفصیل کے ساتھ مندرج ہے۔ یہ برج نیم دائرہ نما اور سہ منزلہ ہے برُج کے بڑے پتھروں کو گچ سے مستحکم کیا گیا ہے بعض پتھروں کا وزن ایک ٹن سے زائد ہے۔ اور برج کا ارتفاع تقریباً (۶۰) فٹ ہے۔ تاریخی حیثیت سے یہ کتبہ خاص اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ شہزادہ محمد پسر بادشاہ اورنگ زیب کے حملہ گولکنڈہ (۱۰۶۶ھ ۱۶۵۶ء) کے بعد انعقاد صلح کی جو وجہ اس کتبہ سے ظاہر ہوتی ہے اس کا حال کسی تاریخ میں مندرج نہیں ہے۔ خافی خاں کے بیان کے مطابق صلح کا یہ باعث ہوا کہ قطبشاہی افواج پر عرصہ کارزار تنگ ہونے کی وجہ سے عبداللہ قطب شاہ نے صلح کی تحریک آغاز کر کے بقایائے خراج نقد جواہر ہاتھی اور مصارف جنگ ادا کرنے کے علاوہ شہزادہ کے ساتھ اپنی دختر کا عقد بھی کر دیا تھا۔ لیکن اس کتبہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ (مغلیہ سپہ سالار و بخشی) میر میراں (اسداللہ خاں بخاری) کی قلعہ کی توپوں کی ضرب سے ہلاکت واقع ہونیکے تیسرے دن صلح ہو گئی اور صلح کے بعد سلطان عبداللہ قطبشاہ نے اس مقام پر بنظر استحکام ایک جدید برج بنانے کا حکم دیا۔ اس کتبہ سے ایک اور تاریخی شخص موسیٰ خاں (محلدار) کا حال معلوم ہوتا ہے جو اس جنگ میں بطور وزیر و سپہ سالار مامور تھا۔ ٹولی مسجد انہی موسیٰ خاں کی بنوائی ہوئی ہے اور عبداللہ قطب شاہ کی وفات کے بعد ان کے جانشین کے انتخاب کے جھگڑے میں موسیٰ خاں ابو الحسن تاناشاہ کے مویدین میں سے تھے۔

کتبہ محراب مسجد کلاں
مقابر شاہان گولکنڈہ

نمبر ۶۵ الف ۔ مسجد کلاں (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ب ۔ مقابر شاہاں گولکنڈہ ۔

ج ۔ صرف خاص مبارک

د ۔ قسم اول ج

ھ ۔ سنہ ۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۶ء

و ۔ کتبہ ذیل محراب میں بخط ثلث کندہ ہے ۔

(۱) سیقول السفہاءِ من النّاس ماولّیہم عن قبلتہم التی کانوا علیہا قل للہ المشرق والمغرب یہدی من یشآء الی صراط مستقیم ۔

(۲) وکذالک جعلناکم امۃ وسطاً لتکونوا شہدآء علی الناس ویکون الرسول

(۳) علیکم شہیدا وما جعلنا القبلۃ التی کنت علیہا الا لنعلم من یتبع الرسول ممن ینقلب علی عقبیہ وان کانت لکبیرۃ الا علی الذین ہدی اللہ وما کان اللہ لیضیع ایمانکم ان اللہ بالناس لرؤف رحیم ۔ ۱۰۷۷ ۔

(۴) کتبہ تقی الدین محمد بن شیخ صالح البحرانی ۔ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

عبارت ذیل بیچ کے گول حلقوں میں بطرز توقیع ثلث خط میں کندہ ہے ۔

(۵) نصر من اللہ وفتح قریب ۔ وان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً اللہ محمد علی فاطمہ حسن حسین ۔

عجلوا بالصلوٰۃ قبل الفوت ۔ عجلوا بالتوبۃ قبل الموت ۱۰۷۹ ۔

(یہ کتبہ اختتام تعمیر کا ہے)

مہ ایپی گرافیا ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ ۳۶ یہاں سے سنہ اختتام تک کی پوری عبارت نہیں لکھی گئی ہے ۱۲

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - شاہان قطبیہ کے زمانہ میں مساجد بہت افراط کے ساتھ تعمیر ہوا کرتی تھیں۔ اسی کا نتیجہ یہ ہے کہ ہم کو بلدہ و مضافات میں اس وقت کثرت سے مساجد نظر آتی ہیں اور مقابر شاہان گولکنڈہ میں تو تقریباً ہر گنبد کے ساتھ ایک مسجد ضرور بنی ہوئی ہے۔ یہ مسجد جو مساجد قلعہ میں سب سے بڑی اور حسین ہے حیات بخش بیگم کی گنبد کے متصل واقع ہے چونکہ اس مسجد کی تعمیر اور حیات بخش بیگم کی وفات کا سنہ (۱۰۷۷) ایک ہی ہے لہذا یہ قیاس قائم ہوتا ہے کہ یہ مسجد ان کے مقبرہ سے متعلق ہے اور کتبہ متذکرہ بالا نہایت خوشخط ثلث میں بطرز توقیع محراب عبادت میں کندہ ہے۔ محراب کا طول ۱۷ فٹ اور عرض ۵۰ فٹ ۸ انچہ ہے۔ چھت لداؤ کی ہے جس پر پندرہ گنبد بنے ہیں اور دالان کے دونوں گوشوں میں دو بلند مینار ہیں جامع مسجد بلدہ میں عبارت صدر کے علاوہ سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین بھی کندہ ہے باوجودیکہ یہ عمارت (۱۷) سال بعد کی تعمیر شدہ ہے اور دونوں کے کاتب مختلف ہیں لیکن دونوں کے شان خط میں مماثلت تام پائی جاتی ہے۔ اس کتبہ کی تقسیم الفاظ اور زور قلم سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس زمانہ کے کاتب اس فن میں غیر معمولی ریاضت کیا کرتے تھے۔

نمبر ۶۶ الف۔ گنبد حیات بخش بیگم

ب - مقابر قطبشاہیہ

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم اول ج -

ھ - ۱۰۷۷ھ / ۱۶۶۶ء

و - کتبات ذیل بخط ثلث کندہ ہیں

(۱) لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقا

(۲) آیۃ الکرسی

(۳) سورہ ۲ آیات ۲۸۵ - ۲۸۶

(۴) سورہ ۹۷ - ۱۰۹ - ۱۱۲ - ۱۱۴

(۵) ناد علی صغیر - درود شریف

(۶) وفات جنت مکانی حیات بخش بیگم بتاریخ بیست و ہشتم ماہ شعبان شب سہ شنبہ ۱۰۷۷ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے

ح - قابل تحفظ ہے

ط - حیات بخش بیگم عرف حیات ما نصاحبہ تین قطبشاہی بادشاہوں (سلطان محمد قلی - سلطان محمد قطب شاہ - سلطان عبداللہ قطبشاہ) کے زمانہ میں شریک امور سلطنت رہی ہیں یہ سلطان محمد قلی کی دختر محمد قطب شاہ کی بیوی اور عبداللہ قطبشاہ کی ماں تھیں - فرشتہ نے ان کی شادی کا حال یوں لکھا ہے کہ ۱۰۱۶ھ / ۱۶۰۷ء میں بادشاہ نے مرحوم شہزادہ محمد امین کے فرزند شہزادہ (سلطان) محمد کے ساتھ اپنی حسین بیٹی کا ازدواج کیا - یہ مقبرہ طرز تعمیر وغیرہ میں ان کے شوہر محمد قطب شاہ کے مقبرہ کا جواب ہے - موضع حیات نگر - حسینی علم - بی بی کا علم - بی بی کا چشمہ - لنگر انہی بیگم کی یادگاروں میں ہیں - ان کی اولوالعزمی کا حال اس واقعہ سے ظاہر ہوتا ہے

جو نمبر ۱۷ کے ضمن میں مذکور ہوا ہے۔

نمبر ۶۷ الف۔ ہیرا مسجد

ب۔ قلعہ گولکنڈہ

ج۔ صرفخاص مبارک

د۔ قسم اول ج

ھ۔ سنہ ۱۰۷۹ھ / ۱۶۶۸ع

و۔ متعدد کتبات حسب ذیل ہیں۔

(۱) شاہنشہ دین و قطب شاہاں — آں قبلہ فیض اہل امید
مانند خلیل کعبہ ساخت — کز شمسۂ اوست ماہ و خورشید
از بہر چنیں بنائے با فیض — سلطان حسین را پسندید
تاریخ بناش گفت ہاتف — ایں کعبۂ فیض باد جاوید
۱۰۷۹

کتبہ اسمٰعیل بن عرب شیرازی (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

(۲) وسطی کمان پر یہ کتبہ دائرہ میں بطرز طغریٰ کندہ ہے۔

عجلوا بالصلوٰۃ قبل الفوت و عجلوا بالتوبۃ قبل الموت

(۳) دست راست کی کمان پر دائرہ میں یہ کتبہ بطرز طغریٰ کندہ ہے۔

اللہ محمد علی فاطمہ حسن حسین

(۴) دستِ چپ کی کمان پر دائرہ میں یہ کتبہ بطرز طغریٰ کندہ ہے۔

انّ المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً

(۵) یہ کتبہ محراب عبادت میں بطرز طغریٰ نصب ہے اس کا طول ۱۰ فٹ

کتبہ ہیرا مسجد قلعہ گولکنڈہ نمبر (۱)

کتبہ محراب ہیرا مسجد

کتبہ مزار حیات بخش بیگم

اور عرض ۱ فٹ ۴ انچ ہے۔

انما یعمر مساجداللہ من آمن باللہ و الیوم الآخر و اقام الصلوٰۃ و آتی الزکوٰۃ ولم یخش الا اللہ فعسیٰ اولئک ان تکونوا من المہتدین۔

کتبہ العبد تقی الدین محمد بن صالح البحرانی ۱۰۷۸ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - لائق تحفظ ہے۔

ط - یہ مسجد ایک مربع وسیع چار دیواری کے اندر واقع ہے جس کے اندرونی دیواروں میں مسافروں کے ٹھہرنے کے لئے حجرے بنے ہیں۔ مسجد کی تین کمانیں اور دو خوشنما مینار ہیں۔ صحن میں چبوترہ کی بلندی پر ایک حوض بنا ہوا ہے۔ کتبہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مسجد سلطان عبداللہ کے عہد کی تعمیر شدہ ہے۔

نمبر ۶۸ الف۔ گنبد سلطان عبداللہ قطبشاہ سابع

ب - بیرون احاطہ مقابر شاہان قطبیہ

ج - صرف خاص مبارک

د - قسم اول ج

ھ - ۱۰۸۳ھ ۱۶۷۲ء

و - کتبات ذیل مزار پر کندہ ہیں۔

(۱) سورہ ۳ آیۃ ۱۹ - لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ حقاً حقاً سنہ ۱۰۸۳ھ

عہ ایپی گرافیا ۱۳-۱۹۱۲ء صفحہ ۵۹ میں یکونوا لکھا گیا ہے ۱۲

(۲) سورہ ۲ آیات ۲۸۵ - ۲۸۶

(۳) سورہ ۹۷ - ۱۰۹ - ۱۱۲ - ۱۱۴

(۴) درود شریف - نادعلی صغیر

(۵) تاریخ وفات بادشاہ جنت بارگاہ سلطان عبداللہ قطب شاہ بن سلطان محمد قطب شاہ یوم الاحد سیم ماہ محرم سنہ ۱۰۸۳ھ - وولادت باسعادتش بیست وہشتم شہر شوال سنہ ۱۰۲۳ھ - جلوس ہمایونش یوم الاربعا چہار دہم ماہ جمادی الاولی سنہ ۱۰۳۵ھ - مدت سلطنتش چہل وہشت سال - سن شریفش شصت سال -

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

نمبر - محفوظ حالت میں ہے -

ح - قابل تحفظ ہے -

ط - سلطان عبداللہ قطبشاہ کا مقبرہ گنبدوں کے حصار کے باہر واقع ہے جو ان کے باپ سلطان محمد قطبشاہ اور ماں حیات بخش بیگم صاحبہ کے گنبدوں کے نمونہ پر بنایا گیا ہے - اس کا چبوترہ ۲۳۷ فٹ مربع ہے اور اس کے ہر جانب سات کمانیں ہیں ان کی تاریخ ولادت ۲۸ شوال سنہ ۱۰۲۳ھ (سنہ ۱۶۱۴ء) اور تاریخ جلوس ۱۴ جمادی الاول سنہ ۱۰۳۵ھ (سنہ ۱۶۲۶ء) ہے اس بادشاہ کے عہد حکومت میں میر جملہ کی سعی سے سلطنت قطبشاہیہ کے حدود کرناٹک تک پہنچ گئے تھے - اس کے بعد میر جملہ اور بادشاہ میں اَن بَن ہوگئی انھوں نے شہزادہ اورنگ زیب کے توسط سے شاہ جہاں بادشاہ کے دربار سے پنجہزاری منصب حاصل کیا - جس پر سلطان عبداللہ اور ناراض ہوئے اور ان کے فرزند محمد امین کو قید کردیا - بالآخر میر جملہ کی طرفداری میں شہزادہ محمد پسر اورنگ زیب نے قطبشاہی ملک کو تاراج کرنا شروع کیا - چنانچہ شہزادہ محمد

سلطان عبداللہ قطبشاہ

کتبہ مزار سلطان عبد اللہ قطبشاہ سابع
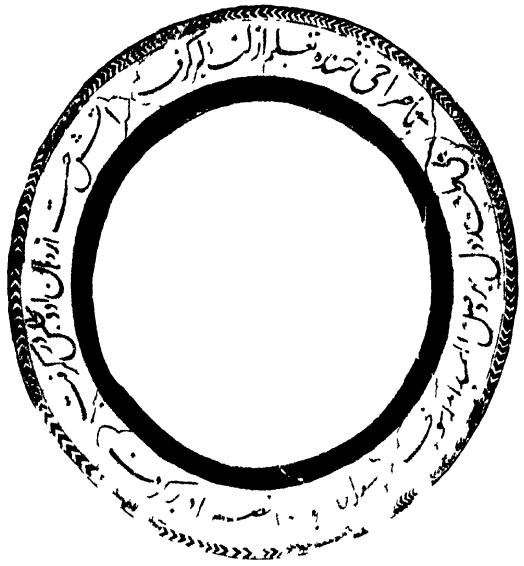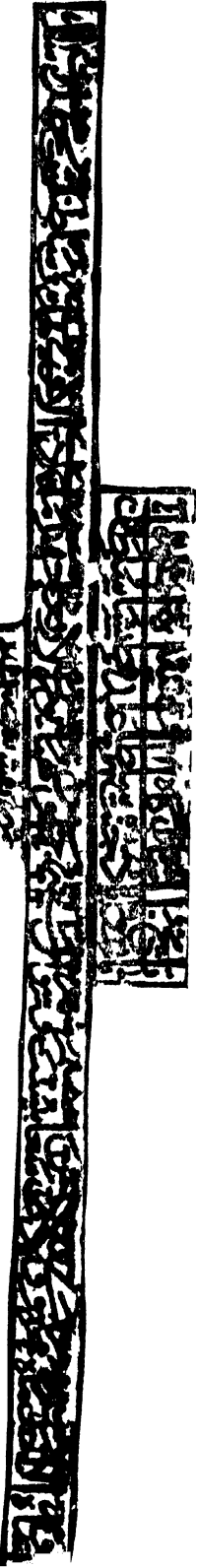
کے اسی حملہ کا حال کتبہ موسیٰ برج (۶۴) سے بالتفصیل واضح ہوتا ہے۔ انجام کار شہزادہ محمد کے ساتھ سلطان عبداللہ کی دختر کے ازدواج پر یہ معاملہ رفع دفع ہوا اور چونکہ بادشاہ لاولد تھے اس لئے شہزادہ محمد ولی عہد و وارث سلطنت قطبشاہیہ تسلیم کئے گئے ۔ لیکن اتفاق سے شہزادہ کا انتقال سلطان عبداللہ کے قبل ہوگیا۔ اس لئے یہ شرط ۲۱ سال بعد اس وقت پوری ہوئی جب کہ خود بادشاہ اورنگ زیب کے ہاتھوں قطبشاہی سلطنت کا ۱۰۹۸ھ ۱۶۸۷ء میں خاتمہ ہوگیا ۔

سلطان عبداللہ کی مدت سلطنت جملہ قطبشاہی بادشاہوں سے زائد یعنی ۴۸ سال رہی اور ۶۰ برس کی عمر میں اس بادشاہ نے ۱۰۸۳ھ (۱۶۷۲ء) میں انتقال کیا ان کے بعد ان کے داماد سلطان ابوالحسن تاناشاہ تخت نشین ہوئے ۔ سلطان عبداللہ ایک فیاض اور انصاف پسند بادشاہ تھے لیکن سیاسی تدابیر میں خامی ہونیکی وجہ سے اکثر مصائب پیش آتے رہے اس بادشاہ کو تعمیرات کا بھی شوق تھا اور علمی معاملات میں بھی کما حقہ دلچسپی تھی چنانچہ مشہور لغت " برہان قاطع " اسی بادشاہ کے عہد میں مرتب ہوئی اور انہی کے نام سے معنون کی گئی تھی ۔

تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے حاصل کی گئی ہے ۔

نمبر ۶۹ الف ۔ کتبہ توپ فتح رہبر

ب ۔ پیٹلہ برج واقع قلعہ گولکنڈہ

ج ۔ صرف خاص مبارک

د ۔ قسم دوم ج

ھ ۔ ۱۰۸۳ھ ۱۶۷۲ء

و - اس توپ کا طول ۱۶ فٹ اور قطر ۸ فٹ ۸ انچہ اور منہ کا دور ۲ فٹ ۳ ½ انچہ ہے اور حسب ذیل کتبہ اس پر کندہ ہے۔

ابوالمظفر محی الدین محمد[عـه] اورنگ زیب عالمگیر بہادر بادشاہ غازی سنہ ۱۶ جلوس ہمایوں مطابق سنہ ۱۰۸۳ ہجری مقدسہ۔

توپ فتح رہبر۔ عمل محمد علی عرب۔ گلہ یک من باروت سیزدہ آثار۔ پاؤ بالا بوزن شاہجہانی۔

تا صراحی خندہ تعلیم از لب دلبر گرفت — آتش حبت از دہان او مجلس در گرفت
می طپد دل بہر وصل اما نمی داند کہ سوخت — شعلہ جاں سوز او تا خصم را در بر گرفت

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز - محفوظ حالت میں ہے

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - بقول مآثر عالمگیری یہ توپ قلعہ گولکنڈہ کے دوسرے محاصرہ کے موقع پر افواج عالمگیری کے زیر استعمال رہی ہے۔ فی الحال یہ پٹیلہ برج پر جو قلعہ کی مغربی دیوار کے پاس واقع ہے پڑی ہوئی ہے۔ اس کا نام پٹیلہ برج اس لئے ہے کہ فصیل کے باہر اس برج کا ایک حصہ نکلا ہوا ہے۔

نمبر ۷ الف - قبر نیکنام خان

ب - اسی چبوترہ پر یہ قبر بنی ہے جس پر سلطان ابراہیم

عـه ایپی گرافیا ۱۳-۱۹۱۲ء صفحہ ۵۰ میں محمد محی الدین لکھا گیا ہے ۱۲

و مرزا محمد امین کے گنبد ہیں

ج۔ صرف خاص مبارک۔

د۔ قسم اول ج

ہ۔ ۱۰۸۴ھ ۱۶۷۳ء

و۔ یہ قبر ایک کھلی ہوئی چوکھنڈی میں زیر سما واقع ہے قبر کے ہر ضلع کا طول ۲۶ فٹ ۴ انچہ ہے۔ لوح مزار پر سورہ ۲ آیۃ ۲۵۶ سورہ ۹۷ اور درود شریف کندہ ہے۔ مزار کے سرہانے (۳ فٹ × ۸ انچہ ۲ فٹ ۱ انچہ) سنگ سیاہ پر خوشخط نستعلیق میں عبارت ذیل کندہ ہے۔

(ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ہو الباقی

(۱) فرمان جہاں مطاع عنایت عنوان و حکم آفتاب شعاع مرحمت بنیان از دیوان ہمیون[عہ] خلافت

(۲) مشحون چناں شرف صدور یافت کہ متقدمان و کلکرنیان و رعایائے موضع منگلوارم من اعمال

(۳) سمط جنوارہ[عہ] عرف حسن آباد با لطاف شاہانہ امیدوار بودہ بدانند کہ از راہ عنایات خسروانہ کہ شامل حال کافہ

(۴) فدویانست از ابتدائی شہور سنہ اربع و سبعین و الف حاصل موضع مذکور را وقف لنگر و روشنائی و حفاظ

عہ رسم الخط کے خلاف ہے ہمایون ہونا چاہیے ۱۲

عہ ایپی گرافیا ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ ۳۸ (جنوارہ) کو (جنول) لکھدیا گیا ہے ۱۲

(۵) وخادمان مرزا مغفرت پناہ جنت مکان نیکنام خاں نموده ایم کہ تا زمان ظہور حضرت صاحب الزمان

(۶) صلوات اللہ علیہ من الملک المنان مقرر وجاری بوده باشد باید کہ عہده داران وکارکنان و دیسائیان[ع] وتہلکرنیان ومقدمان

(۷) وکلکرنیان سمط[س] مزبور موضع مذکور را جہت اخراجات لنگر و روشنائی وخادمان وحفاظ مزار غفران پناه مومی الیہ

(۸) مقرر ومعین دانستہ بلا عذر جاری دارند و دریں باب تاکید تمام وقدغن مالا کلام شناسند واگر کسے از مضمون فرمان قضا

(۹) جریان تخلف ورزد بلعنت خدا ونفرین رسول اللہ گرفتار خواہد شد۔ فمن بدّلہ بعد ما سمعہ فانّما اثمہ علی

(۱۰) الّذین یبدّلونہ انّ اللہ سمیع علیم۔ تحریر دوازدہم شہر جمیدی الثانی سنہ ۱۰۸۴[س] وفات غفران پناه نیکنام خاں۔ دہم ذی حجہ سنہ ۱۰۸۲۔

کتبہ کلب علی[سمعہ] بن محمد صادق عفا عنہ

ش - محفوظ حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے

ط - نیکنام خاں سلطان عبد اللہ قطبشاہ کے عہد میں

ع اپی گرافیا ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ ۳۸ دیسائیاں جو دیسائی کی جمع ہے اسکو دیسپانیاں لکھا ہے ۱۲

س کتبہ میں سمت کو (سمط) لکھا گیا ہے ۱۲

س اپی گرافیا ۱۹۱۵-۱۶ء صفحہ ۳۸ اسکو سنہ ۱۰۸۳ لکھا گیا ہے ۱۲

سمعہ " " " اسکو محمد صادق بن علی کاتب لکھا گیا ہے ۱۲

لوح مرا ر بیکدام حا ن

کتدم توپ ا زد ها پیکر

سپہ سالار لشکر رہے ہیں اور سلطان عبداللہ کی وفات (۳ محرم سنہ ۱۰۸۳ھ) سے ۲۳ روز قبل ۱۰/ ذیحجہ سنہ ۱۰۸۲ھ کو انہوں نے رحلت کی تھی۔ مسٹر طالبی و ہیلر نے اپنی کتاب "مدراس بعہد قدیم" میں لکھا ہے کہ نیکنام خاں قطب شاہی سپہ سالار کو پریسیڈنٹ فورٹ سنٹ جارج نے نواب کا خطاب دیا تھا۔ اور شاہان قطبیہ سے مدراس پٹن کا قول راجہ چندرگیری کی فراری کے بعد کمپنی نے انہی کے توسط سے حاصل کیا تھا۔ مسٹر وہیلر نے نیکنام خاں کی تاریخ وفات سنہ ۱۶۷۲ء لکھی ہے جو سنہ مندرجہ کتبہ سنہ ۱۰۸۲ھ کے بالکل مطابق ہے۔
تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے حاصل کی گئی ہے۔

نمبر ۱۸ الف۔ کتبہ توپ اژدہا پیکر

ب۔ موسیٰ برج قلعہ گولکنڈہ
ج۔ صرفخاص مبارک
د۔ قسم دوم ج
ھ۔ سنہ ۱۰۸۵ھ / ۱۶۷۴ء
و۔ اس توپ کا طول ۱۴ فٹ ۱۰ انچہ ہے اور قطر ۹ فٹ ہے۔ اس کے منہ کا دور ۲ فٹ ۴ انچہ ہے اور اس پر کتبہ ذیل کندہ ہے۔

ابو المظفر محی الدین محمدؐ اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی
سنہ ۱۸ جلوس ہمایون سنہ ۱۰۸۵ ہجری مقدسہ

عـه ایپی گرانیا سنہ ۱۹۱۳-۱۴ء صفحہ ۵۵ میں محمد محی الدین لکھا گیا ہے ۱۲
عـه " " " " میں جلوس والا لکھا گیا ہے ۱۲
عـه " " " " میں مقدسہ کو ہجری پر مقدم رکھا گیا ہے ۱۲

توپ اژدہا پیکر۔ عمل محمد علی عرب۔ گلہ یک من بوزن شاہجہانی
وباروت سیزدہ آثار یک نیم پاؤ بوزن شاہجہانی (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز۔ محفوظ حالت میں ہے۔

ح۔ قابل تحفظ ہے۔

ط۔ اس برج پر کئی توپیں ہیں۔ لیکن اژدہا پیکر سب سے بہتر ہے اور یہ وہ تاریخی توپ ہے جو گولکنڈہ کے دوسرے محاصرہ (۱۶۸۷ء) میں عالمگیری فوج نے استعمال کی تھی۔ اس میں ایک من شاہجہانی یعنی ۲۷ ½ سیر وزن کا گولہ استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ توپ فتح رہبر کے مشابہ ہے اور اسی کاریگر کی بنائی ہوئی ہے۔

نمبر ۷۲ الف۔ ناتمام مقبرہ ابوالحسن تاناشاہ و مرزا نظام الدین احمد (جدید)

ب۔ بیرون احاطہ مقابر شاہان گولکنڈہ

ج۔ صرف خاص مبارک۔

د۔ قسم دوم ج

ھ۔ ۱۰۸۵ھ
۱۶۷۴ء

و۔ (۱) اللہ محمد علی (۲) شہد اللہ تا ہو العزیز الحکیم (۳) آیۃ الکرسی (۴) میرزا نظام الدین احمد نور مرقدہ تاریخ ۲۶ شہر صفر روز شنبہ ۱۰۸۵ھ برحمت پیوست۔ دوسری قبر پر بھی عبارت نمبر (۱) و (۲) و (۳) کندہ ہے۔ لیکن صاحب مزار کا نام یا سنہ مندرج نہیں ہے۔

ز۔ ناتمام حالت میں ہے۔

ابوالحسن تانا شاہ

ح - لائق تحفظ ہے -

ط - سلطان ابوالحسن تاناشاہ داماد سلطان عبداللہ قطبشاہ ۱۰۸۳ھ ۱۶۷۲ء میں تخت نشین ہوئے اور چودہ برس حکومت کی۔ بادشاہ عالمگیر کے آخری محاصرہ گولکنڈہ کے بعد سلطنت قطبشاہی منقرض ہو کر سلطنت مغلیہ کا ضمیمہ قرار پائی اور ابوالحسن تاناشاہ شاہی قیدی کی حیثیت سے قلعہ دولت آباد میں نظربند کئے گئے۔ دکن کی تاریخ میں یہ عجیب توارد واقع ہوا ہے کہ امرائے صدہ نے سلاطین تغلق سے بغاوت کرکے سب سے پہلے خودمختاری کا اعلان دولت آباد ہی میں اسمٰعیل مُخ کو اپنا پہلا بادشاہ منتخب کرکے کیا تھا اور بہمنی سلطنت کے انقراض پر صوبہ داروں کی طوائف الملوکی کے بعد دکن کے آخری خودمختار بادشاہ نے سلطنت کو کھو کر اسی دولت آباد میں اپنی عمر کے آخری ایام بحالت قید بسر کئے جہاں سے پہلے پہل دکن میں اسلامی سلطنت کی بنیاد پڑی تھی۔ موجودہ مقبرہ کی تعمیر ابوالحسن نے دیگر قطبشاہی بادشاہوں کی عادت کے مطابق اپنی زندگی ہی میں شروع کی تھی لیکن عمارت کے اتمام کے قبل مغلیہ حملے شروع ہو گئے اور اس میں اس کو دفن ہونا بھی نصیب نہ ہوا بلکہ ۱۱۱۱ھ ۱۶۹۹ء میں قلعہ دولت آباد میں انتقال کرنے کے بعد روضہ خلد آباد میں حضرت سید شاہ راجو قتال پدر حضرت سید محمد گیسو دراز حسینی کے جوار میں دفن ہوئے۔ البتہ اس میں میرزا نظام الدین احمد عرف میر احمد ابن سید معصوم دشتکی شیرازی کی قبر ہے جو سلطان عبداللہ قطبشاہ کے داماد کلاں تھے۔ (تصویر منسلکہ متحف برطانیہ سے حاصل کی گئی ہے -

---

؎ اس نام کی وجہ یہ تھی کہ تاناشاہ راگ اور تان کے بہت شائق تھے ۱۲

نمبر ۷۳ الف - قبر فاطمہ خانم

ب - نزد مقبرہ ناتمام تاناشاہ

ج - صرف خاص مبارک۔

د - قسم دوم ج

ھ - ۱۰۸۷ھ / ۱۶۷۶ء

و - حسب ذیل کتبات کندہ ہیں۔

(۱) اللہ محمد علی سورہ ۳ آیتہ ۱۶ ۱۰۸۷ھ

(۲) آیتہ الکرسی

(۳) سورہ ۲ آیات ۲۸۵ - ۲۸۶

(۴) وفات جنت مکانی فاطمہ خانم بنت سلطان عبداللہ قطب شاہ بتاریخ بیستم ماہ شوال فی ۱۰۸۷ - (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

(۵) سورۃ ۹۷ - ۱۰۷ - ۱۱۲ - ۱۱۴ -

(۶) درود شریف۔

ز - ناتمام حالت میں ہے۔

ح - قابل تحفظ ہے۔

ط - بیرون احاطہ مقابر شاہان گولکنڈہ سلطان ابوالحسن تاناشاہ کے مقبرہ ناتمام کے پاس یہ مقبرہ واقع ہے جو سلطان عبداللہ قطبشاہ کی بیٹی فاطمہ خانم کا ہے اور غالباً اس زمانہ کی غیر اطمینان بخش حالت کی وجہ سے اس مقبرہ کی تعمیر اختتام کو نہ پہنچ سکی۔ مقابر شاہان گولکنڈہ کے احاطہ کے

عسہ جدید

کاتبہ میرزا و طاہر خادم

یدہ دیوار دومحل ۹۸ ۷

اندر جنوبی سمت میں ایک مختصر سے گنبد کے اندر دو زنانہ قبور سنگ سیاہ کی ہیں جن میں سے ایک قبر کسی اُور فاطمہ کی ہے اور اس پر عبارت ذیل کندہ ہے۔

(۱) درود شریف۔

(۲) یا اللہ یا محمد یا علی۔

(۳) وفات فاطمہ بتاریخ ششم شہر رجب فی سنہ ۱۰۳۳ھ۔

دُوسری قبر کی تعویز پر لفظ علی کا طغرا آٹھ طریقوں سے نہایت خوشخط کندہ ہے۔ اور آیتہ الکرسی معمولی نسخ خط میں لکھی ہے۔ لیکن صاحب مزار کا نام مندرج نہیں ہے۔

نمبر ۴ الف۔ نومحل۔

ب۔ قلعہ کے باہر واقع ہے

ج۔ صرف خاص مبارک

د۔ قسم اول ج۔

ھ۔ سنہ ۱۱۰۶ھ۔

و۔ نومحل کی جنوبی دیوار پر باہر کی سمت گنڈے شاہ صاحب کے مزار کے محاذی بخط نسخ یہ کتبہ شاہان آصفیہ کے زمانیکا معلوم ہوتا ہے۔

"اولٰئک ھُم خیر البریۃ"

سنہ ۱۱۰۷ھ (ملاحظہ ہو تصویر منسلکہ)

ز۔ محفوظ حالت میں ہیں۔

ح۔ قابل تحفظ ہیں۔

ط۔ نومحل قطب شاہی زمانے کی نو عمارتیں ہیں۔ لیکن شاہان آصفیہ نے اس میں بہت کچھ تعمیر و ترمیم کرائی ہے ان عمارتوں میں لکڑی زیادہ استعمال ہوئی ہے۔ اور اس وقت تک محفوظ و مستحکم حالت میں ہیں۔ ہر مکان خوشنما باغ حوض اور روشوں سے آراستہ ہے۔ اسی کو موتی محل بھی کہتے ہیں۔

ضمیمہ (حواشی)

متن کتاب میں بعض ضروری حواشی کاپی نویسی سے سہواً رہ گئے تھے اس لئے وہ بطور ضمیمہ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔

(۱) حاشیہ صفحہ (۸) سطر (۶) چارمینار کا دوسرا نام "مدرسہ" تھا اس کی وجہ تسمیہ تاریخ ظفرہ میں یہ مندرج ہے کہ لغت میں مدرسہ جائے درس کو کہتے ہیں اور اس جگہ کو بھی کہتے ہیں جہاں ضرورت کی ہر چیز میسر ہو سکے۔ چونکہ چارمینار کے پاس یہ سہولت حاصل تھی اس لئے اس کو مدرسہ کے نام سے پکارتے تھے۔ ۱۲

(۲) حاشیہ صفحہ (۹) سطر (۲۰) محلسرائے سلطانی جس میں قطبشاہی بادشاہ فروکش رہتے تھے چونکہ آب و آتش نے اسکو صفحہ ہستی سے محو کر دیا ہے اس لئے تاریخی حیثیت سے اس کے محل وقوع کے متعلق تفصیل خالی از دلچسپی نہ ہوگی۔ سمت شرقی میں ہزار گز طویل و عریض میدان کے بعد شاہی محلسرا دکھائی دیتی تھی جس کے چاروں جانب عالیشان صفہ و ایوان اور چاروں اسمات میں چار رفیع الشان کمانیں بنی تھیں۔ مشرقی کمان دروازہ دولت خانِ عالی کے نام سے موسوم تھی اس کا دروازہ صندل کی لکڑی کا تھا جس میں طلا کار میخیں نصب تھیں اطراف کے صفہ و ایوان میں امراء و سرداران دولت کی نشستیں مقرر تھیں روزانہ صبح کو یہ امرا خدم و حشم کیساتھ مجرائے سلطان کے لئے حاضر ہوا کرتے تھے اور چاروں کمانوں کے وسطی حصہ میں جو جلو خانۂ شاہی کے نام سے موسوم تھا پہنچکر، ہمراہی لشکر و حشم کو یہیں چھوڑ دیتے تھے اور تن تنہا حضوری میں روانہ ہوتے تھے۔ دروازہ دولت خانہ کے دونوں طرف چند فیل ہر وقت ایستادہ رہتے تھے دروازہ کے اندر ہر طرف ہزار پیادے۔ دو سو حبشی اور ایکہزار لشکری صف بستہ حاضر رہا کرتے تھے۔ جلو خانہ کا وسطی مثمن حوض (چارسُو کا حوض) امرا کے ہمراہی لشکر کے جانوروں کی سیرابی کیلئے بنایا گیا تھا دروازہ کے اندر جنوبی حصہ میں دفتر خانہ شاہی اور حصۂ غربی میں جامدار خانہ اور بعض کارخانہ ہائے عامرہ واقع تھے۔ شمالی حصہ میں چار صفے تھے جن میں لشکری و حوالدار و شب نویس و سلحداروں کی نشست رہا کرتی تھی۔ چندن محل میں عام سلحدار باری باری سے حاضر رہا کرتے تھے۔ گگن محل میں ترک و عرب و دکھنی سلحداران خاص کی نشست تھی۔ اور صدر صفہ میں صرف معتبر و مقرب ملازمین قدیم حاضر باش تھے۔ سجن محل اعیان و فضلا کیلئے مخصوص تھا اور مشرقی جانب صفۂ طولانی میں صبح و شام دسترخوان چُنا جاتا تھا جہاں مطبخ شاہی سے انواع و اقسام کے کھانے روزانہ ہزارہا سادات و علما، و اعیان کو کھلائے جاتے تھے۔ ۱۲ (تاریخ ظفرہ)

(۳) حاشیہ صفحہ (۲۵) سطر (۱۵) کہ مسجد کے بیرونی دروازہ پر جو سنہ جلوس کندہ ہے وہ اس مسجد کے بعہد عالمگیر بادشاہ سنہ ۱۱۰۴ھ میں اتمام تعمیر کی تاریخ ہے ۱۲

(۴) حاشیہ صفحہ (۴۷) سطر (۵) تاریخ ظفرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ موضع گوشہ کے متصل تاناشاہ نے ایک قصر فلک شکوہ پانچہزار درعہ تکسر اور ۲۰ درعہ مرتفع بنوایا تھا جس کے محاذی ایک وسیع چبوترہ اور زمین کے کنارہ پر ایک عظیم الشان حوض (۴۵۵ درعہ طویل ۲۱۰ درعہ عریض اور ۴ درعہ عمیق جس کے تکسر آٹھ لاکھ نو ہزار دو سو درعہ ہوتے ہیں)

بمنزلہ تالاب کے تھا جسکی نہ بندی تختہ ہائے سنگ سے ہوئی تھی اور تالاب حسین ساغر سے اس میں پانی آتا تھا۔ یہ عمارت موضع گوشہ کے متصل واقع ہونے کی وجہ سے گوشہ محل کے نام سے مشہور ہو گئی اس کتاب سے یہ بھی پتہ چلتا کہ تعریف و تاریخ حوض و گوشہ محل میں حسب ذیل قطعہ ایک کتبہ پر ایوان میں نصب تھا لیکن یہ کتبہ غالباً محل کیساتھ زیر زمین دفن ہو گیا ہے

شہ عالم پناہ والا قدر　　کہ رسد فیض او بہ بحر و بر　　رتبہ افزائے افسر و دیہیم　　باد فرماں روائے ہفت اقلیم

ناہی ظلم و محی دین است　　مالک ملک در جہاں این است　　عالم و فاضل و سخی کریم　　عادل و اشجع و شفیق و رحیم

متشرع چنانکہ می باید　　متورع چنانچہ می شاید　　با ہمہ مہربان بود ایں شاہ　　مظہر لطف ہست ظل اللہ

یار درماندگان ماندہ زپائے　　یاورش مصطفےٰ بہر دو سرائے　　از برائے ہمیں کنند دعا　　آدم اندر زمیں ملک بسما

یا الٰہی تو در اماں داری　　حافظش باد تا جہاں داری　　ساخت تالاب شاہ دریا دل　　کہ از و گشتہ یم و بحر خجل

آبش از آئینہ مصفا تر　　بمذاق ہمہ چو شیر و شکر　　حوض و تالاب دیدہ شد کہ بسیر　　کس ندیدہ چنیں بدور قمر

ہر کسے آب خورد ازیں تالاب　　میشود یادشاہ عالم آب　　ایں چنیں حوض رشک خضر سایست　　تا ابد آب اندراں باقیست

اندریں نشار گر خضر ساقیست　　آنجہاں مرتضیٰ علی ساقیست　　از خدا خواستم براش دعا　　آمد از غیب اینکہ باد بقا

سال تاریخ ایں خجستہ بنا　　با خرد گفتمش کہ راہ نما　　گفت با من کہ شد نجات ہمہ　　آب آں باعث حیات ہمہ

قصر فردوس را نمود بدہر　　کس ندیدہ چنیں بملک بشہر　　سال و ماہش مبارک ایام　　مرتضیٰ یاورش بحق کرام ۱۰۹۶ھ

سال تاریخ ایں رفیع اثر　　خرد از روی صدق گفت بصبر　　شاہ بیتے چنیں ندیدہ کسے　　باد فرخندہ ایں بشاہ بسے

بطور تعمیہ روی صدق یعنی صاد و دال (صد ۹۴) کے عدد مذکور کو مصرعہ شاہ بیتے چنیں ندیدہ کسے (۱۰۰۴) کے اعداد پر اضافہ کریں تو ۱۰۹۸ھ برآمد ہوتا ہے ۱۲

(۵) حاشیہ صفحہ (۵۳) سطر (۱۲) بقول تاریخ ظفرہ ابوالحسن تاناشاہ کا سجع مہر کلاں یہ تھا سے مؤید سے کہ بتائید حق شہ دکن است ؛؛ بجاں محب علی قطب ابو الحسن است۔ اور مہر خورد انگشتری پر (ختمۃ الخیر و السعادہ) کندہ تھا ۱۲

(۶) حاشیہ صفحہ (۵۸) سطر (۱۷) عضد الدولہ قسورجنگ محمد عوض خاں بہادر پسر عضد الدولہ کا اصلی نام خواجہ مومن خاں تھا۔ آپ سے نواب آصفجاہ بہادر اول کی چچی منسوب تھیں اور ایک مدت تک ناظم صوبہ برار رہے تھے بالآخر حضرت آصفجاہ نے ۱۱۵۲ھ میں انکو صوبہ داری و متصدی گری فرخندہ بنیاد حیدرآباد پر باختیار عزل و نصب عمال ایک کرور روپیہ اجارہ سالتمام کے ساتھ مامور کرکے خطاب محمد عوض خاں بہادر عنایت کیا۔ علی قراول اور نوہا پاندھرا کی جو مچھلی بندر اور راج بندری میں ہنگامہ پرداز رہتے تھے انہوں نے قرار واقعی تنبیہ کی تھی چونکہ یہ زیادہ متشرع و ریاضت کش تھے اس لئے منہیات کے انسداد کی جانب ان کا زیادہ رجحان رہتا تھا۔ چنانچہ بیگم بازار کو جو ناصر جنگ شہید کی والدہ ماجدہ کا آباد کیا ہوا تھا اور وہاں شراب و بیندھی زیادہ فروخت ہوا کرتی تھی انہوں نے حکماً خالی کرا دیا لہذا بیگم صاحبہ نے حضور میں نالش کر دی اور انکی خاطر داشت کے لئے حضرت آصفجاہ نے عوض خاں بہادر کو بدل کر صوبہ داری حیدرآباد انورالدین خاں بہادر فوجدار معزول سیکاکول و راج بندری کے تفویض کر دی تھی (منتخب اللباب خافی خاں و تاریخ ظفرہ)

(۷) حاشیہ صفحہ (۵۸) سطر (۱۸) محمد مجاہد خاں بہادر غازی الدین خاں فیروز جنگ کے بھائی۔ اور چین قلیچ خاں بہادر کے فرزند تھے ۱۰۹۵ھ میں جب یہ اپنے بھائی غازی الدین خاں فیروز جنگ بہادر کے ساتھ

بادشاہ عالمگیر کی طرف سے رسد لیکر شہزادہ محمد اعظم کی کمک کو روانہ ہوئے تو معرکہ بیجاپور میں اُن سے ترددات رستمانہ ظاہر ہوئے چنانچہ جب بادشاہ کو ان دونوں بھائیوں کے کارگزاری کی اطلاع از روئے وقایع پہنچی۔ تو بعد عطائے اضافہائے نمایاں و دیگر عنایات جو الفاظ بادشاہ اورنگ زیب کے زبان پر جاری ہوئے اُنکا اعادہ اس موقع پر خاص دلچسپی کا باعث ہوگا۔ "چنانچہ حق سبحانہ تعالیٰ از ترددات فیروز جنگ شرم اولاد تیموریہ نگاہ داشت آبروئے اولاد او تا دورِ قیامت خدا نگاہ دارد (خافی خاں حصۂ دوم)

(۸) حاشیہ صفحہ (۷۸) سطر (۴) میر محمود ہمدانی تھانہ دار گلکنڈہ نے بادشاہ پر جبکہ وہ نماز عصر میں مشغول تھے باغوائے جمشید ۲۳ زخم لگائے ۱۲ (تاریخ ظفرہ)

(۹) حاشیہ صفحہ (۷۸) سطر (۱۷) قطب الملک سلطان قلی کو دکن میں صغیر و کبیر بڑے ملک پکارتے تھے (تاریخ ظفرہ)

(۱۰) حاشیہ صفحہ (۸۲) سطر (۱۳) سبحان قلی کی مخالفت میں پہلے جملۃ الملک بجری خان نے شہزادہ دولت خاں کو جو بھونگیر میں مقید تھا قلعہ سے نکال کر تخت نشین کیا۔ لیکن مخالفین نے پھر اس کو قید کرکے شہزادہ ابراہیم کے پاس عرائض روانہ کئے جو اپنے باپ کے زمانہ میں قلعداری دیورکنڈہ پر مامور تھا۔ اور جمشید کے عہد میں اولاً بیدر پھر بیجانگر چلا گیا تھا (تاریخ ظفرہ)

(۱۱) حاشیہ صفحہ (۸۷) سطر (۲) سلطان ابراہیم قطب شاہ نے اپنی وفات پر تیس اولادیں چھوڑی تھیں (تاریخ ظفرہ)

(۱۲) حاشیہ صفحہ (۹۰) سطر (۱۴) صاحب تاریخ ظفرہ نے میر ابوطالب ناصر الملک قطبشاہی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس بادشاہ کے عہد میں الٰہی محل و باغ محمدی و نبات گھاٹ و کوہ طور و ندی محل و حنا محل و داد محل و خداداد محل و لنگر خانہ و عاشور خانہ و مسجد جامع و چارمینار و دار الشفا وغیرہ کی تعمیر پر ستر لاکھ ہون کے مصارف عائد ہوئے تھے۔

(۱۳) حاشیہ صفحہ (۹۹) سطر (۱) سلطان محمد قطبشاہ کے عہد میں شہزاد خورم (شاہجہان) پہلے پہل سنہ ۱۰۲۵ھ میں حیدرآباد آئے تھے۔ اور نظام شاہ احمد نگری کو بادشاہ جہانگیر کے مقابلہ میں امداد دینے کی پاداش میں بطور پیشکش چودہ لاکھ روپیان سے وصول کیا تھا ۱۲ (حدیقۃ العالم)

(۱۴) حاشیہ صفحہ (۱۰۸) سطر (۱۳) تاریخ ظفرہ مؤلفہ گردھاری لعل میں وہ تعہد نامہ موجود ہے جسکو سلطان عبداللہ نے سنہ ۱۰۶۶ھ میں اپنی مہر و دستخط سے بتوسط شہزادہ محمد بادشاہ عالمگیر کے پاس باستدعائے انعقاد صلح روانہ کیا تھا۔ یہی وہ اصلی دستاویز ہے جس سے قیام صلح کے اسباب پر کافی روشنی پڑتی ہے اس لئے اس مقام پر بنظر اہمیت اس کا اعادہ کیا جاتا ہے۔

"فدوی درگاہ سلاطین پناہ مرید بلا اشتباہ بطوع و رغبت خود چنیں تقبل و تعہد نمود کہ بہ ازای عفو جرائم و تقصیرات (یہاں جرائم و تقصیرات سے اشارہ ان فرامین شاہجہاں کی خلاف ورزی کی جانب ہے جو میر محمد سعید اصفہانی میر جملہ قطبشاہی کی عدم مزاحمت اور اس کے لڑکے محمد امین کی رہائی اور اس کے اموال کے عدم تصرف کی نسبت صادر ہوئے تھے۔) و عنایت مملکت قدیم کہ در نیولا نواب اعلیٰحضرت سکندر شوکت فریدوں حشمت جمشید ابہت ادام اللہ اقبالہ مجدداً بہ ایں مرید موروثی عطا فرمودہ اند۔ شروط مذکورہ ذیل را بتقدیم رسانیدہ بہیچوجہ در ادائے وظائف انقیاد و اطاعت و لوازم دولتخواہی

وفدویت تہاون نورزد ودقیقہ از دقائق اتفاق ویکرنگی مہمل ونامرعی گذارد - آول اینکہ برای کسب مباہات و افتخار وتحصیل شرف و اعتبار خود صبیہ صلبیہ خویش را بحبالہ ازدواج تازہ نہال بوستان سلطنت واقبال گزین ثمرہ ریاض عظمت و اجلال جوان بخت دولت بی زوال جوانی بخش سعادت لایزالی مرشدزادۂ حقیقی والاگہر سمو المکان محمد سلطان خلف الصدق اعز اعظم صاحب عالمیان وعالم متع اللہ المہیمن بطول حیاتہما الی انصرام زمان درآوردہ کہ بعد از مرید موروثی ایالت این مملکت بآں بیدار بخت متعلق باشد ودیگر آنکہ سوای پیشکش مقرری مبادلہ دو لک وپنجاہ ہزار ہون قلعہ رانگیر را باولایات متعلقہ سابق آں (یہ علاقہ بطور جہیز کے دیا گیا تھا) حوالہ وکلای سرکار فیض آثار نماید اگر حاصل آنولایت کم از مبلغ مذکور شود از پیش خود وجہ تتمہ رانقد جواب گوید ومبلغ بیست لک ہون را بطریق نذر ونیاز از نقد وجواہر نفیسہ وازفیلان کہ بہتر ازاں پیش مرید موروثی نباشد برساند وبیست لک روپیہ مطالبہ سرکار خاصہ شریفہ ازیں مبلغ محسوب باشد واگر چیزے از جواہر وفیلان پنہاں دارد خاین باشد وبرابر عنایات وامداد ہرگاہ لشکر بجای تعین فرمایند بعد از صدور حکم طلب پنجہزار سوار از ممالک متعلقہ این عقیدتمند داخل عساکر منصورہ باشد التماس واستدعا از مکارم علیہ ومراحم متعالیہ آنست کہ درباب اعانت وحمایت این مرید موروثی دقیقہ فرونگذارند کہ ازمردم اطراف وجوانب آسیبے ومضرتے باین ملک نرسد واگر ضرور شود افواج قاہرہ بکومک وامداد اینفدوی عقیدت کیش ورفع شر وفساد معاندان بداندیش تعین فرمایند وعہدنامہ والاپہر ودستخط خاص ونشان خجستہ عنوان محلی باپنجہ مبارک مرحمت فرمایند کہ بلطفاً بعد بطن حرز بازوے طمانیت باشد۔"

(۱۵) حاشیہ صفحہ (۷)، سطر (۱۰) کنز اللغت کے ایک قدیم نسخہ پر سلطان محمد قطبشاہ نے اپنے سلسلہ نسب کے متعلق قلم خاص سے عبارت ذیل لکھی ہے

"محمد قطبشاہ بن میرزا محمد امین بن ابراہیم قطبشاہ بن سلطان قلی قطب الملک بن اویس قلی بن پیر قلی بن الوندبیگ بن میرزا اسکندر بن قریوسف بن قرمحمد ترکمان۔

اغلاط نامہ

صفحہ	سطر	صحیح	صفحہ	سطر	صحیح
۶	۲	کمرگاہ	۶۴	۱۴	خوش آں رکن دولہ بنام حسین
۱۱	۱	وما خلفہم	〃	۱۶	سنہ ۱۱۸۴ھ
۲۲	۷	لیکن صحن کی وسعت	۸۵	۱۸	سبحان قلی کی
۳۱	۶	شاہ علی بندہ	۸۸	۱۰	پائین بخط نسخ
۳۲	۶	کے باہر زینہ کے	۹۵	۲۱	بانی کا
۴۱	۱	توجہ سے	۱۰۹	۱۷	اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
۵۴	۹	مشاہرہ			سیقول الخ
۶۴	۱۲	ھ ۔ سنہ ۱۱۸۴ھ ۱۷۷۰ء	۴۵	۲۱	صاحب قبسات

ضمیمہ (انڈکس)

ح

خ

د

ر